ان ہذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا سورۃ الدہر آیۃ

یہ ایک ایسا تذکرہ ہے کہ جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف رستہ ڈھونڈھ لے۔ سورۃ الدہر آیۃ ۲۹

خواب حیرت

جس کو

منشی احمد شفیع صاحب سررشتہ دار محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر راولپنڈی

پنجاب مصنف ثبوت واجب الوجود۔ حافظ احمدی۔ تبرید احمدی۔

پولیٹکل مضامین۔ ورفیق ناکتخدا۔۔۔ وغیرہ

نے تصنیف کیا

اور

حسب فرمائش عالی جناب ڈاکٹر شیخ فضل الدین صاحب

اسسٹنٹ سرجن ضلع گجرات پنجاب

منشی سراج الدین سپرنٹنڈنٹ مطابع ریاست جموں نے

سرور پریس جامن مین چھاپہ کیا

انا هذه تذكرة فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا سورة الدهر آية

یہ ایک ایسا تذکرہ ہے کہ جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راستہ پکڑے (سورۃ الدہر آیۃ ۲۹)

خواب حیرت

جس کو

منشی احمد شفیع صاحب سررشتہ دار محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر راولپنڈی
پنجاب مصنف ثبوت واجب الوجود - حافظ احمدی - تبرید احمدی -
پولیٹکل مضامین - ورفیق تاکتخدائی - وغیرہ
نے تصنیف کیا

اور

حسب فرمائش عالی جناب ڈاکٹر شیخ فضل الدین صاحب
اسسٹنٹ سرجن ضلع گجرات پنجاب

منشی سراج الدین سپرنٹنڈنٹ مطابع ریاست سرمور نے

سرمور پریس ناہن مین چھاپہ کیا

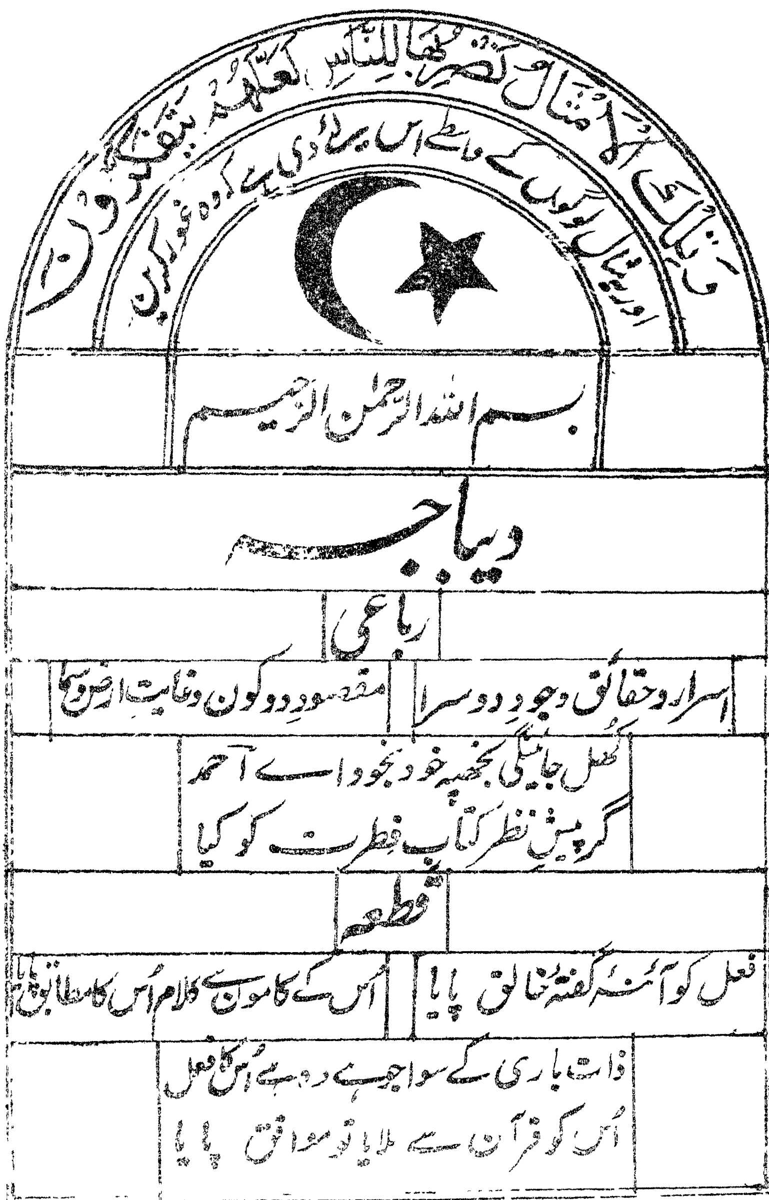
ضروری التماس

کتاب کے خاتمہ پر جو غلط نامہ ہے قبل از مطالعہ اُس کے مطابق اغلاط کتاب درست

کتب دیگر من تصنیفات مصنف

نمبر	نام کتاب	کہاں سے مل سکتی ہے	قیمت	
۱	ثبوت واجب الوجود	سرمور گزٹ ناہن	۰	ا ر
۲	حافظ احمدی بر منٹل فلاسفی حصۂ اول	پنجاب یونیورسٹی	۰	۹ ر
۳	تبرۂ احمدی - (مشروبات کو ٹھنڈا کرنے کی سینٹیفک تراکیب)	ایضاً	۰	۴ ر
۴	پولٹیکل مضامین	سرمور گزٹ ناہن	۰	۱۲ ر
۵	خواب حیرت - (اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر)	۱ - سید احمد خان بہادر بانی مدرسۃ العلوم علی گڈھ - ۲ - سرمور گزٹ ناہن - ۳ - خود مصنف - ۴ - ڈاکٹر فضل الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات	عہ ر	۲ ر
	ایضاً کم درجہ کے کاغذ پر -	ایضاً ایضاً	عہ ر	

محصول ڈاک برائے نمبر ۱ نیم آنہ - برائے نمبر ۲ یک آنہ - ۱ [illegible] نمبر ۳ و ۴ - [illegible]
برائے نمبر ۵ دو آنہ



وتلک الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون

اور یہ مثال لوگوں کے واسطے اس لیے دی ہے کہ وہ غور کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

رباعی

اسرار و حقائق وجودِ دوسرا | مقصودِ دو کون و غایتِ ارض و سما

کھل جائیگی تجھ پہ خود بخود اے احمد

گر پیش نظر کتاب فطرت کو کیا

قطعہ

فعل کو آئینہ گفتہ خالق پایا | اس کے کاموں سے کلام اس کا مطابق پایا

ذات باری کے سوا جو ہے وہ ہے اس کا فعل

اس کو قرآن سے ملایا تو موافق پایا

حمد اُس ذات باری کو زیبا ہے جسکا فعل اور قول دونون مطابق ہین ذات باری
کے سوا جملہ کائنات اُسکا فعل ہے - اپنے دوستون سے جو کچھ اُسنے کہا وہ اُسکا
قول ہے وہ اخیر مین اپنے حبیب احمد مصطفٰے صلعم کے ساتھ ہم زبان ہوا - اور اُسکے
اس آخری کلام معجز نظام کا نام قرآن ہوا -

اُسکے فعل (صنعت) سے اُسکا منشاء اُسکی مُراد اُسکا مقصود ظاہر ہوتا ہے خود
نیچر یعنی صحیفۂ فطرت پُکار پُکار کر کہہ رہا ہے کہ میرے ہر شعشے میرے ہر نقطے میری
ہر سطر میرے ہر ورق پر میرے مصنف کا منشار کندہ ہے - دیدۂ بینا اور چشم بصیرت
کے ساتھ معانی اور مطالب پر غور کرو تو تمکو دریافت ہوجائیگا -

جو منشاے ایزدی فطرت اللہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے وہی اُسکے کلام معجز نظام
پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے بعض موقع پر ایک دوسرے کا مفسر ہے یا ایک
مجمل ہے تو دوسرا مفصل ہے -

جس طرح صحیفۂ فطرت زبان حال سے اپنے مطالعہ کی ترغیب دے رہا ہے
اُسی طرح اُسکا کلام بھی نیچر (فطرت اللہ) کے مطالعہ کی ترغیب دے رہا ہے چنانچہ
اُسکے کلام مین آیا ہے -

اَفَلَا يَنظُرُونَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ
رُفِعَتْ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ

ترجمہ - کیا لوگ نہین نگاہ کرتے اونٹون کی طرف وہ

کس طرح پیدا کیے گئے اور آسمانوں کی طرف وہ کس طرح
بلند کیے گئے اور پہاڑوں کی طرف وہ کس طرح نصب
کیے گئے۔ اور زمین کی طرف وہ کس طرح بچھائی گئی۔

جو حقائق و معارف ارض و سماو مافیہا پر غور کرنے سے منکشف ہوتے ہیں اُنکا
لطف ایک عاشق فطرت اللہ (نیچری) ہی خوب جانتا ہے۔

قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

جنکو اس چاشنی کی خبر ہوئی ہے۔ وہ اب تک چٹخارے بھر رہے ہیں۔

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لیے

اور وجد میں آکر یہ ترانے گا رہے ہیں۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ع۔ ہر پتے میں ہے پتہ اُسی کا
ع۔ ہر پھول میں تیری رنگ و بو ہے
ع۔ ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا

رباعی

ہر برگ سے قدرت حق پیدا ہے	ہر پھول سے صنعت صمد پیدا ہے
سینہ بہ بشر کا وہ مجلی دخشا	ہر ایک نفس سے جلد و پیدا ہے

۵ منشاء و مُراد و حکم و مقصودِ خدا

(۱) نیچر پر غور کرنے سے۔ (۲) کلام ربانی پر غور کرنے سے۔
(۳) دونون کو مطابق کرنے سے۔ (۴) ایک کی دوسرے کے ساتھ تفسیر کرنے سے
(۵) ایک مجمل کی دوسرے کے ساتھ تفصیل کرنے سے۔
دریافت کرنا ہر ذی عقل پر فرض ہے اور جب وہ اس طرح دریافت ہوجاوین تو
اُنپر کاربند ہونا بھی ہر ذی عقل کا کام ہے کہ عقل اُسکو اسی واسطے دی گئی ہے
اور وہ اسی واسطے خلیفۃ اللہ بفحوائے ؛

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

اور اُسکی صورت پر بمصداق ؛

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ

بنایا گیا تھا اور اسی باعث سے وہ اورون سے اشرف و ممتاز ہوا۔ اورون کو
اور سب کچھ ملا تھا۔ ہاتھ پیر۔ کان ناک۔ آنکھ۔ مگر یہی عقل نہین ملی تھی۔ اُسنے سبھون
کے روبرو یہ امانت پیش کی تھی مگر کسی کو اُس ذمہ داری کی برداشت کی جرأت
نہوئی اُٹھایا تو اسے حضرت انسان نے اُٹھایا۔ چنانچہ لکھا ہے ؛

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا
وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا

ترجمہ۔ ہر آئینہ ما پیش آوردیم امانت را بر آسمانہا و بر زمین و بر کوہہا
پس قبول نہ کردند کہ بردارند آنرا و ترسیدند ازان و برداشت
آن را آدمی ہر آئینہ وی ہست ستمگار نادان
حافظ نے بھی اس شعر مین اسی امانت کی طرف اشارہ کیا ہے ؛

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ایسی اعلیٰ ہستی کے واسطے راحت کونین موجد دارین کے مرکوز خاطر تھی وہ
راحت کونین اس طرح حاصل ہوسکتی تھی کہ انسان اُس کا منشا و مقصود بقدر طاقت
بشری دریافت کرے اور جب وہ دریافت ہوجائے تو حتی الوسع اُس کے موافق
اپنی زندگی بسر کرے ؛

جب اُس کا یہ مقصود تھا تو اُس کے حاصل کرنے کے واسطے اُس نے سہولتین
بھی مہیا کردی تھین نیچر (فطرت اللہ) خود بشر کے اندر اور باہر آگے اور پیچھے۔ اوپر اور نیچے۔
دائین اور بائین موجود تھی اُسکے کلام معجز نظام کا طنطنہ ہر چہار سو سے بلند تھا۔
اُسکے منشا و مراد کی تحقیقات بڑے بڑے اصول سے شروع ہو کر چھوٹی چھوٹی
باتون پر منتہی ہوتی ہے اور انسان کامل وہی سمجھا جاتا ہے جو بڑے بڑے
اصول سے لیکر چھوٹی چھوٹی باتون تک اُسکے منشا کی پیروی کرے۔
بسا اوقات انسان اُسکے منشا و مقصود کی تحقیق اُن طرق اور ذرائع سے

کرنی بھول جاتے تھے جنکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے۔ وہ اسواسطے اپنے کسی خاص
بندے کو اپنے منشا و مقصود کی تحقیق کی تجدید کے لیئے بھیجتا تھا اُسکو اسان شرع
مین پیمبر اور اصطلاح حکمت مین انسان کامل کہتے تھے۔
سب سے اخیر اُسنے اس کام کے واسطے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کو
بھیجا۔ یہ نیچر فطرت اللہ کا سب سے بڑا محقق تھا۔ اُسنے موجودات عالم پر اور اُنکے
باہمی تعلقات پر اور اُن تعلقات سے جو نتائج حقہ پیدا ہوتے ہین اُنپر غور اور فکر
کی ہدایت کی۔ اُسنے ہمکو بتایا کہ موجودات کی صنعت اُسکے صانع پر کس طرح دلالت
کرتی ہے اور جس قدر کامل اور زیادہ علم صنائع کا ہمکو حاصل ہوتا ہے اُسی قدر
صانع کی معرفت کامل ہوتی ہے اور خدا کی خدائی پر زیادہ یقین آتا ہے۔ غور کرو
اس آیت پر اور سوچو کہ اسمین کیا ہدایت ہے

اَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۝

ترجمہ کیا نگاہ نہین کی سلطنت مین آسمان اور زمین کے اور
جو اللہ نے بنائی ہے کوئی چیز۔

یہ محقق نیچر (فطرت اللہ) ان بندشون کے توڑنے کے واسطے آیا جو نیچر
(فطرت اللہ) پر لوگون نے باندھی تھین۔ وہ کوئی نئی بندش فطرت اللہ یعنی نیچر یا
خدا کے دین پر باندھنے نہین آیا تھا۔ اُس نے قیدیون کی ہتھکڑیون اور بیڑیون کو
توڑا اور کوئی نئی ہتھکڑی اور بیڑی نہین ڈالی۔ اُس نے پوراحق آزادی کا

نیچر (فطرت) کے موافق لوگون کو دیا اور اُسی کو اُنکا دین بلکہ خدا کا دین بتایا
پڑھو اس آیۂ کریمہ کو ؛

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ۔ سیدھا کر اپنا مُنھ خالص دین کے لیئے جو نیچر (فطرت اللہ)
خدا کا ہے جسپر لوگون کو بنایا ہے۔ خدا کی پیدائش مین کچھ تبدیل
نہین ہے۔ یہی مستحکم دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہین جانتے۔

اُسکے آنے سے پیشتر ذات باری اور توحید باری کے بارہ مین شک و شبہہ پڑ گئے تھے کوئی
کہتا تھا خدا کوئی ہے ہی نہین کوئی کہتا تھا عذیر ابن اللہ ہے کوئی کہتا تھا مسیح ابن اللہ ہے کوئی
دو خدا مانتا تھا کوئی تین کوئی تین سو ساٹھ بُت پوجتا تھا کہین لاکھون دیوی اور
دیوتاؤن کی پرستش ہوتی تھی۔ اُس انسان کامل نے نیچر (فطرت اللہ) سے استدلال
کرکے ذات وصفات باری اور توحید باری ایسی خوبی سے ثابت کی کہ وحدانیت کا
آفتاب اگرچہ عرب سے طلوع ہوا تھا۔ مگر اُسکی کرنون نے تمام عالم کو روشن کردیا
اور دُنیا مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک توحید کے انوار چمک گئے اور

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

کی روشنی پھیل گئی۔

اُس روشنی سے اگرچہ سارا عالم مستفید ہوا تاہم بہت سے آدمی ایسے باقی رہ گئے

جنھون نے باوجود استفادہ کے اُس آفتاب عالمتاب کی تصدیق نہین کی جس
سے یہ روشنی نکلی اور پھیلی تھی۔ ایسون کو بجز ناشکرے موحدین کے اور کیا کہون[1]۔
اس مہر جہان افروز کی آل اطہار و اصحاب کبار نے بھی اس نور موفور سے
ہزارون مشعلین ہدایت کی خلق اللہ کے واسطے روشن کین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

[1] ایسے اشخاص بھگت کبیر۔ بابا نانک۔ رام موہن رائے۔ بابو کیشب چندر سین۔ اور
دیانند سوامی ہو گزرے ہین۔
جو آفتاب توحید عرب سے طلوع ہوا اُسنے اِن بزرگون کے دلون کو بھی توحید کی روشنی سے
کسی قدر منور کیا لیکن اگر یہ اسکا اعتراف نہ کرین تو بجز ناشکرے موحدین کے اُنکو کیا کہا جائے۔
بھگت کبیر کی کوئی کتاب موجود نہین ہے مگر اُنکے بھجن سینہ بسینہ پورب کے شودرون کو اب تک
خوب یاد چلے آتے ہین۔
باباناناک کی کتاب موجود ہے اُسے آدھ گرنتھ کہتے ہین۔ جو الحاق اس کتاب مین بعدہٗ دیگر
گورؤون کی جانب سے ہوئے ہین اُنکو انت گرنتھ کہتے ہین قوم سکھ ادھ اور انتھ گرنتھ کی قائل ہے
رام موہن رائے بنگالیون مین شاید سب سے پہلے وہ انگریزی فاضل متبحر ہو گزرے ہین
جو توحید کے قائل ہوے تھے۔ اِنھون نے ملک انگلستان مین وفات پائی۔
بابو کیشب چندر سین بھی انگریزی کے بڑے جید عالم تھے۔ جو فرقہ بنگالیون مین برھمو کا جلد
نکلا ہے وہ اُسکے پیشوا تھے سبھی بابو صاحب نے بزبان انگریزی انگلستان مین دی تھین جو قابل دید ہین
انکو اس جہان گذشتنی و گذاشتنی سے رخصت ہوئے چند ہی سال گذرے ہین۔

اُسکے اور نیک بندے بھی اوروں کے لیئے چراغ ہدایت ہوے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور اسی واسطے خدا نے ان سب کے حق مین فرمایا۔

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنکَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللہِ ط

ترجمہ۔ تم سب اُمتون سے جو لوگون کے لیئے پیدا ہوے ہین بہتر ہو اچھی بات کرنے کا حکم دیتے ہو۔ بُری بات سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو

ان نیک بندون کے ظہور کا سلسلہ کبھی منقطع نہین ہوا جب کبھی کسی سبب سے فطرت اللہ کے کسی شعبہ مین امت محمدیہ نے غلطی کھائی خالق نے تحریر

سوامی دیانند سوامی ہندؤن مین پہلے (فارمر ومصلح الدین) تھے جنھون نے بُت پرستی سے مُنھ موڑا اور توحید سے رشتہ جوڑا ان کی وفات کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے انکے فیض تعلیم سے ہزارہا اہل ہنود نے بُت پرستی سے توبہ کی اُنکے پیرو آج کل آریا کہلاتے ہین آج کل کے انگریزی تعلیم یافتہ ہندو اسی فرقہ مین علی العموم شامل ہین۔

دیانند سوامی باوصف اقرار توحید کے مادّہ کو قدیم مانتے تھے اور تناسخ روح کے بھی قائل تھے جب ان دو باتون کو مانا جاے خاصکر یہ کہ مادہ آنِ واحد مین خدا کے ساتھ ازل سے موجود تھا تو توحید ناقص ہو گئی شاید اس نقص کا یہ باعث ہو کہ سوامی جی نے اُس آفتاب عالمتاب کی تصدیق نہین کی تھی اسی سے توحید ادھوری رہ گئی۔ فافہم وتدبر منہ مصنف۔

رفارمر (مصلح الدین و مجدد) پیدا کر دیے اور انھون نے فطرت اللہ کو غلط اوہام کی آمیزش سے پاک کر دیا۔

ہمارے موجودہ زمانے مین بھی فطرت اللہ ان غلط اوہام کی آمیزش بہت کچھ ہو گئی تھی مگر خدا کا شکر کہ ہمارا زمانہ بھی مصلح الدین یا مجدد کی ذات بابرکات سے محروم نہ رہا ہمارے اس زمانہ کا مصلح الدین یا مجدد اُسکے حبیب کا نواسہ **سید احمد** ہے اُسنے اپنے نانا کی سُنت پر چل کر فطرت اللہ کے چہرے غبار پاک کیا اور سارے عالم کو دکھا دیا کہ فطرت اللہ (اسلام) ہی ایسا دین ہے جسکے چہرے پر کوئی داغ نہین ہے۔

اسلام بذات خود ندارد عیبی		ہر عیب کہ ہست در مسلمانی ماست	

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

ہدایت منجانب اللہ کے ذریعے بہین محدود نہین ہو جانتے وہ بیشمار ہین منجملہ اُنکے ایک ذریعہ ہدایت کا امم سابقہ کے تاریخی حالات ہین چنانچہ فرماتا ہے

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ
هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

ترجمہ ہم تجھسے بہترین قصہ بیان کرتے ہین اسواسطے
کہ بھیجا ہمنے تیری طرف یہ قرآن اور اس سے پیشتر تو البتہ
بے خبرون مین تھا۔

اور مثل مشہور ہے کہ

قَصَصُ الْاَوَّلِیْنَ مَوَاعِظُ الْاٰخِرِیْنَ

ترجمہ۔ اگلون کے حالات پچھلون کے لیئے پند واندرز کے ذخیرہ ہین۔

چنانچہ جو کوئی امم سابقہ کی ترقی وتنزل کے اسباب پر غور کرتا ہے بیشک اُسے عبرت اور ہدایت کے واسطے ان سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔

اس کے سوا خود ہماری قوم کے تاریخی حالات کم عبرت انگیز نہین ہین۔

ماورا اے این ہمہادی مطلق کبھی کبھی اپنے بندون کو سوتے جاگتے اُن کی حقیقت حال پر بلا واسطہ متنبہ کردیتا ہے اور وہ اُس سے عبرت پکڑ کر اپنا حال وقال اُس کے منشا کے موافق کرلیتے ہین۔

ہمارے واقفون مین مولوی اسلام اللہ خان صاحب کے ساتھ بھی یہی ماجرا گذرا۔ اُنکو ایک دن خواب مین اُنکے حال پر تنبیہ ہوئی۔ وہ جاگے تو ساری سرگذشت حاضرین کو کہہ سنائی۔ اُنکے خواب سے حیرت ہوتی تھی اس واسطے مین نے اُنکے خواب کا نام۔

خواب حیرت

رکھا۔

اُنکا خواب ایسا حیرت خیز اور عبرت انگیز ہے کہ مجھے اُمید ہے کہ جس طرح اُس سے مجھے فائدہ ہوا ہے اُسی طرح سُننے اور پڑھنے والون کو فائدہ ہوگا۔

بشرطیکہ وہ اسے غور سے سُنین یا پڑھین اور اپنے حال کو مولوی صاحب کے حال سے مطابق کر کے دیکھین۔

اگرچہ اس خواب کے بیان مین اختصار مدنظر رہا ہے تاہم حتی الوسع مطلب فوت نہین ہونے دیا۔ اگر مین شرح اور بسط کے ساتھ یہ خواب لکھتا تو عمر بھر ختم نہوتا اور مجھے یہ کہنا پڑتا۔

دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر	
ما ہمچنان در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم	

اس اجمال کی ایک خاص وجہ اور بھی تھی۔ ایک انجمن اسلامیہ کے ممبرون نے مجھے ارشاد کیا تھا کہ مین اُنکی انجمن مین ایک لکچر دون مجھے اُسوقت یہ خواب مولوی اسلام اللہ خان صاحب کا تازہ تازہ یاد تھا اُسی کو مین نے اپنے طور پر اپنے روزمرہ کے موافق انھین سُنا دیا۔ اُسکے سُننے مین بھی سامعین کو اپنا بہت سا گرانمایہ وقت صرف کرنا پڑا۔ اگر مین اسے زیادہ شرح و بسط کے ساتھ سناتا تو ایک لکچر کی حد سے بڑھ جاتا اور جلسۂ واحد مین ختم نہوتا۔

سامعین نے اسے سنکر میری توقع سے زیادہ پسند کیا اور یہ استدعا بڑے اصرار کے ساتھ کی کہ پبلک کے فائدے کے واسطے یہ ضرور چھپوایا جاے۔

اگرچہ میرا ایسا ارادہ نہ تھا مگر بقول سعدی

"آزردنِ دلِ دوستان جہل ست و کفارۂ یمین سہل"

اُنکے ارشاد کی تعمیل پر راغب ہوا۔

باوصفیکہ یہ رسالہ مختصر طور پر لکھا گیا ہے تاہم مجھے امید ہے کہ یہہ اور
طبع آزماؤن کے لیے (Ground work.) گراؤنڈ ورک (معنی ڈھانچہ) کا
کام دیگا۔ اور وہ چاہینگے تو جن امور کا بیان مختصر طور پر ذکر ہوا ہے ان مین سے ہر امر پر
جداگانہ آرٹیکل لکھین گے۔

اگر مجھے فرصت نے یاری دی تو شاید مین ہی اس طرف توجہ کرون۔
آج کل تو اس دیباچہ پر نظر ثانی کرنے کی فرصت بھی مشکل سے مُیسر ہوئی ہے۔

فکرِ معاش خوفِ خدا حزا یادِ رفتگان
تھوڑی سی عمر مین کوئی کیا کیا کیا کرے

بیان مذکورہ بالا سے ناظرین کو واضح ہو گیا ہوگا کہ کس غرض سے اور کس موقع پر
مین نے یہ رسالہ لکھا تھا۔ یہان مین اسقدر اور گذارش کرنا چاہتا ہون کہ مین نے
دنیاوی نفع کی غرض سے یہ رسالہ نہین لکھا ہے نہ مین اپنی محنت کا صلہ کسی
سے چاہتا ہون۔ لیکن جو کچھ مین نے لکھا ہے اگر اُس سے میری قوم کے ایک
متنفس مین بھی قومی ترقی کا جوش پیدا ہوا اور وہ اپنے غلط اوہام پر مطلع ہو کر منشائے
ایزدی کی مطابقت اُسکے کام اور کلام مین ڈھونڈھے تو مین سمجھونگا کہ میری
محنت رائگان نہین گئی۔

مین اپنی قوم کے سوائے اور قومون سے بھی عرض کرتا ہون کہ اگرچہ یہ رسالہ

بالخصوص مسلمانون کے فائدے کے واسطے تحریر کیا گیا ہے تاہم ادنی تغیر وتبدل سے ہر قوم کا آدمی جو نیچرل[1] مذہب کا حامی ہے اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔

خدا جانے میری قوم کے بعض اشخاص حالات دنیا سے بے خبر اور اپنے حال سے غافل اس رسالہ کو پڑھکر کیا سمجھین گے اور واللہ اعلم وہ اسکے مصنف کو کیا کیا برا بھلا نہ کہینگے مین ایسون کے لیئے دعا مانگتا ہون کہ خدا اُنپر رحم کرے اور اُنکی آنکھین کھولے۔ مجھے لومۃ لائم سے خوف نہین ہے۔ میرا معاملہ میرے خدا کے ساتھ ہے وہ ہر ایک کی نیت اور دل کے خیالات جانتا ہے مجھے امید ہے وہ میری نیت کے موافق مجھے پھل دیگا جو کچھ مجھے خوف ہے وہ یہ ہے کہ بعض کے لیے یہ ٹھوکر کا باعث نہو مگر اسمین میرا اختیار نہین ہے۔

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا
وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

العبد
المفتقر الی اللہ الرفیع احمد شفیع۔

---

[1] نیچرل مذہب دین حنیف کو کہتے ہین جسے دوسرے لفظون مین فطرت اللہ بھی کہا جاتا ہے چنانچہ دیکھو آیہ کریمہ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا الی آخرہ

خواب حیرت

ہمارے واقفون مین ایک مولوی اسلام اللہ خان بہادر ہین قوم کے
وہ عرب ہین نسب کے وہ سید نجیب الطرفین ہین۔ پیرزادہ ہین مولوی ہین حیثیت
کے امیر ہین نواب ہین عمر اُنکی ادھیڑسی ہو گی بدو شعور سے تادم حال ان کو
دینیات مین مصروفیت رہی ہے۔ بڑے صالح ہین بڑے پاکباز ہین اُن کے
دامن پاک پر فرشتے نماز پڑھتے ہین اُنکے زہد اور ورع پر ملائک کو حسد ہوتا ہے
پانچون وقت کی نماز کے علاوہ اُنکا اشراق اور تہجد بھی کبھی قضا نہین ہوا اور وظائف
و درود خوانی اور ختم خواجگان اُنکے شعائر روزمرہ مین سے ہے۔ وعظ و نصیحت
اور گم گشتگان کوچہ ضلالت کی ہدایت بھی اُنکا روزمرہ کا کام ہے کوئی بشر ایسا ہوگا
جسنے اُنکا وعظ و نصیحت سُنکر سر نہ دُھنا ہوگا ہزارون بندے خدا کے ہر روز اُنکی
خدمت مین تعلیم و تلقین کے لیئے آتے ہین۔ لوگ کہتے ہین اُنکی نظر توجہ سے
قلب پر وہ اثر ہوتا ہے کہ لوگون کا دل ہی جانتا ہے علم اشراق اور علم روحانیات مین
وہ یدطولیٰ رکھتے ہین کہ میڈم بلیوٹسکی اور کرنل الکاٹ اُنکے آگے طفل دبستان ہین

	فلاطون طفلکے باشد زیونانے کہ من دارم مسیحا رشک می دارد ز درمانے کہ من دارم	

اُنکا جسد اطہر مسمریزم کا فوارہ ہے رات کو شب بیداری صبح کو مراقبہ اور فراغت کے وقت مجاہدہ اُنکی عادات مین سے ہے بہت سے چلّے بھی کھینچے ہوے ہین عملیات علوی پر بھی قادر ہین اُنکے حلقہ کے مُرید بھی صاحب تاثیر شمار کیے جاتے ہین قال اللہ وقال رسول کے سوا اُنکی محفل مین کوئی اور ذکر نہین ہوتا اُنکے حلقہ مین ہو حق کے سوا کوئی اور آواز سنائی نہین دیتی۔ دست بکار۔ دل بیار۔ سفر در وطن خلوت در انجمن اُنکے مقولے ہین تقدس اُنکی صورت سے نمایان ہے۔ محراب اُنکے ناصیہ پر عیان ہے۔

سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

اُنکی شان مین ہے۔

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

کے وہی مصداق ہین۔ امر بجالانا۔ نہی سے پرہیز کرنا اُنکی طبیعت کا خاصہ ہے۔ سچ پوچھو تو سچ مُچ کے ولی معلوم ہوتے ہین اور اس مین کچھ شک نہین کہ خلقت اُنکو ایسا ہی کہتی ہے۔ اور ہم بھی اُنکو ایسا ہی خیال کرتے ہین ؎

	زبانِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو	

پر ہمارا عمل ہے۔

مولوی صاحب ابتدا سے امیر نہ تھے۔ اُنکا طالب علمی کا زمانہ دہلی مین عُسرت سے گذرا۔ ہزار طرح کی مصیبت جھیل کر انھون نے تحصیل علم کی۔ اُنکے ساتھ کے طالب علم ہنوز جوتیان چٹخاتے پھرتے ہین۔ بہت سے فتحپوری کی مسجد مین تلخ زندگی اور للہ فی سبیل اللہ کی روٹیون پر گذارا کرتے ہین۔ مگر مولوی صاحب کی تقدیر مین علم کی دولت کے ساتھ دُنیا کی دولت بھی لکھی تھی اس واسطے اُسکے حاصل ہونے کے اسباب بہت سہولیت سے پیدا ہو گئے۔ لیکن باوصف اس ثروت کے مولوی صاحب نے وعظ و تلقین نہ چھوڑا۔ جہان جسنے بُلایا اُسکو پند و اندرز سے مالا مال کیا۔ چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے نواب اسلام الدین خان صاحب نے شام کے وقت مولوی صاحب کو بُلوایا اور تمام شہر مین مشتہر کرا دیا کہ مولوی صاحب ہمارے مکان پر وعظ کہین گے جسے سُننا ہو آوے

صلائے عام ہے یاران نکتہ رس کے لیئے

یہ سُنکر ہزارون زن و مرد مولوی صاحب کا وعظ سُننے کے واسطے گئے یہ ہیچمیرز بھی۔ یہ خبر سنکر وہان پہونچا مولوی صاحب کا وعظ درحقیقت بہت پُرتاثیر تھا۔ اُس کی برکت سے سیکڑون زن و مرد نے بدعت اور بد رسوم سے توبہ کی۔ بہت سے مرد و عورت نے کمال خلوص سے بیعت بھی کی۔ عشا کے بعد مولوی صاحب واپس آئے بعد نماز محلسرا مین گئے تھوڑی دیر سوئے پھر اُٹھکر عبادت مین مشغول ہوئے۔

يٰأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا[1]

پر عمل کیا۔

مولوی صاحب کی باتین جو مجھے بھائین اس واسطے مولوی صاحب کے پیچھے سایہ کی طرح مین بھی ہولیا۔ اگرچہ بیعت کا حلقہ ہنوز میرے کان مین نہین پڑا تھا تاہم مجھے اُنکی حلقہ بگوشی سے فخر تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ مولوی صاحب نوم قلیل سے بیدار ہوکر تمام شب عبادت مین مصروف رہے صبح کو نور کے تڑکے حاضرین کو نماز پڑھائی پھر حسب دستور مراقبہ مین مشغول ہوئے۔ تھوڑی دیر مراقبہ کیا ہوگا کہ مولوی صاحب چونک پڑے اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ میری نظر جو اُنکے چہرے پر جا پڑی تو کیا دیکھتا ہون کہ چہرہ اُترا ہوا ہے منھ پر ہوائیان اڑرہی ہین۔ سخت گھبرائے ہوے ہین مشوش ہین مضطرب ہین۔ دل اُنکا بہت بےچین ہے۔ آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے ہوے ہین اور قریب ہے کہ مولوی صاحب ڈاڑھین مار مار کر رونے لگین مولوی صاحب کا یہ حال دیکھکر مجھے سخت حیرانی ہوئی پہلے تو کچھ دیر ششدر سا رہ گیا۔ آخر ش نہ رہا گیا بے اختیار یہ شعر زبان سے نکل گیا۔

کس کے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری

[1] ترجمہ۔ اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات۔ آدھی رات یا کم کر تھوڑا سا

مولوی صاحب بولے۔

"بھائیو سنو جیسا مین زاہد۔عابد۔متقی۔پرہیزگار۔تارک الدنیا بقول جامی

چو فقر اندر قبای شاہی آمد	ز تدبیر عبید اللہی آمد

نہمک با مور عقبیٰ خاشع خاضع ہون تم سب جانتے ہو عیان را چہ حاجت بیان ابھی جو مین مراقبہ مین گیا اس غرض سے کہ۔

دل کے آئینہ مین ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

تو ایک شکر خواب کی سی حالت مجھپر طاری ہو گئی اُسی خواب کی حالت مین درِ لاہوت مجھپر وا ہو گیا اور دیکھا تو یہ دیکھا۔

مکانے بود خالی از مکان نیز	نہ تن محرم بود آنجا و جان نیز

ابھی اس سیر لاہوتی سے مین سیر نہین ہوا تھا کہ دیکھتا کیا ہون کہ ایک شخص سامنے سے چلا آتا ہے اُسکی وضع نیاریون کی سی تھی دھونکنی اُسکے ایک کندھے پر پڑی ہوئی تھی سندان اور ہتوڑا دوسرے کندھے پر لٹک رہے تھے تیزاب کی شیشیان ہاتھ مین تھین اور اسباب ایک تھیلہ مین بھرا ہوا تھا جو اُسکے سر پر رکھا ہوا تھا۔ایسے شخص کا عالم لاہوت مین پہونچنا مجھے تعجبات سے معلوم ہوا۔مین سمجھا کہ سوائے کاملین کے ایسے ونسیون کی رسائی یہان نہین ہوتی تو پھر یہ آیا تو کیونکر آیا۔میرے دل مین اس خیال کے آتے ہی ہاتف نے مجھے جواب دیا کہ "یہ کاملین کا کھوٹا کھرا جانچا کرتا ہے" تب مین چپ ہو گیا اور

تھوڑی دیر ڈر کے مارے کچھ بول نہ سکا مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کہین یہ میرا بھی کھوٹا کھرا جانچنے لگے تو پھر سب قلعی کھل جاے۔ آخر پھر جب مین نے اپنا دل ٹٹولا تو وہ ہمہ تن عیار معلوم ہوا اُسمین مجھے کچھ غل وغش کی آمیزش دکھائی نہ دی تب مین نے اپنے دل مین کہا کہ بے شک یہ میرا کھوٹا کھرا جانچ لے۔ اس مین سب کھرا ہی کھرا پائے گا۔

"ہر کرا حساب پاک است از محاسبہ چہ باک"

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گاذران بر سنگ

ان خیالات سے قوی دل ہو کر مین نے اُس شخص سے پوچھا۔

"آپ ہی کا ملین کا کھوٹا کھرا جانچا کرتے ہین"

نیاریہ۔ جی ہان مجھی کو یہ کام سپرد ہے۔

م۔ آپ کاملین کا کھوٹا کھرا کیونکر جانچتے اور جدا کرتے ہین۔

ن۔ جس طرح ریت سے سونا اور سونے سے ریت۔

م۔ آپ کے اس علم کا نام کیا ہے۔

ن۔ کیمسٹری یا علم حل وعقد۔

م۔ مین اسکے معنی نہین سمجھا۔

ن۔ اسکے یہ معنی ہین کہ اس علم کے ذریعے سے جن اجزا سے کوئی شے

مرکب ہوتی ہے وہ اجزا جدا کر لیئے جاتے ہین اور جس طرح اجزا کی تحلیل ہم
کر سکتے ہین اُسی طرح تعقید بھی کر سکتے ہین ۔

م ۔ کالبین مین تو ایک ہی شئے مفرد ہوتی ہے وہ دیگر اجزا سے مرکب نہین
ہوتی ۔ پھر آپ اُس مین سے کون سا جزو علیحدہ کرینگے جیسے پانی کسی دوسرے
جزو سے مرکب نہین ۔ پھر آپ اُس مین سے کون سا جزو علیحدہ کرینگے ۔

ن ۔ پانی مرکب ہے ہیڈرا جن اور آکسی جن سے اور یہ اجزا اُسکے علیحدہ
ہو سکتے ہین علاوہ انکے پانی مین اور بھی بہت سی چیزین مل سکتی ہین جو تنگ نگاہون
کو نظر نہین آتین مگر ژرف نگاہ دیکھ لیتے ہین کہ خالص پانی کس قدر ہے اور زوائد
کس قدر ہین ۔ آپ نے نہین دیکھا پانی مین گلاب ملا دو تو بظاہر وہ ملاوٹ نظر
نہ آویگی لیکن جاننے والا جان لیویگا کہ اس مین کچھ اور بھی ملا ہوا ہے ۔

م ۔ اگر یون ہے تو اصل یہ ہے کہ کالبین مین جو شئے ہوتی ہے اُس کی
تشبیہ پانی سے دینی خطا ہے قیاس اسکا قیاس مع الفارق ہے ۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ن ۔ اچھا فرمائیے ۔ کالبین کی کون سی شئے بسیط اور خالص ہے بتائیے

م ۔ اُنکی دینی سرگرمی ۔

ن ۔ یہ تو بہت سے اجزا سے مرکب ہے مگر چونکہ آپ کو علم حل و عقد سے
واقفیت نہین اس واسطے آپ اُسکے اجزا نہین جانتے لیکن اگر [illegible]

صِرف نیک ہی اجزا شامل ہون تب تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ہمہ تن عیار ہے
اور جو اسمین بد اجزا بھی ملے ہوے ہون تو افسوس کی بات ہے۔

م۔ کاملین کی سرگرمی ایک دوسرے سے برابر ہوتی ہے یا کم وبیش۔

ن۔ مین نے تو اسکا وزن ہر ایک کامل مین متفاوت ہی پایا ہے۔

م۔ میری دینی سرگرمی کتنی ہے۔

ن۔ لایئے دکھایئے۔

راوی۔ مولوی صاحب نے اپنے دل کے ہر خانے سے دینی گرمی دونون ہاتھون سے سمیٹ کر نیاریہ کو دکھائی نیاریہ نے اُس کے وزن کے واسطے ایک عجیب قسم کی ترازو نکالی اور تولا تو وہ پوری سو من اُتری بعد وزن کرنے کے نیاریہ نے مولوی صاحب سے کہا۔

ن۔ مولوی صاحب آپ کی سرگرمی پورے سو من ہے۔

م۔ اچھے سے اچھے کامل مین زیادہ سے زیادہ مقدار سرگرمی کی آپ کتنی پاتے رہے ہین۔

ن۔ یہ نہ پوچھیے سیکڑون سے ہزارون اور ہزارون سے لاکھون من تک اسکی مقدار ظاہر ہوئی ہے۔

فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

ترجمہ۔ ہمنے بعضون کو بعضون پر فضیلت دی ہے

مگر آپ کی سرگرمی کا وزن بھی سیکڑون ہزارون سے بڑھکر رہا ہے۔

م۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے مگر افسوس ہے کہ لاکھون سے کمتر۔ ہا مین تو سمجھا تھا
کہ یہ وزن سب سے بڑھا ہوا ہوگا۔

بس غلط بود آنچہ من پنداشتم

بھلا براہ مہربانی اسکو تاکر بھی سے لگے ہاتھون تا دیجیے کہ یہ کن کن اجزا سے
مرکب ہے مجھے امید ہے کہ آپ کے عمل تحلیل مین اُسکے جملہ اجزا نہایت صالح
برآمد ہونگے۔

ن۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے کسی نے نائی سے پوچھا میان نائی ہمارے
کتنے بال ہین۔ اُسنے جواب دیا کہ حجمان اب آگے ہی آجاوینگے اٹھکر آپ
دیکھ لینگے کہ وہ کن کن اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا کس قسم کے ہین۔

م۔ یہ کہکر کیمیاگر نے اپنی بھٹی جمائی ایک بڑی سی کوٹھالی نکالی اُس
مین میری سرگرمی کو گلِ حکمت کیا اور آگ پر رکھا جب وہ پگھل گئی تو کوٹھالی کا
مُنھ کھولا تیزاب کا ایک چھینٹا دیا اور سنداں پر اُلٹ کر جو ہتھوڑے کی
ایک ضرب لگائی تو میری سرگرمی کے اجزا بکھر کر الگ الگ ہوگئے کیمیاگر
نے اُن سب اجزا کو تولا تو یہ وزن برآمد ہوا۔

تعصب ....

حسد ....

جہل مرکب	۱۴ / ۱۰ من
ریاکاری	۹ من
طمع	للو من
علم۔ زہد۔ تقویٰ اور حسب نسب کا غرور	من ۱۵ چھٹانک
خیرات	نیم چھٹانک
حبّ العباد / حبّ القوم	×
حبّ اللہ	نیم چھٹانک
میزان کل	[illegible] من

کیمیاگر نے میری سرگرمی کو ایسے ناقص اور ناکارہ اجزا سے مرکب پاکر اور اجزاے صالح کی مقدار اُس مین کم دیکھکر ایک آہِ سرد دلِ پُردرد سے کھینچی اور کہا کہ یا خدا تجھپر رحم کرے۔

آنکہ چون پستہ دیدمش ہمہ مغز	پوست بر پوست بود ہمچو پیاز

مجھے اپنی سرگرمی مین اسقدر کھونٹ دیکھکر بڑی حیرانی ہوئی۔ مین نے کیمیاگر سے کہا "صاحب! شاید آپ کی تشریح مین غلطی ہوئی ہے۔ شاید آپ ابھی نوآموز ہین شاید آپ کو ابھی پورا تجربہ اس فن مین نہین ہوا ہے۔ شاید آپ وزن کرنے مین دھوکا کھا گئے ہین، میری سرگرمی کے اجزا ایسے ناقص نہین ہوسکتے جیسے

آپ نے بتائے ہین نہ اُنکے اجزاے صالح کی مقدار ایسی کم ہوسکتی ہے

ن- ہمارے عمل مین غلطی کا امکان نہین ہے لیجیے یہ ڈپلوما ملاحظہ فرمائیے
یہ کتاب دیکھیے ہزارون کی سرگرمی کی تشریح اس مین درج ہے اور کیمیکل اگزامنر انچیف (Chemical Examiner in chief)
نے ان سب کو بعد ملاحظہ صحیح کیا ہے چنانچہ تصدیق اُسکی موجود ہے۔

م- تو چلیئے اول کیمیکل اگزامنر انچیف سے اُسپر بھی تصدیق کروائیے
نیاریہ نے جو اجزا میری سرگرمی کے اپنی کتاب مین درج کیئے تھے وہ کیمیکل اگزامنر انچف
کو دکھا دیے۔ اُسنے اُس تشریح پر اپنے العبد کر دیے۔ تب تو مین گھبرایا کہ ہائین
!!! ایک نشدود شداب کیا کیجیے۔ اور تو کچھ نہو سکا مین نے کیمیکل اگزامنر انچیف
سے کہا کہ براہ مہربانی میرے اطمینان قلب کے واسطے آپ پھر اس تشریح کی
از سرِ نو پڑتال کرلین۔ یہ بات کیمیکل اگزامنر انچیف نے بلا تامل منظور کر لی مگر پڑتال
مین بھی وہی۔

"ہمان آش در کاسہ"

کا معاملہ رہا۔ اس سے مین بہت بے چین ہوا۔ اور تو کچھ بن نہ آیا سرے
سے مین نے انکار شروع کیا کہ مجھ مین یہ صفات قبیحہ تھے ہی نہین نہ اب ہین
جو میرے ساتھ منسوب کیئے جاتے ہین اسپر جواب ملا کہ "ہمارے پاس شاہد
بھی موجود ہین وہ گواہی دینگے بلکہ تمھارے مُنھ در مُنھ ثابت کر دینگے کہ تم ہین

یہ صفات وسیمہ موجود ہین"

ہم مین نے کہا بہت خوب شاہد ہیں ہون ہم کبھی تو سُنین وہ کیا کہتے ہین

اور سچ کی کہتے ہین یا یون ہی بے تکی ہانکتے ہین رویت کے گواہ ہین یا سماعی

ذرہ بھی کیمیکل اگر امر الحنیف کا اشارہ ہوا تو وہ گواہ [illegible] مین نے

پوچھا۔ انکا کیا نام اور کیا کام ہے جواب ملا انہین [illegible] کرام کاتبین

کہتے ہین۔ اخلاق مین انکا نام کانشنس یعنے ناصح مشفق ہے نیکی و

بدی کے رجسٹرار بھی ہین انکو محتسب بھی کہتے ہین یہ خود تمھارے ہی قول

و فعل ہین انکا نام گواہان ضمیر بھی ہے چنانچہ کسی عارف نے کہا ہے۔

قول و فعل آمد گواہان ضمیر	زین دو بر باطن تو استدلال گیر

یہ ہمزاد کی طرح ہر بشر کے ساتھ رہتے ہین۔ یہ نیک کام کرنے کی اور برے کام

سے بچنے کی ترغیب دیتے ہین۔ اگر بندہ نیک کام کرتا ہے تو بہت خوشی سے تحریر

کرتے ہین اگر برا کام کرتا ہے تو مجبوری کراہت کے ساتھ لکھتے ہین تمھارے ساتھ

بھی یہ دونون گواہ ہمیشہ موجود رہتے ہین انسے تم خود ہی پوچھو۔

مین نے جو انکی طرف دیکھا تو کانپ گیا وہ بڑے بے لاگ بے طرفدار گواہ

معلوم ہوئے۔ اور غور جو کی تو مین نے پہچان لیا کہ ضرور یہ وہی ہین جو سفر مین

حضر مین۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے ہر وقت اور ہر حال مین میرے ساتھ رہتے تھے

[illegible] ان کا قول و فعل ہر حال مین انکے ساتھ رہتا ہے اور اُنکی تائید سے انسان جان سکتا ہے کہ انکا قول و فعل قابل نفرین تھا یا قابل تحسین۔

مجھے نیک و بد مین تمیز کروا دیتے تھے نیکی کرنے کی ترغیب دیتے تھے بدی سے
منع کرتے تھے ناصح مشفق کی طرح نیک صلاح دیا کرتے تھے مگر بسا اوقات
مین نے اُنکی چندان پروا نہین کی تھی مین اُنکو ایسا ہی ویسا سمجھا تھا۔

ناچار مین نے اُنسے کہا کہ جو تم کو معلوم ہے ایمان سے کہو ناحق مجھپر کوئی بہتان
نہ باندھنا کیمیکل اگزامنر الخبیث نے کہا "یہ بھی اُنسے کہدو کہ۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ [1]

پر بھی عمل کرین۔

گواہون نے تسلیم کو خم کیا اور بولے۔

مولوی صاحب ابترتیب سب حال آپ سُنتے جاوین۔ ہم پہلے آپکے
تعصب کا ذکر کرتے ہین۔

تعصب

اگرچہ تم جانتے ہو کہ خلاق مطلق نے سب آدمیون کو پیدا کیا مگر جنہون نے تمہارے
عقائد اور رائے سے اختلاف کیا تم اُسکو جانی دشمن جانتے تھے [illegible]

اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ رَحْمَةٌ

تمنے اسکے برعکس کر دکھایا۔

اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ زَحْمَةٌ

---

[1] شہادت کو مت چھپاؤ۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

تخلقوا باخلاق اللہ

تمہارے رسول مقبول کا قول ہے لیکن جس شخص سے تمہارے دسترخوان پر بسم اللہ کی آواز سنائی تم نے سعدی کے خلیل کی طرح کان پکڑ کر اُسے بھوکا اُٹھا دیا۔

چو بسم اللہ آغاز کردند جمع	نیامد ز پیرش حدیثے بسمع
چنین گفتش اے پیر دیرینہ روز	چو پیران نمے بینمت صدق و سوز
نہ شرط است وقتے کہ روزی خوری	کہ نام خداوند روزی بری
بگفتا نگیرم طریقت بدست	کہ نشنیدم از پیر آذر پرست
بدانست پیغمبر نیک فال	کہ گبر است پیر تبہ بودہ حال
بخواری براندش چو بیگانہ دید	کہ منکر بود پیش پاکان پلید
سروش آمد از کردگار جلیل	بہ ہیبت ملامت کنان کاے خلیل
منش دادہ صد سالہ روزی و جان	ترا نفرت آمد ازو یک زمان
گر او می برد پیش آتش سجود	تو واپس چرا می بری دست جود

تم جانتے ہو۔

خواہی کہ خدا بر تو ببخشد	با خلق خدا بکن نکوئی

لہٰذا اپنے خلق اللہ کے سے خلق بناؤ۔

مگر تم اس نکوئی کو ایک تنگ دائرے مین بند کر دیتے ہو تم سمجھتے ہو جو ہمارا ہم عقیدہ نہین وہ خلق خدا مین داخل نہین ہے!!!

یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

تمکو تعصب نے یہان تک اندھا کر دیا ہے کہ اپنے سے خلاف عقیدہ رکھنے والے کے قتل کے درپے ہوتے ہو اور اُسکا نام تم شرع کے پردے مین جہاد رکھتے ہو۔ خدا کا یہ مقصود ہرگز نہین اگر اسی طرح سے ایک عقیدہ کا آدمی دوسرے عقیدہ کے آدمی سے جنگ شروع کرے تو خلقت خدا کی ہمیشہ جنگ و جدل مین شاغل رہے اور نتیجہ اسکا یہ ہو کہ ایک دوسرے کو مارتے مارتے ساری خلقت خود ہی مرجائے اور اگر ایسا ہو تو بنی آدم کی نسل جہان مین باقی نہ رہے اور یہ صریحاً خلاف منشائے خلاق عالم کے پایا جاتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اختلاف آرا اور عقائد کا اس طرح سے مٹا دینا اُسکے مقصود کے خلاف تھا۔ تمکو۔

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ

ترجمہ۔ اسلام مین جبر نہین۔

اور۔

لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ

ترجمہ۔ تمھارے لیئے تمھارا دین اور ہمارے لیئے ہمارا دین۔

بھی یاد نہیں رہا۔

اگر تم مولوی سید احمد خان صاحب کا ریویو جو ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب پر انھوں نے لکھا تھا اور مولوی چراغ علی صاحب کی کتاب موسومہ

The Proposed Political, Legal & Social Reforms in the Ottaman Empire and other Mohamedan State.

اور مولوی صاحب موصوف کی دوسری کتاب موسومہ بہ۔

A Critical Exposion of the "Jihad" Showing that all wars of Mohamed were defensive and not offensive.

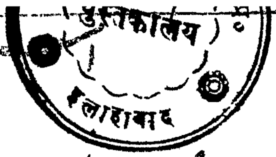
اور مولوی محمد حسین [illegible] بٹالوی کے رسالے موسومہ بہ

---

* مولوی چراغ علی صاحب کی یہ کتاب اس رسالے کی تصنیف کے بعد شائع ہوئی۔ اس رسالہ کی تصنیف کے وقت صرف اس کتاب کا نام مصنف نے سنا تھا دیکھا نہیں تھا۔ مگر چونکہ مصنف کو یقین تھا کہ وہ جلد شائع ہونے والی ہے اور اس سے مسلمانوں پر جہاد کی حقیقت کھل جائیگی اس واسطے اس کا حوالہ اس موقع پر بھی دے دیا گیا۔ (مؤلف)

* حال میں مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے ایک رسالہ موسومہ بہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد بھی لکھا ہے۔ یہ [illegible] مصنف [illegible] اردو زبان [illegible] کیا۔





اسلام وسلطنت [illegible]

اور

مسلمانوں کا عدالتی انصاف

پڑھوگے تو تمہیں بوجہ احسن ظاہر ہو جائیگا کہ رسول مقبول کے جملہ غزوات مدافعت پر مبنی تھے اور ناچار ہوکر انکی طرف رجوع کرنا پڑا تھا۔

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ[1]

پر اسی وقت تک عمل کرنیکا حکم تھا جبتک کہ وہ مقابلہ مین [illegible] لڑ رہے ہے اور یہ مقابلہ بھی مسلمانون کو مجبوری کرنا پڑتا تھا۔

مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تمہیں رستے ہین

اصل یہ ہے کہ وہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی پرستش کرتے تھے یہ پرستش کفار عرب کے عقائد کے مخالف تھی وہ اس واسطے مزاحم ہوتے تھے ایذا پہونچاتے تھے قتل کے درپے رہتے تھے۔

کیا تمکو یاد نہین جب آنحضرت کعبہ شریف مین عبادت کرتے تھے تو مشرکون نے عین سجدے کی حالت مین اوجھڑی آپ پر ڈال دی تھی بھیڑیاں تک درپے آزار ہوئے کہ اسلام کی روک کے واسطے کفار نے ہمارے رسول مقبول کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اسی سبب سے ناچار آپ کو ہجرت کرنی پڑی ہے

[1] ترجمہ قتل کرو انکو جہان پاؤ۔

بھی کفار نے پیچھا نہ چھوڑا آزادی سے خدائے یکتا کی پرستش نہ کرنے د
اسپر بمجبوری وہ کرنا پڑا جسے مُلّا جہاد کہتے ہین۔ ہم اُسے تدبیر حفاظت خوداختیا
کہتے ہین۔ حفاظت خوداختیاری مین کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ جب ہمکو خبر ہو پہنچے
کہ ڈکیتون کا گروہ ہمپر ڈاکہ ڈالنے والا ہے تو پیش ازانکہ وہ ہمپر ڈاکہ ڈالے
ہم خود اُسپر چھاپہ مارتے ہین ہمارے اس فعل کو جو شخص زیادتی پر محمول کرے
وہ نادان ہے ہمارا یہ فعل محض ڈاکہ کی مدافعت کے لیئے صادر ہوا تھا۔

اگر کسی خود غرض حریص نے اُسکے برخلاف ملک گیری کے خاطر جہاد کے
پردے مین اپنی کارروائی کی ہے تو اُسے مذہب اور اعلاء کلمۃ الحق سے کچھ
تعلق نہین ہے۔

مولوی صاحب تم بھی جانتے ہو کہ انسان کے ساتھ دو طرح کے تعلق
لگے ہوے ہین۔ ایک تعلق اسکا خدا کے ساتھ ہے دوسرا اسکا تعلق ابنائے
جنس کے ساتھ ہے۔ جب رُشد ظاہر ہو گیا۔

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

تو اُسے چھوڑ دو کہ جو تعلق اُسکو خدا کے ساتھ ہے وہ خود ہی اُس مین
غور کرے جو تعلق اُسکو ابنائے جنس کے ساتھ ہے وہ پہلے تعلق کی وجہ سے
مُوثر نہین ہونا چاہیے۔ انجیل مین عیسیٰ علیہ السلام نے کیا خوب کہا ہے۔

"جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو۔ جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو۔"

تم جانتے ہو شرع نے اہل کتاب لیڈیون سے نکاح جائز کردیا ہے۔ تم
جانتے ہو زوج کو اپنی زوجہ سے بالطبع کس قدر محبت ہوتی ہے تم جانتے
بڑھیا عیسائی مان کے فرزندون پر فرض ہے کہ جب تک وہ ان سے کہدے
اُٹھا کے گرجا لیجائین اور نماز پڑھالائین پھر تم اہل کتاب سے کیون متنفر ہو
اُنکے مذہب سے کیون تعرض کرتے ہو بروے معاشرت ہمین اُن سے اور دیگر
اقوام سے محبت کرنی منع نہین ہے۔

تم جانتے ہو کہ قیصرۂ ہند سلطان السلمین ہے اُسکے زیر حکومت پانچ کروڑ
مسلمان بستے ہین اور سلطان روم کی سلطنت ترکی مین صرف ایک کروڑ
مسلمان آباد ہین۔

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سلطنت مین تم کمال آزادی سے اپنے
دین کے شعائر اور فرائض بجا لاتے ہو۔ امن چین سے رہتے ہو۔ کوئی مخل
مزاحم نہین ہوتا۔ روم مین مسلمانون کو ایسی آزادی خیالات حاصل نہین
یہان شیعہ سُنی۔ وہابی اور بدعتی مقلد اور غیر مقلد۔ عاشق فطرت الہ
(نیچری) اور وہم پرست اپنے اپنے عقیدے کے موافق معبود حقیقی کی پرستش
کرتے ہین ایک دوسرے سے معترض نہین ہوتا۔ وہان اگر یہ فرقے یہان
کی طرح اپنے اپنے عقیدے کے موافق خیالات کا اظہار کرین تو۔

	پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے	

کا معاملہ ہو۔

ہند مین یہ امن یہ امان یہ آزادی تم مسلمانون کو کس کے ظل حمایت مین حاصل ہے جو اُسی ملکہ معظمہ (قیصرۂ ہند) کے ظل حمایت مین۔ پھر اگر تم باوصف اس امن و امان اور آزادی کے اُس سے پھرو تو ہم کہتے ہین کہ تم اپنے خدا اور رسول سے پھر گئے۔

کیا تمنے قرآن مین یہ آیۃ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

نہین پڑھی۔ پھر کیا تمھارا شاہ وقت اولی الامر مین داخل نہین ہے ضرور داخل ہے۔ یہ تو یورپ مین شہنشاہ اہل کتاب ہے اگر تمھارا حاکم کوئی غلام حبشی ہوتا تو بھی تم اُسکی اطاعت پر مامور اور مجبور تھے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے

عن انس رضی ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اسمعوا واطيعوا وان استعمل عليكم عبد حبشي كان راسه زبيبة رواه البخاري

ترجمہ۔ روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول صلعم نے فرمایا سنو حاکم کی اطاعت کرو۔ اگرچہ عامل کیا جاوے تم پر غلام حبشی جس کا سر مثل انگور کے چھوٹا سا ہو۔

یہ شاہنشاہ تمھاری امن و امان اور آزادی کا متکفل ہے اگرچہ خود مسلمان

لہ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اور جو اختیار والے ہین تم مین انکا بھی حکم مانو

نہیں مگر تمھارے دین کا اُسی قدر ادب کرتا ہے جس قدر اپنے دین کا کرتا ہے
جس طرح پادری تمھارے دین کی تردید میں مشغول رہتے ہیں اسی طرح تمھارے
مولوی اُس کے دین کے ابطال میں مصروف ہیں جس آزادی سے
عیسائی اپنے دین کے شعائر بجا لاتے ہیں اُسی آزادی سے تم اپنے دین کے
فرائض بلا روک ٹوک ادا کرتے ہو پھر بتاؤ ایسے بادشاہ سے پھرنا خدا اور
اُس کے رسول سے پھرنا ہے یا نہیں

پھر تمھارے کٹ ملا ملکہ معظمہ کی سلطنت کو کیوں خیر نہیں مناتے تو
اُنھیں اصل حقیقت سے کیوں متنبہ نہیں کرتے۔

تم اتنا تو خیال کرو کہ اگر دوسرے مذہب کی ناگواری سے جہاد جائز ہوتا
تو بوقت فتح و نصرت اور غلبہ کے غیر دین والوں کو مذہبی آزادی کی شرط پر
امن و امان بخشی جاتی جہاد مجبوری اُس وقت کرنا پڑا جب کہ غیر مذہب والے
شعائر مذہب اسلام کی بجا آوری میں مزاحم ہوئے جب وہ مزاحمت دور
ہوئی جہاد بھی بند ہوا۔

فاذا فات الشرط فات المشروط

اور جزیہ بھی کسی مذہب کی ناگواری کے سبب سے مقرر نہیں کیا جاتا تھا
بلکہ جب مارشل لا آئین جنگی، کے مسلمان پابند تھے اُس پابندی سے غیر دین
والے مستثنیٰ کر دیے جاتے تھے۔ اُن سے بیت المال کے واسطے زکوٰۃ نہیں

لی جاتی تھی اُن کو جنگ پر نہیں بھیجا جاتا تھا۔ بلکہ اُن کی امن و امان کی خاطر مسلمان اپنا خون بہاتے تھے اور اُن پر آنچ نہیں آنے دیتے تھے۔

غیر مذہب والوں کی بوڑھیوں۔ عورتوں اور بچوں کو جو مارنے کا حکم نہ تھا اُس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اختلاف مذہب کی ناگواری جہاد کا کوئی سبب نہ تھا۔ ورنہ اُن کے حق میں کیوں رعایت کی جاتی۔

ان کے حق میں جو رعایت مذہب اسلام نے رکھی ہے اُس سے بہت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ شعائر اسلام میں تعرض اور مزاحمت کرنے سے بہ مجبوری جہاد کرنا پڑتا تھا۔

چوں کہ بوڑھوں۔ عورتوں اور بچوں کی جانب سے تعرض اور مزاحمت ظہور میں نہیں آتی اس واسطے اُن کو باوصف اُن کے تباین مذہب کے چھیڑنے کا حکم نہیں تھا۔

تم جانتے ہو کہ آں حضرت نے رحلت کے وقت جب قرطاس واسطے اندراج چند مواعظ اور پند کے طلب کیا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یاد دلایا تھا کہ قرآن مجید ہمارے لیئے کافی ہدایت ہے اور رسول مقبول نے بھی مان لیا تھا۔ تم جانتے ہو کہ خیر البشر کی حیات میں احادیث و اخبار کی تدوین نہیں ہوئی تھی۔ تم جانتے ہو کہ خلفائے راشدین کے عہد میں احادیث کا تدوین کرنا خلاف منشائے شارع سمجھا جاتا تھا۔ پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ بعض اہل حدیث

نے رطب ویابس حاطب اللیل کی طرح جو کچھ ملا سمیٹ کر جمع کر لیا اور بعض نے اپنے اصول موضوعہ کے موافق صحت کا التزام بھی کیا تاہم اُن کی حادیث کی جانچ پڑتال کی ابھی بہت کچھ گنجائش باقی تھی۔ روایت کی تحقیق کے واسطے درایت کی ضرورت تھی۔ روایت میں درایت کا دخل نہ دینے سے بھاری غلطیاں پیدا ہوئی ہیں۔

سب سے بھاری غلطی اور دھوکا یہ ہوجاتا ہے کہ جب لوگ سنتے ہیں یا دیکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں مندرج ہے تو بلا غور اُسکو مان لیتے ہیں حالانکہ مصنفین صحاح ستہ نے جہاں تک اُن سے ہوسکا روایت کی تنقیح میں بڑی کوشش کی یعنی حتی المقدور جن راویوں کو معتبر سمجھا۔ اور اُنھوں نے جو حدیث نقل کی اُسکو کتاب میں مندرج کیا جس کے لیے ہمیں اُن بزرگوں کا شکر گزار ہونا چاہیے مگر اُن حدیثوں کی تنقیح کو بلحاظ اُن کے واقعات مندرجہ اور اُن کے مضامین کے جو درایت سے تعلق رکھتی ہیں پڑھنے والوں کی تحقیق پر چھوڑا ہے مگر افسوس ہے کہ تم اُس زمانہ کے پڑھنے والی احادیث کی تنقیح کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے۔ نہ تم اپنی ہدایت کے واسطے قرآن سے تمسک کرتے ہو تم عروۃ الوثقیٰ کو چھوڑ کر ادھر اُدھر ہاتھ مارتے ہو۔ تم احادیث کو قرآن پر منطبق کر کر نہیں دیکھتے کہ وہ کہاں تک اُس کے موافق ہیں اور کہاں تک مخالف ہیں۔ تم روایت میں درایت کا

دخل نہیں دیتے۔

تم جانتے ہو کہ زمانہ حال میں سید احمد خاں صاحب نے منقول کی معقول سے عمدہ طور پر تطبیق کی ہے اور ساری خدائی پر علی رؤس الاشہاد ثابت کر دیا ہے کہ۔

"قرآن خدا کا کلام۔ اور موجودات اُس کا کام۔ دونوں مطابق ہیں اُس کے قول اور فعل میں کچھ مخالفت نہیں"

پھر بھی تم مرغی کی وہی ایک ٹانگ کہے جاتے ہو۔ تم کہتے ہو اگلے سب کام کر گئے امام فخر الدین رازی اور حجۃ الاسلام امام غزالی وغیرہم نے جو تطبیق منقول کی معقول سے کی ہے وہ کافی ہے مگر تم اتنا نہیں سمجھتے کہ انگلوں نے اپنے فلسفہ اور حکمت کے مقابلے میں منقول کی معقول سے تطبیق کی تھی جو فی نفسہ توہمات اور قیاس ہائے دور از کار پر مبنی تھے جبکا تار و پود آج۔

اَوۡهَنَ مِنۡ بَيۡتِ الۡعَنۡكَبُوۡتِ

ثابت ہوا ہے اُس تطبیق سے گو ایک زمانے میں اسلام کو فائدہ ہوا ہو مگر اس زمانے میں بجائے فائدہ کے اُس تطبیق سے نقصان ہوا ہے اُس تطبیق سے غلط مسائل حکمت اور فلسفہ کے اسلام میں داخل ہو گئے اور جزو اسلام کا سمجھے جانے لگے چنانچہ اسلام زبان حال سے پکار کر کہہ رہا ہے۔

اَنَا بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَقُوۡلُوۡنَ[1]

[1] جو تم کہتے ہو میں اُس سے پاک ہوں

اس وقت کی حکمت اور فلسفہ مشاہدہ اور تجربے پر مبنی ہے اس کے مسائل مسلمہ قریباً ایسے ہی صحیح ہیں جیسے مسائل ہندسیہ ہوتے ہیں۔

اس حکمت اور فلسفہ نے پرانی حکمت اور فلسفہ کو تہ و بالا کر دیا ہے اور جو نادان مسلمان اس پرانی حکمت اور فلسفہ کو جزو اسلام اپنی نادانی سے سمجھنے لگے ہیں وہ اس نئی حکمت اور فلسفہ کے مقابلہ میں پرانی حکمت اور فلسفہ کو مغلوب دیکھکر حیران ہیں۔

اس واسطے منقول کی معقول کے ساتھ اس وقت تطبیق کرنے فرض کفایہ ہوگئی تھی اور سید احمد خان سارے جہان کے علماء سے منت کرتے تھے کہ انہیں سے کوئی اس فرض کو ادا کرے مگر جب

ہیچ کس بر نخواست

کا معاملہ ہوا تو ناچار سید نے خود جو کچھ اس سے ہو سکا اس بارہ میں کیا اور جو کچھ کیا اس کے واسطے وہ ہماری شکرگزاری کا مستحق ہے۔

ضرور تم کہتے ہو کہ اگر یہ علوم وفنون جدیدہ بھی پرانے علوم وفنون کی طرح کسی زمانے میں اُلٹا دیئے جاویں اور غلط ثابت ہو جاویں تو ہم کہاں تک منقول کی معقول کے ساتھ تطبیق کریں گے یہ اُلٹ پھیر عبث ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نئے علوم وفنون اور ہماری معلومات میں کیسے ہی عظیم انقلاب ہوں رہا لاکن علوم وفنون جدیدہ میں اُن کے مشاہدہ

اور تجربہ پر مبنی ہونے کے سبب سے ایسے انقلاب کا اندیشہ نہیں ہے)
تاہم خدا کے کلام کو جب غور سے دیکھو گے وہ اُس کے کام سے مخالف
نہ پڑیگا اگر غلطی ہوئی ہوگی تو ہمارے ہی ذہن کی نارسائی سے ہوئی ہوگی

	اسلام بذات خود ندارد عیبے		ہر عیب کہ ہست در مسلمانی ماست	

تم جانتے ہو کہ علاوہ فصیح و بلیغ ہونے کے تمھارے قرآن کا بڑا معجزہ
یہ ہے کہ خدائے علیم نے اُس میں ایسے سیدھے سادے مسائل حکمت اور
موعظت کے بتائے ہیں کہ جاہل سے جاہل بدو بھی اُن کو آسانی سمجھ سکتا ہے
مگر بعض ملاؤں نے اُنھیں ایسا چیستاں بنا دیا کہ داناسے دانا بھی اُن کی
تعبیر میں قاصر ہے۔

یا یوں کہو کہ قرآن مجید میں یہ معجز خوبی ہے کہ عامی اور حکیم برابر اُس سے
فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مگر تمھاری تفسیروں نے قرآن کو ایسا بنا دیا ہے کہ اُس
سے عامی مستفیض ہو سکتا ہے نہ حکیم۔

تم جانتے ہو کہ اکثر علماے سابقین نے یونانی بت پرستوں کی حکمت
اور فلسفہ کے موافق قرآن کی تفسیر کی ہے (جیسا کہ ہمنے ابھی اوپر بیان
کیا ہے) اور اب جو یونانی حکمت اور فلسفہ کی قلعی کھلی اور وہ ہمہ تن دغل بر آمد
ہوا اور اُس دغل سے بوڑھے سید نے قرآن کو پاک کیا اور صحیح حکمت اور
فلسفہ اہل کتاب کے موافق تفسیر لکھی تو تم کہنے لگے کہ۔

معاذ اللہ منہا

سید نے قرآن کے معنی اُلٹ دیے حالانکہ جو اُلٹ پھیر ہوا وہ مشرکوں کی حکمت اور فلسفہ میں ہوا۔

تم یہ بھی جانتے ہو کہ بہت سے خوش اعتقاد علماے سابقین نے بہت سے بے سند اور دور از کار قصہ کہانیاں یہودیوں وغیرہ سے لے کر تفسیر قرآن میں داخل کر دیں اور قرآن کو اُن سے کچھ سروکار نہین مگر جسنے ان غیر مستند قصہ کہانیوں سے انکار کیا تم نے اُسے قرآن کا منکر قرار دیا حالانکہ حشو و زوائد کا انکار قرآن کا انکار نہین ہو سکتا۔

تم جانتے ہو کہ مجتہدین علیہم الرحمۃ کا ہرگز یہ منشا نہین تھا کہ تم اپنی رائے اور اجتہاد کو معطل رکھکر اُن مین سے ایک کی آنکھ بند کرکے تقلید کیے جاؤ۔ حاشا کہ ایسا خیال شرک فی الصفت النبوۃ کا کسی مجتہد علامہ کے خیال مین بھی گذرا ہو۔ مگر تم اُن کے خلافِ منشا عمل کرتے ہو کہ زید و عمرو کے مسائل مستخرجہ کو قرآن پر منطبق کرکے نہین دیکھتے کہ یہ اُس کے موافق ہین یا مخالف تم نبی کے اتباع کو چھوڑ کر غیر نبی کے اتباع کو اسپنے اوپر فرض کر بیٹھے ہو تم سمجھتے ہو کہ فقہ کا ہر لفظ ویسا ہی مستحکم ہے جیسا قرآن کا۔ لیکن حال یہ ہے کہ جب وہ قرآن کے مخالف پڑی یا قرآن کے موافق ہو تو اُس پر عمل کرنا گویا خلاف قرآن پر عمل کرنا ہے۔

تم جانتے ہو کہ فقہ ایسے وقت میں تدوین ہوئی تھی جب مسلمانوں کا عروج تھا۔ اُس وقت صرف ایک پہلو پر نظر رہی کہ ہمیشہ مسلمان ہی سارے جہان کے حاکم رہیں گے کبھی محکوم نہونگے۔ اس واسطے جو مسائل یک رُخی طور کے اُس وقت مستخرج ہوئے وہ حال برعکس کے لیے مطلق موزوں نہیں ہم بہ طور مشتے نمونہ از خروارے ایک مثال دیتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوگا۔

اوّل مسائل فقہ بعض صورتوں میں مخالف قرآن ہیں۔

دوم۔ وہ یک رُخے ہیں۔

مثلاً خداوند کریم نے اس آیہ کریمہ سے۔[1]

فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً

غلامی منع کردی۔ پھر بھی فقہ میں غلامی کے متعلق مسائل بہ کثرت درج ہیں۔

پھر دیکھیے کہ وہ یک رُخے بھی ہیں۔ فقیہوں کو یہی خیال رہا کہ مسلمان ہمیشہ غیر قوموں پر غالب رہیں گے اور اُنکے زن و مرد۔[2]

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

---

[1] پھر بعد جنگ کے یا احسان کر کر اسیرانِ جنگ کو چھوڑ دو یا اُن سے فدیہ لے کر چھوڑ دو۔

[2] مگر جنکے مالک تمہارے ہاتھ ہو جائیں۔

کے ذریعہ سے اُن کی لونڈی غلام ہمیشہ بنتے رہیں گے۔ وہ یہ نہ سوچے کہ بہ مجوائے [1]

تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

کبھی وہ مغلوب بھی ہونگے اور اُن کے زن و مرد بھی غیر قوموں کے ہاتھ لگیں گے۔ پھر غیر قومیں بھی اُن کو لونڈی غلام بناویگی اور یہ کیسا بُرا حال مسلمانوں کا ہوگا!!!

"ہر چہ بر خود مپسندی بر دیگراں ہم مپسند"

پر انھوں نے عمل نہیں کیا اور خدا کا صریح اور صاف حکم

فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً

ان کی مجتہدانہ نظر سے پنہاں ہوگیا۔

تم نے روم و روس کی لڑائی میں نہیں پڑھا کہ روسی سپاہیوں نے بلگیریا والے مسلمانوں کی جوروؤں اور بیٹیوں سے کیسی کیسی خراب حرکتیں کیں جب ان نیک بختوں کے خاوند پڑے سسک رہے تھے جب ان کے خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں جب ان کے سر تن سے جدا کیے جاتے تھے جب یہ نیک بختیں اپنے خاوندوں اور اپنے ماباپوں کے حال زار پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہی تھیں جب یہ اپنی زندگی پر موت کو

---

[1] ۔ اور یہ دن بدلتے لاتے ہیں ہم لوگوں میں۔

ترجیح دیتی تھیں۔ تو وحشی روسی اُن کو اُٹھا کر کسی آڑ میں لیجاتے تھے
اور اُن سے وہ کام کرتے تھے جسکے بیان سے جبینِ قلم سے شرم کے
مارے پسینے کے بڑے بڑے قطرے ٹپکتے ہیں۔ کتنے غضب اور قہر کا
مقام ہے کہ جس صاحب عصمت نے سوا اپنے خاوند کے دوسرے کی
کبھی شکل نہ دیکھی ہو جو اپنے خاوند کی عاشق زار ہو۔ جو اپنے خاوند کے
فراق میں جان دینے کو تیار ہو جو اپنے یتیم بچوں اور نوجوان کنواری بیٹیوں
کی فکر میں ڈوبی ہوئی ہو وہ لڑائی کے بگڑ جانے سے ایسی بے حرمت ہو
جسپر وہ موت کو ترجیح دیتی ہو کیسا بھاری ظلم ہے کہ اُن کنواری بھولی
بھالی بیٹیوں کا شیشۂ ناموس جو۔

وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ[۱]

کے مصداق ہوں روسی سپاہیوں کی وحشیانہ حرکت سے چور چور ہو
اور جب مہذب غیر قومیں۔ روسیوں سے ایسی بے اعتدالی کا جواب
طلب کریں تو وہ ہم کو جواب الزامی یہ دیں کہ "مسلمانوں کے مذہب میں
بھی یہی لکھا ہے کہ جس قوم پر تم فتح حاصل کرو اُن کی جورووں اور بیٹیوں
کو اپنے تصرف میں لاؤ۔ پھر اگر ہم نے ایسا کیا تو کیا گناہ کیا !!!"
یہ عذاب ہے اُن مولویوں کی گردن پر جو مذہب اسلام میں غلامی کو

۱؎ مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا۔

جائز بتاتے ہیں۔ کہاں ہیں ہمارے باحمیت مولوی ذرہ اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھیں کہ اُن کے مسائل نے مسلمانوں پر آج کل کیسی بے غرتی کی بوچھار کی ہے تم نے آیۃ۔

فَاِمَّا مَنًّۢا بَعۡدُ وَاِمَّا فِدَآءً

کو قران مجید میں ہزار دفعہ پڑھا ہوگا۔ مگر غور کرنے کے واسطے ایک منٹ کبھی تم اس آیۃ پر نہیں ٹھہرے۔ تم نے قرآن کو درود وظائف کے طور پر پڑھا۔ تم نے اُسکے معانی اور ہدایت پر غور کرنے کی غرض سے اُسے کبھی نہیں پڑھا۔ تمہارے حافظوں نے رمضان کی تراویح میں اور درود و فاتحہ میں تلاوت قرآن فروخت کرنے کے واسطے قرآن کو حفظ یاد کیا وہ اس آیۃ۔

وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِيۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا [1]

کو بھول گئے۔ اُن کی وہی مثال ہوئی۔

اَلۡحَافِظُ كَالۡاَعۡمٰى [2]

اور جنھوں نے کبھی اس آیۃ پر غور کی۔ اُن کو خود غرضوں نے ناسخ منسوخ کے جھگڑے میں پھنسا دیا۔ حالانکہ محققین کے نزدیک ناسخ

---

[1] میری آیات کو تھوڑی قیمت پر مت بیچو۔

[2] حافظ مثل اندھے کے ہوتا ہے۔

منسوخ کوئی شے نہیں۔ اور بالفرض محال اگر کچھ ہو بھی تو یہ آیۃ۔

فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً [1]

ناسخ ہے نہ منسوخ چنانچہ ایک دفعہ سید صاحب کا رسالہ تبریت الاسلام عن شین الامۃ والغلام جب ہمنے تم کو دکھایا تھا اور اُس وقت تم قائل ہو گئے تھے کہ۔

"بے شک دنیا میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے
جس نے غلامی دنیا کے پردہ سے دور کی"

مگر پھر تم نے جارجیہ کی خوبصورت لونڈیاں مکہ معظمہ میں دیکھ کر کیوں انھیں خریدا اور اپنے حرم بنایا اور مدینہ منورہ سے کئی شیدی بچے پرورش کے واسطے کیوں خرید لائے۔ حالانکہ اُن کے والدین بہت واویلا کرتے رہے کہ خدا کے واسطے ہمارے بچوں کو ہم سے جدا نہ کرو مگر تم نے ایک نہ سنی۔

تم جانتے ہو کہ تم چار بیویوں میں عدل نہیں کر سکتے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً [1]

اسی لیے

فَاِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ [2]

[1] پھر اگر ڈرو کہ سب بیویوں میں عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے۔

[2] جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے۔

مشہور ہے۔ پھر تم نے ایک بیوی پر قناعت کیوں نہ کی تم جہاں اپنے
مریدوں میں گئے۔ اور کوئی خوبصورت نوجوان لڑکی دیکھی تو تمھاری
رال کیوں ٹپک پڑی تم نے کیوں ہزار طرح کے حیلۂ شرعی بنا بنا کر
اُسے اپنا ملک یمین گردانا۔ پھر ایک جگہ تم نے ایسا نہیں کیا بلکہ بیسیوں
جگہ۔ پھر جہاں اُن میں سے کوئی مری اور تمنے جھٹ دوسری اُس کی
جگہ اسی طرح بھرتی کی تمھیں کئی دفعہ یہ بھی ارمان ہوا کہ کاش خداوند
کریم بجائے چار کے آٹھ بیویوں کی اجازت دیتا تو بڑا مزا ہوتا۔ تمنے یہ بھی کئی جگہ
سے کہا کہ اگر خدا مجھے سانڈ بنا کر چارجیہ میں چھوڑ دیتا تو بڑا لطف ہوتا۔

جب تم کشمیری کٹڑے میں وعظ کہنے گئے اور وہاں ایک
پری رو کشمیرن تمھاری نظر پڑی۔ تو تم کیوں دل میں کہنے لگے کہ اگر خداوند
کریم پانچ بیویوں کا حکم دیتا۔ تو اس کشمیرن سے ضرور شادی کر لیتا۔ یہ خواہش
تمھارے دل سے گئی نہیں تم اس تدبیر کی اُدھیڑبن میں رہے تم نے
آخر کش یہ تدبیر نکالی کہ جو پہلی بیوی عمر سے ڈھل گئی تھی۔ اُسے طلاق دیدیجیے
تم نے بلا قصور اُس غریب سے علیحدہ رہنا اختیار کیا تمنے اسکو مارا اور آخر میں تم
نے اس آیۃ [1]

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ۔

[1] اور جن عورات کی بدخوئی کا تمکو خوف ہو تو اُن کو سمجھاؤ اُن سے علیحدہ سوؤ اور مارو

کی آڑ میں اُس سے سلوک کرکے طلاق دیدی تم خیر البشر کے اس
قول کو بالکل بھول گئے کہ۔

اَلطَّلَاقُ اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ[1]

پھر اُسکا مہر مار رکھنے کی نیت سے سوحجتیں شرعی نکالیں بہزار خرابی جب
تم نے تعداد مقررہ میں سے ایک بیوی نکال لی۔ تو اب تم نے اس کشمیرن
سے سلام و پیام کرنا چاہا۔ تمہارے وعظ کے وقت وہ کواری تھی۔ مگر تھوڑے
دنوں کے بعد وہ بیاہی گئی۔ اُسے یا اُسکے والدین کو کیا حال معلوم تھا کہ آپ
اُسپر فریفتہ ہیں تم اُسکے بیاہے جانے کی خبر سُن کر بڑے رنجیدہ ہوئے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوئے تُم اُدھر کے ہوئے

تم نے اُس سے شادی کرنے کی وہی تدبیر نکالی جو جہانگیر نے نورجہاں
سے شادی کرنے کی تدبیر نکالی تھی۔ فرمائیے یہ شہوت رانی نہیں تو کیا ہے
ذرہ اپنے گریبان میں منھہ ڈال کر دیکھو تم کتنی بیویاں کر چکے ہو کتنوں
کو اپنے واسطے طلاق دلوا چکے ہو کتنی حرمیں تمھارے پاس بے نکاحی ہیں
ہیں۔ کیا اس بارے میں تم میں اور کسی عیاش میں کچھ فرق ہے ہرگز نہیں
بلکہ تمکو بعض امور کے لحاظ سے عیاشی میں ترجیح ہے۔

راوی۔ مولوی صاحب یہاں پہونچ کر زار زار رونے لگے اور کہا

---

[1] سب مباح چیزوں میں سے طلاق زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

"یہ جو کچھ حال تم نے سُنا حقیقت مین سچ ہے" جب مولوی صاحب کی تسلی ہو چکی تھی وہ پھر اپنے گواہون کا بیان دُہرانے لگے۔

گواہان۔ مولوی صاحب! تمھاری شہوت رانی کے خیالات اسی دُنیا پر محدود نہین ہین۔ ان کو تم عاقبت مین بھی ساتھ لیئے جاتے ہو۔ اگرچہ تم جانتے ہو کہ خدا کے دیدار سے زیادہ کوئی شے پُر لطف نہ ہوگی مگر اُس کی تم کو پروا نہین تم حور و غلمان کے لالچ سے عبادت کرتے ہو۔

اگر تم سے کہا جاے کہ حور و غلمان جنت کی حقیقت تمھاری پریزاد جیسی حرمون سے مغائر ہے (چنانچہ نغماے جنت کی حقیقت کے بارہ مین خود قرآن مین آیا ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ترجمہ یعنی کوئی نہین جانتا کہ کیا اُن کے لیئے آنکھون کی ٹھنڈک (راحت) چھپا رکھی گئی ہے اُس کے بدلے مین جو وہ کرتے ہین۔

اور حدیث نبوی مین اُس کی تفسیر اور توضیح ہوئی ہے چنانچہ فرمایا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ

ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مین نے اپنے نیک بندون
کے لیے وہ چیز تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے دیکھی ہے نہ کسی
کان نے سُنی ہے۔ اور نہ کسی انسان کے دل مین اُس کا
خیال گذرا ہے)

تو تم بھولے سے بھی ایک سجدہ نہ کرو۔ تم نادان لڑکے کی طرح ریوڑیون کے لالچ
سے سو سو دفعہ جھک جھک کر سلام کرتے ہو اگر تمھین یہ خبر ہو کہ ریوڑیان نہین
ملین گی تو تم کبڈی کھیلنے کے واسطے فی الفور بھاگ جاؤ تم کو اب تک یہ اصل
اصول معلوم ہی نہین ہوا کہ :-

"نیکی کو خود نیکی کی خاطر کرنا چاہیئے نہ کہ مزد کی خاطر"

تم جانتے ہو کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہین کرتے۔

لَا تُكَفِّرُوْا اَهْلَ الْقِبْلَةِ

تم جانتے ہو کہ جس مین ننانوے وجہ کفر کی اور ایک وجہ اسلام کی ہو اُسے
کافر نہین کہتے۔

تم جانتے ہو کہ جو تاویل کرے وہ کافر نہین ہوتا چنانچہ امام غزالی صاحب
اپنے رسالہ التفرقہ بین الاسلام و الزندقیہ مین تحریر فرماتے ہین کہ "وجود
کے پانچ درجے ہین۔

(۱) وجود ذاتی۔

(۲) وجود حسی۔

(۳) وجود خیالی۔

(۴) وجود عقلی۔

(۵) وجود شَبَہی (شین اور بے کے فتحہ یعنی زبر سے)

اِن اقسام وجود کے نہ جاننے سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر کہتا ہے۔ مگر جس چیز کے وجود کی رسول نے خبر دی ہے اور جس نے اُن پانچون قسمون مین سے کسی قسم کے وجود سے اس چیز کے وجود کو تسلیم کیا ہے وہ اُس کی تصدیق کرتا ہے نہ تکذیب؟!

وہ ان پنجگانہ اقسام وجود کی یہ تعریف کرتے ہین۔

(۱) وجود ذاتی حقیقی وجود ہوتا ہے جو خارج مین موجود ہو اور حس اور عقل اُس سے اُسی کو سمجھے جیسے حجر و شجر وغیرہ جو حقیقتاً موجود ہین اور سب جانتے ہین بلکہ ان سے بجز اُن کے وجود کے اور کوئی معنی ہی نہین سمجھے جاتے۔

(۲) وجود حسی۔ ایسا وجود ہوتا ہے جو آنکھ مین محسوس ہوتا ہے مگر خارج مین اُس کا وجود نہین ہوتا جیسے جلتی ہوئی بنٹی کو جب انسان تیزی سے پھرادے تو ایک شعلہ کا دائرہ آنکھ مین محسوس ہوتا ہے مگر واقعی خارج مین اُس دائرہ آتشین کا وجود نہین ہوتا۔

(۳) وجود خیالی اُن محسوس چیزون کی صورت ہے جو ہم کو دکھائی دیتی ہین جب کہ وہ ہمارے سامنے موجود نہون تم ہاتھی گھوڑے کی صورت آنکھین بند کرکے اپنے خیال مین پیدا کرسکتے ہو گویا کہ تم اُن کو دیکھ رہے ہو اور وہ ہو بہو پوری شکل تمھارے روبرو موجود ہے مگر موجود فی الخارج کچھ بھی نہین۔

۴۔ وجود عقلی ہر ایک چیز کی ایک حقیقت اور مراد اور اُس کے لیے کوئی غرض یعنی غایت ہے۔ پس جب کہ عقل اُس شئے کی غایت اور مقصد کی طرف بلا لحاظ اُس کی صورت ذاتی یا خیالی یا حسی کے منتقل ہوتی ہے تو اُس شئے کا وجود عقلی مُراد ہوتا ہے۔ مثلاً ہاتھ۔ اُس کی ایک تو صورت موجود فی الخارج ہے جو اُس کا وجود ذاتی ہے اور ایک اُس کا وجود حسی اور ایک وجود خیالی ہے جسکی تفصیل اوپر بیان ہوئی ہے مگر اُس کے سوا ہاتھ کے لیے ایک معنی اور بھی ہین جو دراصل اُس کی حقیقت ہے اور وہ کیا ہے پکڑنے کی قدرت اور

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

مین یہی عقلی ہاتھ مُراد ہے۔

(۵) وجود شبہی وہ ہے کہ نفس شئے موجود نہو۔ نہ حقیقت مین نہ فی الخارج اور نہ فی الحس اور نہ فی الخیال اور نہ فی العقل۔ بلکہ ایک ایسی چیز موجود ہو جو

اُس کی کسی خاصیت یا صفت مین مشابہ ہو"

ان پانچون قسم کے وجود کے بیان کرنے کے بعد امام صاحب فرماتے ہین کہ "جس شخص نے شارع کے اقوال کو ان قسمون مین سے کسی قسم پر تسلیم کیا تو وہ شارع کے قول کا تصدیق کرنے والا ہے نہ تکذیب کرنے والا تکذیب جبھی ہو گی جب وہ ان سب قسم کے معانی اور مراد سے انکار کرے" اس اصول کی ناواقفی سے کٹ مُلّاؤن نے سرمد کی یہ رباعی سُنکر اُسے معراج کا مُنکر قرار دیا۔

رباعی

آنرا کہ سر حقیقتش باور شد — خود پہنتر از سپہر پہنا ور شد

مُلّا گوید کہ بر شد احمد بفلک — سرمد گوید کہ فلک با حمد در شد

اگر اُس وقت اُن کو حضرت عائشہ رض کا یہ قول معلوم ہوتا تو خدا جانے اُن کے حق مین کیا کہتے۔

مَافَقَدَ جَسَدُ مُحَمَّدٍ

یعنی شب معراج کو آن حضرت کا جسم مبارک میرے پاس سے گم نہین ہوا تھا۔

اِن کٹ ملاؤن نے سرمد کے قول پر غور کرکے یہ بھی نہ سوچا کہ احمدؐ کا فلک پر جانا زیادہ وقعت رکھتا ہے یا خود فلک کا احمدؐ کے دروازے پر حاضر ہو جانا اُس کی وقعت اور شان بڑھاتا ہے

اصل یہ ہے کہ یہ کٹ ملا وجود ذاتی کے سوا دوسرے اقسام وجود سے محض ناآشنا تھے۔ یہ نہین جانتے تھے کہ ہر چیز کے واسطے ایک حقیقت اور غایت بھی ہے بے شک نظیر نشیاپوری نے کہا ہے۔

گوئی بغیر واسطہ در گوش خاکیے
رازے کز و خبر نہ بود جبرئیل را

اور سید نے لکھا ہے۔

ز جبرئیل امین قرآن بہ پیغامے نمے خواہم
ہمہ گفتارِ معشوق است قرآنے کہ من دارم

مگر اس سے یہ بزرگوار نہ وحی کے منکر ہین نہ وجود جبرئیل کے گو ممکن ہے کہ جو حقیقت وحی کی اور جس قسم کا وجود جبرئیل کا اُنھون نے سمجھا ہو وہ تمھاری سمجھی ہوئی حقیقت اور تمھاری سمجھی ہوئی قسم وجود سے مغایر ہو۔

جبرئیل معرب ہے لفظ گبرئیل اور گبرئیل مرکب ہے دو لفظون سے گبر اور ائیل سے۔ گبر کے معنی عبری مین قوت کے ہین اور ایل کے معنی اللہ کے ہین۔ پس معنی جبرئیل کے قوت اللہ ہوئی۔

بعد اس قدر تحریر کے اب اگر تم غور کروگے تو تم کو معلوم ہوجائے گا کہ سید احمد خان صاحب نے ان سب قسم کے معنی اور مُراد سے کسی جگہہ انکار نہین کیا ہے۔ وجود کے ان اقسام پنجگانہ مین سے کسی نہ کسی قسم کا

وجود اقوال متنازعہ فیہ مین (خواہ وہ وجود شیطان کے متعلق ہون خواہ نعمائے بہشت اور آلام دوزخ کے متعلق ہون خواہ عذاب قبر وغیرہ سے متعلق ہون) ضرور ماناہے ۔ پھر تم بوڑھے سید کو کافر کیون کہتے ہو ۔

تم جانتے ہو کہ وحی غیر نبی پر بھی نازل ہوئی تھی ۔ حضرت مریم علیہا السلام نبی نہ تھین ۔ وحی اُن پر نازل ہوئی تھی چنانچہ سورہ مریم مین کہا ہے ۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ط قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا

ترجمہ ۔ اور ذکر کتاب مین مریم کا جب کنارے ہوئی اپنے لوگون سے ایک شرقی مکان مین پھر پکڑ لیا اُس نے اُن سے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اُس پاس اپنا فرشتہ پھر بن آیا اُس کے

آگے آدمی پورا۔ بولی مجکو رحمٰن کی پناہ تجھسے۔ اگر تو پرہیزگار
ہے۔ بولا مین تو بھیجا ہوا تیرے رب کا ہون کہ دیے جاؤن
تجکو ایک لڑکا ستھرا۔ بولی کہان سے ہوگا میرے لڑکا
اور چھوا نہین مجکو آدمی نے اور مین خراب بھی نہ تھی۔ بولا
یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھپر آسان ہے۔ اور اُس کو
ہم کیا چاہتے ہین۔ لوگون کے لیئے نشانی اور رحمت ہماری
طرف سے اور یہ کام ٹھہر چکا۔

اسی طرح سورہ آل عمران مین بھی حضرت مریم علیہا السلام کے پاس
وحی بھیجے جانے کا ذکر ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر وحی نازل ہوئی تھی اور
وہ نبی نہ تھین چنانچہ سورہ قصص مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ
فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ
وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ
اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ط

ترجمہ۔ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی مان کو کہ اُس کو دودھ
پلا۔ پھر جب تجکو ڈر ہو اُس کا تو ڈال دے اُس کو دریا مین اور

نہ خطرہ کر اور نہ غم کھا ہم پہونچا دوینگے اُس کو تیری طرف اور
کرینگے اُس کو رسولوں سے

پھر ذوالقرنین کو بھی وحی آئی تھی۔ حالانکہ وہ نبی نہ تھے چنانچہ سورہ کہف
میں اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ
تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا

ترجمہ۔ اے ذوالقرنین یا لوگوں کو تکلیف دے یا رکھ اُنمیں خوبی

اس کے سوائے وحی نحل (شہد کی مکھی) پر بھی آئی ہے۔
اور مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے

قال النبي صلى الله عليه وسلم قد كان فيمن من
قبلكم من الامم محدثون فان يك في امتي احد فانه عمر رض

ترجمہ۔ نبی برحق نے فرمایا کہ بے شک تم میں سے پہلی امتوں میں
الہام والے لوگ تھے۔ پھر اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے

اس سے ظاہر ہے کہ وحی کا آنا صرف انبیا ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ انبیا کے
سوا مقدس لوگوں پر بھی وحی آتی ہے مگر جب انبیا کے سوا وحی اور لوگوں پر
اُترے تو اُسے تحدیث کہتے ہیں۔

پھر وحی۔ الہام۔ اور کشف میں بھی فرق ہے۔

جب خدا کی طرف سے دل مین خدا کا پیام ڈالا جاوے اُسے الہام کہتے ہین۔

جب خواب مین یا اور طرح پر بذریعہ کشف کے پیغام الٰہی معلوم ہو تو اُسے مشاہدات یا مکاشفات کہتے ہین اور الہام مشاہدات اور مکاشفات اکثر مقدس لوگون کو ہوا کرتا ہے۔

یہ مسئلہ کہ وحی کی حقیقت کیا ہے اور الہام سوائے صاحب الہام کے دوسرے کے لیے قطعی حجت ہے یا نہین یہ اور مسئلہ ہے یہان جو کچھ ثابت کرنا منظور تھا وہ یہ تھا کہ الہام اہل اللہ کو ہوا کرتا ہے۔ اور جب یہ بات ثابت ہو گئی تو تم مرزا غلام احمد قادیانی پر محض اُن کے دعوے الہام کی وجہ سے کفر کی توڑ جھاڑ کیون کرتے ہو۔

تم جانتے ہو کہ صرف ایک بوڑھا سید ہی مختلف مذاہب کے اکھاڑے مین کھڑا ہوا خم ٹھونک ٹھونک کر بہ آواز بلند کہہ رہا ہے کہ جس کا جی چاہے ہمارے مذہب سے اپنے مذہب کا مقابلہ کرے۔

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا سودا کھل جائیگا چلن مین

اور اگر دنیا مین کوئی مذہب سچا ہے تو وہ اسلام ہی ہے اور جو غیر مذہب والا مقابلہ کے لیئے میدان مین آتا ہے وہ مُنھ کی کھاتا ہے۔

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعدِ سیمین خود را رنجہ کرد

پھر تم اپنے مذہب کے پہلوان کی پیٹھ ٹھونکنے کے بجائے اُسکی پیٹھ پیچھے غیبت کیون کرتے ہو۔

تم جانتے ہو کہ تمھاری قوم کا جہاز تباہی اور ذلت کے گرداب مین پڑا ہوا ڈبکون ڈبکون کرتا ہے اور اہل جہاز کیا ل منت وسماجت جعفر زٹلی کی زبان مین سید سے کہہ رہے ہین۔

کشتی قوم مسلمان در بھنور افتادہ است
ڈبکون ڈبکون مے کند از یک توجہ پار کن

اور یہ ناخدا نہ تلاطم سے ڈرتا ہے نہ متوج سے۔ دلیرانہ اُس کی پتوار سنبھالے ہوے سلامتی کے کنارے کی طرف لیے چلا آتا ہے اور ساحل پر کھڑے ہونے والون سے کہتا ہے کہ رسہ تھام کر کشتی کو کھینچ لو۔ تو تم اُسے مدد کیون نہین دیتے۔ اگر تم مدد نہ دو گے تو تمھارے اہل کشتی ڈوب جائینگے اور اُس کا عذاب تمھاری گردن پر ہوگا۔

تم جانتے ہو کہ سید کی تدبیرون سے قوم خاک مذلت سے عروج عزت پر پہونچ جاے گی پھر تم اُن تدبیرون پر کیون عمل نہین کرتے۔

تم جانتے ہو کہ مدرسۃ العلوم تمھارے بچون کے لیے عمدہ

تعلیم گاہ ہے۔ پھر تم اپنے بچون کو اُس مین کیون داخل نہین کرتے
تم جانتے ہو کہ مدرستہ العلوم ساری قوم کا مدرسہ ہے پھر تم
اُس کی شرکت سے اُس کے انتظام وغیرہ مین کیون مدد نہین دیتے
اُس کی ہر کارروائی کو نظر غور سے کیون نہین دیکھتے جہان اصلاح کی
ضرورت ہے وہان اصلاح کا مشورہ کیون نہین دیتے۔

سوائے تعصب کے اور کون سی شے ہے جو تمھین سید اور اُس
کے مدرسہ اور اُس کی تدابیر سے علیحدہ رکھتی ہے۔

یہ تمھارا تعصب ہی ہے کہ تم انگریزی پڑھنے کو کفر سمجھتے ہو حالانکہ
ضرورت وقت انگریزی تعلیم کو تم پر فرض کر چکی ہے۔

تم جانتے ہو کہ اگلون کا علم کلام اس وقت کام نہین آتا۔ اس وقت
ایک نئے علم کلام کی ضرورت ہے جس سے ہم اپنے مذہب کو ویسا ہی
سچا آج کل کے حکما اور فلاسفہ کے نزدیک ثابت کر دکھادین جیسا کہ
پیشتر ایک زمانے مین ہمارے علماے سابقین نے اگلے حکما اور فلاسفہ
کے روبرو ثابت کر دکھایا تھا اور یہ بات حاصل نہو گی جب تک تم علوم
مغربی سے بذریعہ انگریزی کے واقفیت حاصل نہ کرو گے اس کے
علاوہ دنیا کے اس دور مین ہماری قوم کی ترقی کے واسطے علوم و فنون
مغربی کی تحصیل لابد ہو گئی ہے اگر خوف طوالت نہوتا تو ہم زیادہ

مفصل بتاتے۔

غرض جس پہلو سے دیکھو تمھارا تعصب بدنما معلوم ہوتا ہے۔

یہ تمھارے تعصب ہی کا نتیجہ ہے کہ باوجودیکہ اسلام نے تمھارے درمیان اخوت قائم کردی ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ

ترجمہ۔ مسلمان آپس مین بھائی بتاتے ہین پس اپنے دو بھائیون کے درمیان صلح کرادو

كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا

ترجمہ۔ تم پہلے دشمن تھے خدا نے تمھارے دلون مین الفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے۔ پھر بھی تم اُس اخوت کو عداوت سے مبدل کرتے ہو

تم کو اس تعصب کے طفیل غیرون ہی سے بغض نہین ہے بلکہ خود اپنی قوم سے بھی ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا ہے اور یہ پیاس تمھارے تعصب ہی نے تم مین پیدا کی ہے۔

تم جانتے ہو کہ جب اصول مین کچھ تنازعہ نہ ہو تو فروعات مین جھگڑنا

بے فائدہ ہے مگر تم فروعات مین نفسانیت اور تعصب سے اس قدر جھگڑتے ہو کہ یہ فروعات ہی گویا اسلام کے اصول ہین حالانکہ اسلام کے اصول معنوی اور صوری کی نسبت کبھی تمھارے دل مین کوئی خیال بھی نہین آیا۔ نہ تم نے کبھی غور کیا ہے۔

تم جانتے ہو کہ اسلام نے اہل کتاب کا طعام تمھارے لیے اور تمھارا طعام اہل کتاب کے لیئے حلال کر دیا ہے۔

وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ
حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ

مگر تم ایسے شدید القلب اور متعصب ہو کہ عیسائیون کو چھوڑ کر تم باہم مسلمانون کو مل کر ایک دسترخوان پر کھانا نہین کھانے دیتے جس گھر مین مولوی انوار الحق صاحب کی دعوت ہو اُس مین ضیاء الحق صاحب کو کھانا حرام ہے اور جس گھر مین مولوی ضیاء الحق صاحب مدعو ہون وہان مولوی انوار الحق صاحب کو کھانا حرام ہے۔

اسی طرح جس مسجد مین مقلد نماز پڑھے وہان غیر مقلد نماز نہین پڑھتا اور جہان غیر مقلد نماز پڑھے وہان مقلد نماز نہین پڑھتا۔

پھر تمھاری عیدگاہین بھی دو ہین تمھاری جامع مسجد بھی دو ہین

لہ اہل کتاب کا کھانا تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا اُن کے لیے حلال ہے۔

کیا تمہارے خدا بھی دو ہین ؟!!! کیا تمہارے رسول بھی دو ہین ؟!!!
کیا تمہارے معبدون مین مختلف معبودون کی عبادت ہوتی ہے ؟ کیا
تم سب خداے وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت نہین کرتے ؟ کیا تم ایک رسول
عربی محمد رسول اللہ کی امت نہین ہو کیا تم ایک خدا اور ایک رسول کا کلمہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

نہین پڑھتے ؟ پھر تم مین یہ بغض کیسا یہ عداوت کیسی یہ تفرقہ کیسا۔ یہ مغائرت
کیسی ؟ - حیف -

اِخْتِلَافُ الْعُلَمَآءِ رَحْمَةٌ

کو تم نے -

اِخْتِلَافُ الْعُلَمَآءِ زَحْمَةٌ

سے بدل دیا -

حیف کہ تم ایک خدا کے بندہ ہو کر اُس کے بندون سے عناد رکھو -
حیف کہ تم ایک رسول کی امت ہو کر اُس کے پیرون سے بعداوت پیش آو -

گر مسلمانی ہمین ست کہ واعظ دارد
واے گر از پس امروز بود فردائے

تم جانتے ہو کہ خیر البشر نے صاف کہہ دیا ہے -

واذا امرت برأئ فانتم اعلم بامور دنیاکم

ترجمہ۔ جب مین تم کو امور دنیا مین اپنی رائے سے حکم دون
تو دنیا کے کامون مین تم مجھسے زیادہ ہوشیار ہو۔

پھر تم امور دنیا کو دینیات کے ساتھ کیون خلط ملط کرتے ہو دینیات مین
جو نبی برحق نے تم کو بتایا ہے اُس پر عمل کرو امور دنیا مین تمھارے لئے
اچھا دکا راستہ کھلا ہوا ہے اُن مین اپنی عقل اور فکر لڑاؤ۔ اور زمانہ کے
ساتھ ساتھ چلے چلو پیچھے پست رہو ورنہ تمھارا وہی حال ہوگا جو اُس مسافر
کا ہوتا ہے جو مدینہ جانے والے قافلہ سے بے سروسامان پیچھے رہ جاتا ہے
تم جانتے ہو کہ یہ نخواے۔

لا رہبانیت فی الاسلام

ترجمہ۔ اسلام مین جوگی بنا نہین ہے۔

پھر تم لوگون کو جوگی پن کیون سکھاتے ہو۔
تم اپنے تعصب کے سبب سے غیر مذہب والون کے طعن نہین سنتے
غیر قومین اسلام کی نسبت جو رائے رکھتی ہین تمھارے کان اس سے محض
ناآشنا ہین۔ تمھارے بھائیون نے جو کچھ دنیا مین اپنے مذہب کی بابت
سنا ہے اور جو کچھ وہ جواب دینے کے واسطے تم سے پوچھنا چاہتے ہین
تم نہین بتلاتے اصل یہ ہے کہ تم بہت ڈرتے ہو یہان تک کہ اس سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ یا تو تمھارا مذہب۔

اوھن من بیت العنکبوت

ہے یا تمھین اُس کی حقانیت پر یقین نہین ہے یا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ عقل اور حکمت کی آزمائش کے آگے نہین ٹھہر سکتا جہان عقل کی کسوٹی پر کسا یا حکمت کی کوٹھالی مین تایا اور اُس کا کھوٹ معلوم ہوا۔

ونعوذ باللہ من ذالک

مگر مذہب اسلام ایسا نہین ہے نہ اُس کو غیر مذہب والون کے طعن وتشنیع کا خوف ہے نہ وہ عقل وحکمت سے ڈرتا ہے وہ ایسا کندن ہے کہ جون جون اُسے تاؤ وہ اور چمکتا ہے۔ جون جون اُسے رگڑو اُس کا رنگ اور دہکتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

اسلام بہ ذات خود نہ دارد عیبے
ہر عیب کہ ہست در مسلمانی ماست

تمھارے تعصب نے تمھین حق بات کے سمجھنے کے قابل نہین رکھا اُس نے تمھاری آنکھون پر پٹی باندھ دی تمھاری آنکھون پر تعصب کا پردہ ایسا پڑا کہ حق دیکھنے کے واسطے تم اندھے ہو گئے۔ تمھارے دل پر مُہر لگائی گئی۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ

کہا گیا تھا کسی اور کی شان مین مگر وہ تمھین پر درست آیا۔
تمھارے تعصب کی اور بھی بہت سی مثالین ہین اگر سب کو بیان کرین
تو شاید کئی روز لگین گے اور شرمندگی تمھین اور زیادہ حاصل ہوگی بہتر یہ
ہے کہ تم خود ہی اپنے دل مین غور کرو کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے

یکے از ہزار و مشتے نمونہ از خروار

وہ سچ ہے یا نہین اور جو اس بارہ مین باقی رہتا ہے وہ کس قدر ہے
ہمین امید ہے کہ جب تم بجائے خود غور کروگے تو تم کو ہرگز شبہہ باقی نہ رہیگا
کہ تمھاری دینی سرگرمی مین تئیس من تعصب ملا ہوا ہے۔
راوی مولوی صاحب کہتے ہین کہ جب مین نے حسب گفتہ ان گواہون
کے اپنی لوح دل پر نظر کی تو بہت سا حصہ اُس کا تعصب سے گھرا ہوا
پایا اُس سے مین اپنے دل مین آپ قائل ہوگیا۔ مصرع

مین الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اور اُس سے مجھے اس قدر خجالت ہوئی کہ یہ جی چاہا کہ خودکشی کرون مگر

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

ترجمہ۔ اپنے ہاتھون سے اپنے تئین ہلاکت کی طرف نہ کھینچو

یاد آگئی اس واسطے مین خودکشی سے باز رہا۔ مگر دل کا وہ حال جیسے کسی
چور کے دل کا حال ہوتا ہے۔

ابھی مین اس تاسف اور تحسر کی حالت مین ڈوبا ہوا تھا کہ گواہون نے پھر زبان کھولی وہ بولے ۔

بیان حسد

گواہان ۔ مولوی صاحب! اب تم اپنے حسد کا بھی حال سُنو مگر پیش ازان کہ ہم تم کو تمھارے حالات حسد پر مطلع کرین ہم حسد کی اقسام تم کو بتانا چاہتے ہین تاکہ ہمارا مطلب سمجھنے مین تم کو سہولت ہو۔

سُنو! حسد کی تین اقسام ہین۔

(۱) حاسد کا محسود کو ضرر اور نقصان پہونچانے کے درپے رہنا۔ اس غرض سے کہ اُس حاسد کو نفع پہونچے گا۔

(۲) عام اس سے کہ محسود کے ضرر اور نقصان سے نفع پہونچے یا نہ پہونچے حاسد کا خواہ مخواہ محسود کے ضرر اور نقصان کے درپے رہنا۔

(۳) گو محسود کو ضرر اور نقصان پہونچانے مین حاسد بھی ضرر اور نقصان اُٹھائے تاہم محسود کو ضرر اور نقصان پہونچانے کی سعی سے حاسد کا باز نہ آنا۔

مولوی صاحب!

تم سے تینون اقسام کے حسد کا ظہور ہوا ہے کیا تم کو یاد نہین ہے کہ جب پہلے پہل مولوی صدر الاسلام دہلی مین مُفتی مقرر ہوے تھے تو تم نے آتش حسد سے جل کر اُن کو اس عہدے سے گرانے اور خود مفتی بنجانے

کی سعی کی تھی۔ تم یہ سُنتے ہی کہ مولوی صدرالاسلام کے لیئے عہدہُ مُفتی تجویز ہوا ہے کلکٹر صاحب کے پاس دوڑے گئے تھے اور جا کر کہا تھا کہ وہ نہ مجھسے زیادہ علم مین ہین نہ عقل مین۔ نہ خاندان مین۔ نہ صورت مین نہ شان مین پھر کیا وجہ کہ آپ اُن کو مُفتی بناتے ہین اور مجھے نہین بناتے اُن کا چال چلن بھی اس عہدہُ جلیلہ کے لائق نہین ہے اور اسی طرح کی اور ہزار ہا باتین کلکٹر صاحب سے مولوی صدرالاسلام کے برخلاف جڑی تھین۔

شور بختان بہ آرزو خواہند
مقبلان را زوال نعمت و جاہ

مگر چونکہ کلکٹر صاحب عقیل اور فہیم تھے وہ سمجھ گئے تھے حسد نے تم کو غیبت اور بہتان پر آمادہ کیا تھا اور اسی واسطے اُنھون نے عدم فرصتی کے بہانہ سے تم کو اُس وقت ٹال دیا تھا۔

پھر جب سیّد احمد خان صاحب نے مسودہ وقف کا لیجس لیٹو کونسل مین مسلمانون کے خاندانون کو تباہی سے روکنے کے واسطے پیش کرنا چاہا تو تم نے محض از روے حسد کے اُسکی مخالفت کے واسطے محفلین جمائین مجلسین منعقد کین۔ جھوٹ سچ کہہ کر لوگون کو مسودہ سے بدظن کیا۔ ناحق اُس مسودہ کو تم نے خلاف فقہ اور خلاف حدیث بتایا۔ تم جانتے تھے

کہ اگر یہ مسودہ ایکٹ ہو جائیگا تو ضرور مسلمانون کے خاندانون کا جہاز
تباہی سے بچ جائیگا۔ مگر تم کو خیال تھا کہ اس سے سید احمد خان صاحب
کو وہ عزت قوم مین حاصل ہوگی جسے تم جیتے جی دیکھ نہ سکو گے تمھارا
حال ٹھیک اُس یونانی دہقان کا سا ہوا جو ارسٹائڈیس[1] کی جلا وطنی کے
ووٹ کی ٹھیکری ڈالنے گیا تھا اور اتفاقاً ارسٹائڈیس سے ملاقی ہو گیا
تھا اور اُس سے کہا تھا بھائی ذرہ اس ٹھیکری پر ارسٹائڈیس کا نام لکھدینا
ارسٹائڈس نے پوچھا تم ارسٹائڈس کی جلاوطنی کا ووٹ کیون دیتے ہو
تو اُسنے کہا "اور تو مین کچھ وجہ نہین بتا سکتا۔ اتنا کہہ سکتا ہون کہ مین اُس
کو ہر خاص و عام کی زبان سے عادل سُنتے سُنتے جل گیا ہون اب

[1] ارسٹائڈیس شہر ایتھنز (مدینۃ الحکما) کا باشندہ تھا اُس کو نوشیروان کی طرح
عادل کہتے تھے وہ بڑا نیک انسان تھا جب دارا نے یونان پر چڑھائی کی اور ملٹی اڈیس
کام آیا تو سب کی توجہ ارسٹائڈس عادل کی جانب معطوف ہوئی۔ مگر تھمیسٹاکلس چاہتا
تھا کہ میرا بول بالا ہو۔ اس واسطے اُس نے ارسٹائڈیس کو جلاوطن کرانا چاہا اُس وقت
یونانیون مین یہ قاعدہ تھا کہ ہزار آدمی بالاتفاق ووٹ دیتے تو کوئی جلاوطن کیا جاتا
دھوکہ مین آکر لوگون نے ارسٹائڈیس کی جلاوطنی کے ووٹ دیے۔ جب اُس نے
اہل وطن کو پیٹھ دکھائی تو کہا کہ خدا کرے میرے ملک کو ایسے نازک وقت مین میری ضرورت
نہ پڑے۔ من مصنف۔

اس سے زیادہ اُسے عاول سُننے کی مجھ مین تاب نہین رہی" یہ سُنکر ارسٹاٹڈیس نے ٹھنڈے دل سے اُسے اپنی جلاوطنی کا ووٹ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا!!!

ایسے ہی خیال سے تم مدرسۃ العلوم کی امداد سے باز رہے اور اورون کو باز رکھا اور جب پچھلے سال سید پنجاب مین آیا اور اہل پنجاب نے اس کی تعظیم وتکریم ہر جگہہ خلوص دل سے کی تو تمہارے حسد کی آنکھون سے خون ٹپکا تم اُس کی توقیر دیکھہ نہ سکے تم نے اس کا سفرنامہ پنجاب پڑھا تو تمہارے کانون سینہ مین اور بھی زیادہ حسد کا شعلہ بھڑکا تم سے اور کچھہ نہ ہوسکا تو تم نے جھوٹ سوٹ کا ایک ریویو اُس کے سفرنامہ پر لکھہ مارا تم نے عوام کو اُس سے بھکانا چاہا تم کو۔

الحق یعلو ولا یعلی

یاد نہ رہا تم یہ نہ سمجھے کہ جو حق کی تکذیب یا کتمان کرتے ہین وہ اپنی کوشش مین قاصر رہتے ہین تم یہ نہ سمجھے کہ حق مین وہ زور ہے کہ تکذیب کرنے والے کے مُنھ سے وہ کسی نہ کسی جگہہ اپنی تعریف کروا دیتا ہے۔ چنانچہ تمہارا ریویو پڑھنے والے جانتے ہین کہ تم اخیر مین اپنے ریویو مین سید کی حُبّ قومی اور حسن تدابیر ترقی کے خود ہی قائل ہوگئے۔

لہ حق کا بول بالا رہے گا۔ کبھی حق مغلوب نہ رہے گا۔

چاند وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

تم سورج پر خاک ڈالو وہ کبھی نہین چھپیے گا۔ تم چاند کو دیکھکر بھونکو اُس کی چاندنی کبھی کم نہو گی۔

تم کو یاد ہوگا کچھ بہت دنون کی بات نہین ہے کہ جب مولوی شمس الحق صاحب کو سرکار سے اُن کی خیر خواہی۔ وفاداری اور نمک حلالی کے صلہ مین جاگیر اور انعام ملا تو تم کو سخت رنج ہوا۔ تم کو اُس رنج کے باعث خواب وخور حرام ہو گیا تم نے ہزارون منصوبے مولوی شمس الحق کو زک دینے کے سوچے مگر جب کوئی کارگر نہوا۔ تو آخر تم نے یہ منصوبہ ٹھانا کہ گو آپ بھی جان سے جائیے مگر ساتھ ہی اس کو بھی لیتے جائیے۔

تم کو ڈبوئین لاکھون مین گو ہم بھی ڈوب جائین

یہ سوچ کر اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر تم نے صاحب مجسٹریٹ سے جاکر مخبری کی کہ۔

"حضور! مولوی شمس الحق اور مخبر یعنی ہم دونون پہلے قزاقی اور بٹ ماری کیا کرتے تھے کھنہ کی سرائے کے پاس جو پارسال سٹر فاکس مارے گئے تھے اُن کو ہم ہی دونون نے مارا تھا اتنی مدت یہ راز ہم نے چھپایا اب نہین چھپ سکتا قتل سر پر چڑھ کر اقبال کرواتا ہے جو سزا حضور دینا ہم دونون اُس کے سزاوار ہین۔

ہوے آگے حاضر خطاوار ہین
سزا جو کہ دیجے سزاوار ہین

صاحب مجسٹریٹ یہ حکایت سن کر ازبس حیران ہوے کچھ دیر تامل کیا آخر تم سے دو ہزار روپیہ کی حاضر ضامنی لینے کا حکم دیا اور مولوی شمس الحق کو بھی بلوایا اور تحقیقات شروع کی اثناے تحقیقات مین معلوم ہوا کہ مولوی شمس الحق صاحب مسٹر ولیم کے ساتھ دو برس سے انگلستان کی سیر کرنے کے واسطے گئے ہوے تھے دو مہینے ہوے کہ واپس آئے ہین اس واسطے مولوی شمس الحق کو تو انھون نے بری کیا اور تمھارے گرد ہو گئے جب تم نے دیکھا کہ دشمن بچ نکلا اور مین مفت مارا جاتا ہون تو تم نے حمق کی آڑ پکڑی اور پاگل بن گئے اور بکنے لگے کہ ہان ہم نے مسٹر فاکس[1] کو پچھلے سال مارا تھا اس سے پیشتر مسٹر وولف[2] کو بھی مارا تھا مسٹر وولف مسٹر فاکس سے کچھ بڑا تھا مسٹر فاکس کی دم گپھے دار تھی مسٹر وولف کی دم گپھے دار نہ تھی مسٹر وولف آدمیون اور بکریون کو چٹ کر جاتا تھا اور مسٹر فاکس مرغیون پر دانت تیز کرتا تھا۔ اس واسطے ہم نے ان دونون کو مار ڈالا تھا ہا ہا ہا۔ ہو ہو ہو نہین ان دونون

---

[1][2] فاکس انگریزی مین لومڑی کو کہتے ہین۔ وُلف انگریزی مین بھیڑیے کو کہتے ہین اور یہ نام انسانون کے بھی ہوتے ہین۔

صاحبون نے ہم کو دانت مارا تھا اور ہم مر گئے تھے۔ مگر پھر اُن کی دُم ہمارے
مُنھ مین آگئی اُس کو جو ہم نے کاٹا تو پھر جان مین جان آگئی۔
مجسٹریٹ صاحب نے تمھین ڈاکٹر کو دکھایا اُنھون نے تم کو مرض مالیخولیا
مین مبتلا بتایا اور تم پاگل خانے بھیجے گئے اور ابھی تھوڑے دن ہوے
کہ صحیح الحواس ہو جانے کا سرٹفکیٹ لے کر گھر آئے ہو واللہ تم نے وہ
مکر کیا کہ مسٹر فاکس (لومڑی) کے بھی کان کاٹے کیون نہو۔

الدنیا زور[1] لا یحصل الا بالزور

یہ حسد تمھارا یہین ختم نہین ہو جاتا۔ یہ تمھاری ذات سے ہر ادنی و اعلی امر مین
ظاہر ہوتا ہے۔ صوفیا سے تم کو حسد ہے۔ صلحا سے تم کو حسد ہے۔ اتقا سے
تم کو حسد ہے۔ زہاد سے تم کو حسد ہے۔ فقرا سے تم کو حسد ہے۔ اغنیاء
سے تم کو حسد ہے۔ شرفا سے تم کو حسد ہے۔ نجبا سے تم کو حسد ہے۔ یہان تک کہ
محب القوم نبیرۂ سید الامم سے تم کو حسد ہے اور اس حسد سے
تم ہمیشہ نعل در آتش رہتے ہو نہ سوتے چین نہ جاگتے آرام۔

بمیر تا برہی اے حسود کاین رنجیست
کہ از مشقت آن جز بہ مرگ نتوان رست

پھر طرفہ ماجرا یہ ہے کہ تم اپنے اس حرام حسد کو مذہبی طور سے حلال کرتے
ہو تم کہتے ہو کہ "ہم نے جو مولوی شمس الحق کو عہدۂ مفتی سے معزول

[1] دنیا فریب ہے اور سوائے فریب کے کسی اور ذریعہ سے وہ حاصل نہین ہوتی۔

کرانا چاہا تھا یہ محض اس واسطے چاہا تھا کہ خلقت خدا کی اُس کے نتیجہ ظلم سے نجات پائے۔ اُس کی بے علمی سے چھوٹے مسئلہ سن کر اپنے حقوق سے محروم نہ رہے

راوی۔ کراماً کاتبین نے یہان تک مولوی صاحب کے حسد کا حال بیان کر کے کہا۔

سُنیے مولوی صاحب! اگر ہم تمھارے حسد کی مثالین تفصیل سے بیان کرتے جائین تو ہمین اندیشہ ہے کہ برسون لگ جائین اور وہ ختم ہون اور یہ قول سعدی ہمین بھی یہ کہنا پڑے

دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر
ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

اس لیے جو کچھ تم نے سُنا ہے اُسے مشتے نمونہ از خروارے تصور کرو اور یقین مانو کہ تمھارا حسد سولہ سن بیس سیر ہے اور اب اپنے جہل مرکب کا حال سُنو۔

بیانِ جہلِ مرکب

دنیا مین قاعدہ ہے کہ جب تک کسی شے مین قصور معلوم نہو اُس کی درستی کی جانب توجہ نہین ہوتی جب تک کسی شے مین کمی ثابت نہو وہ پوری نہین کی جاتی۔ اور یہ بھی اس دُنیا کا قاعدہ ہے کہ لاعلمی سے شوقِ دریافت

پیدا ہوتا ہے یعنی ہر ایک شے کی ماہیت اور حقیقت وہی شخص دریافت کرتا ہے جو اپنے آپ کو بے علم تصور کرتا ہے۔ رسول مقبول کے الفاظ مین وہی شخص دعا مانگتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَآءِ کَمَا ھِیَ

جو پہلے مقر ہوتا ہے کہ مجھے اُن کی حقیقت پر اطلاع نہین ہے مگر تم غور کرو تم نے کس دن جانا کہ مجھ مین کچھ قصور ہے جس کی درستی ہونی چاہیے تم نے کب یقین کیا کہ مجھ مین کسی بات کی کمی ہے جو پوری ہونی چاہیے تم کو اپنی بے علمی کا کب اقرار ہوا کہ شوق دریافت پیدا ہوتا یعنی تم نے اپنے تئین کب بے علم تصور کیا جو تم ماہیت اور حقیقت اشیا کی دریافت کرنے کس دن تم نے یہ دعا مانگی تم ہی ایمان سے کہدو کہ۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَآءِ کَمَا ھِیَ

برعکس اس کے تم اپنے آپ کو بلاقصور کامل اور واقف حقائق و معارف تصور کرتے رہے ہو اور یہ قول کسی تجربہ کار کا بھول گئے ہو۔

آن کس کہ بداند و بداند کہ نداند اسپ طرب خویش بافلاک رساند
وان کس کہ بداند و بداند کہ بداند آن ہم خرک لنگ بمنزل برساند
وان کس کہ نداند و بداند کہ بداند درجہل مرکب ابدالدھر بماند

له الٰہی حقائق اشیا جیسی کہ وہ ہین مجھ پر ظاہر کردے۔

جہان صاحب معرفت یہ کہے

ماعرفناک حق معرفتک

وہان تم ڈینگ مارو۔

شاباش دلا ارشدک اللہ تعالےٰ لا

پہچانا اُسے تو نے جسے دیکھا نہ بھالا

جہان نیوطن سا عالم یہ کہے کہ جو کچھہ مجھے معلوم ہوا ہے وہ سمندر مین سے قطرہ ہے۔ وہان تم کو دعویٰ ہے کہ مین علم کا سمندر سوک گیا ہون تمھارے اس زعم نے تمھین معلومات مفیدہ سے محروم رکھا۔ تم اپنی پورانی حکمت اور کہنہ فلسفہ کے بوسیدہ خیالات پر اسی طرح اترا رہے ہو جس طرح گلہری اپنے گھونسلے مین گودڑ جمع کرکے اتراتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ جو میرے یہان ہے وہ کسی راجہ کے یہان کبھی نہین۔

نہ دارد ہیچ جز ہیچ ساما نے کہ من دارم

تم کو ہرچند کوئی سمجھائے بُجھائے سکھائے پڑھائے مگر تمھارا جہل مرکب تم کو اس پر یقین کرنے سے باز رکھتا ہے تمھارے جہل مرکب نے تم کو ابوجہل بنا دیا تم نے کچھہ تھوڑی سی ایشیائی طریق کی تعلیم پائی ہے وہ تمھارے لیئے

العلم حجاب الاکبر

ہوگئی ہے کاش تم انپڑھ ہی رہتے اور زید و عمر کے خیالات فاسدہ کا اثر تمھارے

ذہن پر نہ پڑتا۔ تو تمھارا ذہن زیادہ تر قابل واسطے اخذ خیالات صحیح کے ہوتا۔

تم ہی ایمان سے کہو کہ جب تم نے دیکھ لیا کہ ابن خلدون نے جملہ احادیث اور آیات کو جو مہدی مفروضہ کے ظہور کے متعلق تھین اصول تنقید احادیث کے ذریعے مجروح اور مخدوش ثابت کر دیا اور تم کو اُس مقدمہ کے جواب مین کچھ بھی کہتے نہ بن آیا تو تم پھر اُس کی جانب کیون نہ ہو گئے پھر بھی تمھارا یہ عقیدہ کیون قائم رہا کہ ضرور کوئی مہدی آوے گا اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین بیسیون مہدیون کا ظہور رہوا اور اُنھون نے مہدی ہونے کا ادعا کیا مگر وہ ایسے ہی کاذب تھے جیسے آج کل کا مہدی سوڈانی کاذب ہے تو تم ہی بتاؤ قرآن مین کون سی جا مہدی کے ظہور کا اشارہ ہے ممکن نہین کہ اگر کوئی مہدی آنے والا ہوتا۔ جیسا کہ احادیث و روایات مخدوش کے ذریعے سے سمجھا گیا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے مہدی معہود کی پیش خبری قرآن مین درج ہوتی۔ اچھا یہ تو بتاؤ کون سی بات دین اسلام مین باقی رہ گئی تھی جس کی وہ تکمیل کرین گے کیا تم کو۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

ترجمہ آج مین نے تمھارا دین تمھارے لیے کامل کر دیا

اور تم پر اپنی نعمت تمام کی اور تمھارے واسطے دین اسلام
پسند کیا۔

یا وہ نہیں کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ سچے اسلام سے جس قدر مسلمانوں نے
انحراف کیا ہے وہ اُن کو سیدھا کر دینگے یہ کام تو ہر مجتہد۔ یا رفارمر یا مصلح
الدین یا مجدد کر سکتا ہے پھر تم بتاؤ کہ وہ کون سا خاص کام ہے جو مہدی
انجام دینگے کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ جب وہ آوین گے تو ساری دنیا کو
مسلمان کر لین گے یہ کام تو کوئی نبی بھی نہین کر سکا جس کا رتبہ امام
مہدی سے بدرجہا افضل تھا۔ پھر وہ یہ کام کیون کر کرین گے شاید تم یہ سمجھتے
ہو گے کہ وہ مسلمانون کو تمام دنیا کی سلطنت بخش دین گے یہ کام بھی کسی نبی
سے مقصود نہ تھا نہ امام کے فرائض منصبی سے یہ کام ہے پھر امام مہدی سے
ایسی توقع موہوم رکھنی محض بے ہودہ ہے محض بے ہودہ ہی نہین بلکہ ہم
مسلمانون کو خاک ذلت مین ملانے والی ہے۔ اِسی خیال خام نے لاکھون
مسلمانون کو بے حس و حرکت کر دیا ہے وہ سعی چھوڑ مہدی کی آس لگائے
بیٹھے ہین کہ جب وہ آوین گے تو ہم یک لخت آسودہ ہو جاوین گے وہ نہین
جانتے کہ خدا کی سُنت کوئی مہدی تبدیل نہین کر سکتا۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

۱؎ تو اللہ کی سنت (قوانین نیچر) کو بدلتا ہوا نہ پاوے گا۔

خدا کی تو یہی سُنت ہے کہ کھیتی کرو تو فصل کاٹو۔ تم اپنے اور غیر قومون کے تنزل اور ترقی کے اسباب پر غور کرو اور سوچو کہ تم کیون کر گھٹے اور وہ کیون کر بڑھے اگر تم اس بات پر غور کروگے تو تمھین خود معلوم ہو جائیگا کہ تم بغیر کسی مہدی کے ظہور کے کیون کر حضیض مسکنت سے نکل کر اوج عزت پر چڑھ سکتے ہو۔ لیکن اگر تم یون ہی بے حس و حرکت بیٹھے رہے اور اپنے خدائے علیم کا قول

لیس للانسان الا ما سعی

بھلا دیا۔

تو یقین جانو ہم پیش گوئی کرتے ہین کہ تھوڑی سی مدت مین تم ایسی تحت الثری کو چلے جاؤگے کہ پھر نہ اُبھر سکوگے پھر وہان یہ قول حضرت مسیح علیہ السلام کے۔

"رونا اور دانت پیسنا"

ہوگا۔ پھر یہ تمھارا جہل مرکب نہین تو کیا ہے کہ بزعم خود ایک غلط خیال کو صحیح تصور کرکے اُس پر تکیہ کر بیٹھے ہو اور جو اُس کو غلط ثابت کر چکا ہے اُس کی نہین مانتے برلے خدا جہل مرکب کی عینک اُتار کر ابن خلدون کی کتاب پھر دیکھو اگر تم کو وہ نہین ملتی تو اُس پر مہدی کے بارے مین جو کچھ بوڑھے سید نے لکھا ہے اُسی کو دیکھو وہ تہذیب الاخلاق کی جلد ہشتم مین درج

[1] انسان کو اُس کی سعی کا پھل ملتا ہے۔

ہے۔ اگر تم وہ بھی نہ بے سکو تو لاؤ تمھیں اُس کا اعادہ کر کے یہان سُنا دین
لو سُنو وہ یہہ ہے۔

مہدی آخر الزمان

اُن غلط قصون مین سے جو ہم مسلمانون کے ہان مشہور ہین ایک قصہ
امام مہدی آخر الزمان کا ہے اُس قصہ کی بہت سی حدیثین کتب احادیث مین
بھی مذکور ہین۔ مگر کچھ شبہہ نہین کہ سب جھوٹی اور مصنوعی باتین ہین جب کہ
ایک محقق کیا باعتبار واقعات تاریخی کے اور کیا باعتبار اُن کے راویون
کے اُن پر غور کرتا ہے تو اُن کا غلط اور نامعتبر اور وضعی ہونا آفتاب کی طرح
روشن ہوجاتا ہے اور یہہ بات بھی کھل جاتی ہے کہ اُن حدیثون کے بنانے
کی کیا ضرورت پیش آئی تھی چنانچہ ہم اُن حدیثون کو اولاً مع تاریخی واقعات
کے بیان کرتے ہین اور اُن کا وضعی ہونا دکھلاتے ہین اور پھر محدثین کے
طریقہ پر اُن کے راویون کی نسبت بحث کرینگے اور اُن کا نامعتبر ہونا
دکھلا دینگے جس سے ثابت ہو جاوے گا کہ مہدی آخر الزمان کی بشارت
کوئی اصلی بشارت نہ تھی بلکہ اُس زمانے کے لوگون کی صرف ایک حکمت
عملی اور خلافت ہاتھ آجانے کی تدبیرون مین سے ایک تدبیر تھی اور اُن
سے کسی ایسے مہدی کی جو مسلمانون نے تصور کر رکھا ہے اور جس کا قیامت

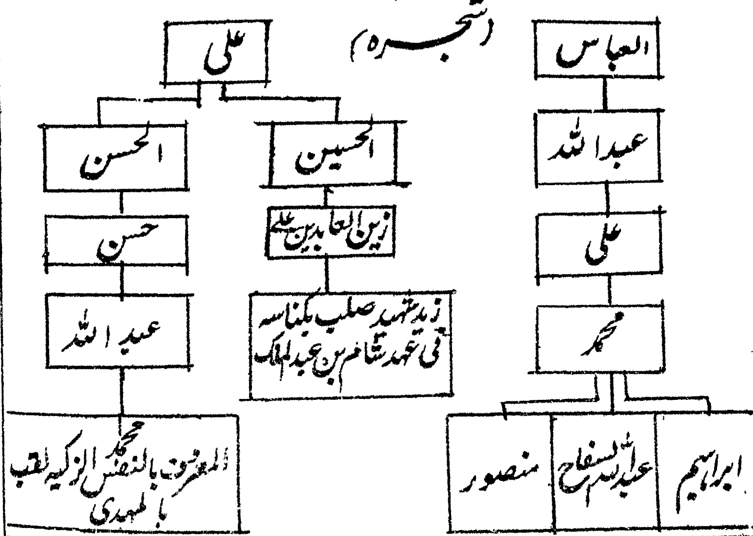
کے قریب ہونا خیال کیا ہے بشارت مقصود نہیں تھی۔
جب کہ خلفاے اربعہ کی خلافت ختم ہوگئی اور حضرت امام حسن نے بھی
خلع خلافت کیا اور مستقل خلافت خاندان بنی امیہ مین چلی گئی تو بنی ہاشم
اور بنی فاطمہ کے دل سے پھر خلافت حاصل کرنے کا جوش کبھی کم نہوا۔
اسی حالت مین واقعۂ کربلا واقع ہوا جس سے بہت لوگون کا دل بنی امیہ
کی طرف سے متنفر اور بنی فاطمہ کی طرف مائل ہوا۔
مگر جیسا کہ بنی فاطمہ خلافت کا اپنے تئین مستحق سمجھتے تھے بنی عباس بھی
کچھ کم خواستگار خلافت کے نہ تھے کیون کہ وہ بنی ہاشم تھے اور تمام بنی ہاشم
اپنے تئین آل محمد یعنی آنحضرت صلعم کا کنبہ سمجھتے تھے بنی عباس کو یہ بھی
یقین تھا کہ بنی فاطمہ سے خلافت کا کام نہین چلے گا مگر ہم چلا لین گے چنانچہ
جب بنی عباس خراسان مین اپنی خلافت کی تدبیر کر رہے تھے۔ اُس وقت
بنی فاطمہ کے دل مین بھی اُس کا جوش پیدا ہوا تھا۔ مگر بنی عباس نے صاف
کہہ دیا تھا کہ تم سے یہ کام نہین چلے گا ترجمۂ تاریخ طبری مین مندرج ہے کہ
"آن گاہ (یعنی بزمانہ تحریک خراسان بر خلافت بنی عباس) طمع افتاد
بنی ہاشم را اندر خلافت فضل بن عبد الرحمن بن عباس بن ربیعہ
بن حارث بن عبد المطلب بیتے چند گفت و بعبد اللہ بن الحسن
بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما داد و او را تحریص کرد

برطلب ولایت دا ابوالحسن گفت کہ یا عبداللہ بن الحسن بن علی و علی بن عبداللہ بن العباس ہمے رفتیم داؤد بن علی مرا نزدیک عبداللہ بن حسن شد و گفت اگر تو فرمودی پسران خویش را محمد و ابراہیم تا اندر آمدندے فردا و حرب کردندے نیک بودے کہ دولت بنی امیہ اندر شوریدہ تہ بینی کہ جزہاے خراسان چگونہ ہمی آید و تباہ شدہ است و عبداللہ بن الحسن گفت ہنوز ہنگام نیست کہ مارا باید آمدن عبداللہ بن علی گفت یا ابا محمد شمارا بر بنی امیہ ظفر نباشد ظفر مارا بود و منم کہ ایشان را بکشم و کار از ایشان بستانم۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

پس عبداللہ خاموش شد و چیزے نہ گفت۔ (ورق ۹۸ صفحہ ۲)

(شجرہ)



غرض کہ اخیر زمانہ خلفاے بنی اُمیہ مین جب کہ اُن کی خلافت مین کسی قدر ضعف
بھی ہوگیا تھا اور اُن کے ظلم و تعدی سے اہل حجاز ناراض بھی تھے بنی عباس
اور بنی فاطمہ بہت سی تدبیرین اور ترغیبین خلافت حاصل کرنے کی کر رہے تھے
اس خلفشار مین لوگون کے چار گروہ ہوگئے۔ ایک گروہ تو خلفاے بنی اُمیہ کا
طرف دار تھا جو مسند خلافت پر جلوہ آرا تھے۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو عبداللہ
بن زبیر کی خلافت پر مائل تھا جنھون نے مکہ معظمہ مین دعویٰ خلافت کا کیا
تھا تیسرا گروہ وہ تھا جو بنی عباس سے خلیفہ ہونے کی تدبیر مین تھا۔ اور
چوتھا گروہ وہ تھا جو بنی فاطمہ مین سے خلیفہ ہونے کا طرف دار تھا۔
بنی امیہ والے گروہ کو تو بجز اس کے کہ وہ اُن کی خلافت قائم رکھنے مین کوشش
کرین اور مخالفون سے لڑین اور اُن کو قتل و برباد کرین اور کوئی کام نہ تھا
مگر تین فریق جو باقی رہے اُن کی تدبیرین البتہ غور کے قابل ہین عبداللہ
بن زبیر کے طرفدارون کو کچھ زیادہ کارروائی کا موقع نہین ملا۔ مگر بنی عباس
و بنی فاطمہ کے طرفدارون نے نہایت عاقلانہ تدبیرین اختیار کین تھین سب
سے بڑی تدبیر یہ تھی کہ اُن کی طرف سے لوگ دور دور ملکون مین جاتے
تھے اور لوگون کو بنی امیہ سے برخلاف اور اُن کی خلافت پر مائل کرتے تھے
اور سب سے بڑا ذریعہ لوگون کے برانگیختہ کرنے کا اُن وضعی حدیثون کا پھیلانا
اور لوگون کو سنانا تھا جن سے اُن لوگون کے استحقاق خلافت کو جن کے

طرفداران حدیثون کو بناتے تھے بہ طور پیشین گوئی کے تقویت ملتی تھی وہ اُن پیشین گوئیون مین یہ تو کہہ نہین سکتے تھے کہ کوئی دوسرا پیغمبر ہونے والا ہے جس کی اطاعت سب کو کرنی چاہیئے اس لیئے اُنھون نے لفظ مہدی کا اختیار کیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ایک شخص جو خدا کی طرف سے ہدایت کیا گیا ہے۔ عدل و انصاف کرنے والا پیدا ہوگا جس کی اطاعت سب کو کرنی چاہیئے اور اُن وضعی حدیثون مین اُس مہدی کی ایسی نشانیان بتاتے تھے جو اُن لوگون پر صادق آتی تھین جن کا وہ خلیفہ ہونا چاہتے تھے۔ چنانچہ یہ امر ان واقعات کو حدیثون سے مطابق کرنے سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے

عبداللہ بن زبیر کا زمانہ بہت نہین چلا جب کہ سنہ ۶۰ ہجری مین مطابق سنہ ۶۸۰ء کے یزید تخت پر بیٹھا اور واقعہ کربلا بھی ہو چکا اہل حجاز اُس کی بدکاریون سے نہایت ناراض تھے عبداللہ بن زبیر نے یزید سے بیعت نہین کی تھی اور حجاز کے لوگ اُن کی طرف مائل تھے۔ پس عبداللہ بن زبیر نے مکہ مین اپنے آپ کو خلیفہ کیا اور عراق و حجاز و یمن و بصرہ کے لوگون نے اُن کی اطاعت قبول کی یزید نے اُن سب ملکون کو باغی قرار دیا اور مدینہ منورہ کے قتل و غارت کے بعد عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو مکہ پر فوج بھیجی وہ مکہ مین محصور ہوے اور لڑائی ہوئی۔ مگر یزید کے مرجانے کے سبب سے وہ فوج واپس آئی۔

یزید کے بعد معاویہ ابن یزید خلیفہ ہوا۔ مگر اُس نے خلافت چھوڑ دی اور
سنہ ۶۵ ہجری مطابق سنہ ۶۸۴ع کے عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوا
اُس نے اپنے وزیر حجاج کو مع فوج کثیر عبد اللہ بن زبیر سے لڑنے کو مکہ پر
روانہ کیا عبد اللہ بن زبیر پکڑے گئے اور سنہ ۷۳ھ مطابق سنہ ۶۹۲ع کے اُن کو
سولی دے کر مار ڈالا۔

یہ فوج کشی جو دوسری دفعہ ہوئی نہایت سخت تھی اور اس غرض سے کہ
لوگ عبد اللہ بن زبیر کی مدد کریں اُن لوگوں نے جو حضرت عبد اللہ بن
زبیر کے طرفدار تھے اُن کے لیے حدیثیں بنا لیں انھیں حدیثوں میں سے
وہ حدیث بھی ہے جو ابی داؤد نے ام سلمہ سے روایت کی ہے جس میں
قتادہ بھی ایک راوی ہے۔

(۱) (قتادہ)	
عن ام سلمة عن النبي عليه السلام قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من اهل المدينة هاربا الى مكة فياتيه ناس من اهل مكة فيخرجونه	اور وہ حدیث یہ ہے کہ ام سلمہ نے آن حضرت صلعم کا فرمانا بیان کیا کہ ایک خلیفہ کے مرنے پر اختلاف واقع ہوگا۔ پھر ایک شخص مدینہ میں سے بھاگ کر مکہ میں آوے گا پھر اُس کے پاس مکہ کے لوگ آویں گے اور اُس کو خلیفہ بنانے کے لیے نکالیں گے اور وہ خلیفہ ہونے کو

وهو كاره فيبايعونه بين
الركن والمقام ويبعث
اليه بعث من الشام
فيخسف بهم بالبيداء بين
مكة والمدينة فاذا رأى الناس
ذلك اتاه الابدال الشام
وعصائب اهل العراق
فيبايعونه ثم رجل من قريش
اخواله كلب فيبعث اليهم
بعثا فيظهرون عليهم
ذلك بعث الكلب والخيبة
لمن لم يشهد غنيمة كلب
فيقسم المال ويعمل في الناس
لسنة نبيهم صلى الله عليه
وسلم ويلقي الاسلام بجرانه
الى الارض فيلبث سبع
سنين (تسع سنين) ثم

ناپسند کرے گا پھر لوگ اُس سے حجر اسود
اور مقام ابراہیم کے بیچ مین بعیت کرین گے
پھر شام سے اُس پر لشکر چڑھ کر آوے گا
پھر وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان کے
سیدان مین دھنس جاے گا جب لوگ
یہہ بات دیکھین گے تو شام کے ابدال یعنی
بزرگ لوگ اور عراق کے لشکر اُس کے
پاس چلے آوین گے۔ اور اُس سے بعیت
کرین گے پھر ایک شخص قریش مین سے جس
کی قوم بنی کلب رشتہ مین ماموں زاد ہوگی
اُٹھے گا اور ایک لشکر اُن پر بھیجے گا اور وہ اُن
پر فتح پاوین گے اور یہ لشکر قوم کلب کا ہوگا۔
افسوس ہے اُس شخص پر جو کلب کی لوٹ مین
موجود نہو پھر وہ شخص مال کو تقسیم کرے گا
اور لوگون مین اُن کے پیغمبر کے طریقہ پر
عمل کرے گا اور اسلام کو زمین پر پھیلاویگا
پھر سات برس یا نو برس جیتا رہے گا پھر

يتوفى ويصلي عليه المسلمون (ابو داود صفحہ ۲۴۳)	مرجائے گا اور مسلمان اُس کے جنازہ کی نماز پڑھین گے۔

یہ شروع شروع زمانہ اس قسم کی حدیثون کے بننے کا ہے اور ابھی تک مہدی کا لفظ وضع نہین کیا گیا مگر محدثین نے مہدی ہی سے اس حدیث کا بھی تعلق سمجھا ہے اور اسی لیئے ابوداؤد نے باب المہدی مین اس حدیث کو لکھا ہے مگر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن زبیر کے لیئے بنائی گئی تھی۔ مدینہ سے مکہ مین آنا اور بین الرکن والمقام بیعت کا ہونا۔ اور پہلی دفعہ جو شام کا لشکر بغیر فتح کے واپس چلا گیا اُس کے دھنس جانے سے کنایہ کرنا اور عراق سے لشکر کا آنا جس نے عبداللہ بن زبیر کی اطاعت قبول کی تھی یہ سب ایسے اشارے انھین پیشین گوئی مین ہین کہ ہیر پھیر کر سب اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ جو پیشین گوئی اس مین ہے عبداللہ بن زبیر ہی اُس کے مصداق ہین۔

بنی فاطمہ نے خلافت مغصوبہ کے دوبارہ حاصل کرنے کی جو تدبیر کی تھی وہ مدت تک جاری رہی مگر افسوس ہے کہ کامیاب نہوے سب سے پہلی کوشش وہ تھی جو یزید کے وقت مین ہوئی اور اہل کوفہ کی خواہش پر حضرت امام حسین نے مسلم بن عقیل کو وہان بھیجا اور پھر خود بھی روانہ ہوئے اور صحرائے ماریہ مین فرات کے کنارے سنہ ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ع کے

مع بہتر رفقا کے شہید ہو گئے۔

مگر بنی فاطمہ کے دل سے یہ دعویٰ زائل نہین ہوا جب کہ ۱۰۵ھ مطابق ۷۲۴ء کے ہشام بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو زید ابن علی بن حسین علیہ السلام نے جو مدت سے اپنی خلافت کی تدبیر کر رہے تھے اور جا بجا اُن کے نقیب پھیلے ہوے تھے کوفہ مین دعویٰ خلافت کیا مگر جب ہشام کی فوج آئی تو صرف پانچ سو آدمیون نے ساتھہ دیا شکست ہوئی اور حضرت زید شہید ہوے کناسہ مین سولی دے دیے گئے۔

جو لوگ کہ بنی فاطمہ سے گرویدہ تھے اور زید شہید کی خلافت چاہتے اُنھون نے اس لئے کہ لوگ بنی فاطمہ کی طرف رجوع کرین اور زید شہید کی خلافت کے حامی ہون۔ وضعی حدیثین بنا کر لوگون مین پھیلانی شروع کین اب ایسا مضمون اُن حدیثون مین بیان ہونے لگا جس سے پایا جاے کہ بنی فاطمہ مین سے خلیفہ ہونے کی پیشین گوئی ہوئی ہے اس مضمون کی بہت سی حدیثین کتابون مین پائی جاتی ہین چنانچہ ابی داؤد مین حضرت علی سے روایت ہے جس مین ایک راوی فطر بھی ہے۔

۲۔ (فطر)	کہ حضرت علی نے آنحضرت صلعم کا فرمانا
عن علی عن النبی علیہ السلام	بیان کیا اگر دنیا سب چلی جاے اور صرف
لو لم یبق من الدنیا الا یوما	ایک دن ہی باقی رہ جاے تو بھی

بعث الله رجلا من اهل بیتی یملاها عدلا کما ملئت جوراً

ضرور خدائے تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو کھڑا کرے گا جو دنیا کو عدل سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہوگی

اسی طرح مشکوۃ مین ایک حدیث غالباً حاکم کے مستدرک سے نقل کی ہے کہ۔

عن ابی سعید قال ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم بلاء یصیب هذه الامة حتی لا یجد الرجل ملجاء الیه من الظلم فیبعث الله رجلا من عترتی واهل بیتی فیملا به الارض قسطا وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً یرضی عنه ساکن السماء وساکن الارض لا تدع السماء من قطرها شیئا الا صبته مدراراً ولا تدع الارض من نباتها

ابو سعید نے کہا کہ آن حضرت صلعم نے ذکر کیا کہ اس امت پر ایک بلا پڑے گی یہان تک کہ کوئی شخص اُس کے ظلم سے بچنے کو کوئی ٹھکانا نہ پاوے گا پھر اللہ تعالیٰ ایک شخص میری اولاد اور میرے اہل بیت سے کھڑا کرے گا اور اُس کے سبب سے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم اور جور سے بھر گئی ہوگی اُس سے آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے راضی ہون گے اور آسمان اپنی بوندون مین سے ذرہ بھی نہین چھوڑنے کا جو نہ برسایا ہو اور زمین نباتات مین سے کچھ نہ چھوڑے گی

شیئا الا اخرجته حتی یتمنی الاحیاء الاموات یعیش فی ذلک سبع سنین او ثمان سنین او تسع سنین) مشکوۃ ۴۶۲

جو نہ اُگائی ہو یہان تک کہ زندے مُردون کو یاد کرین گے اور اُسی حالت مین وہ سات یا آٹھ یا نو برس زندہ رہے گا۔

کچھ عجب نہین کہ اسی زمانہ مین اُس شخص کے لیئے جس کی نسبت گُمگُم مین پیشین گوئی ہوتی چلی آتی تھی مہدی کا لقب وضع ہوا کیونکہ مہدی کا لقب انھین حدیثون کے شامل ہے جن مین بنی فاطمہ اور اہل بیت مین سے خلیفہ ہونے کی بشارت ہے اور وہ حدیثین بھی جن مین مہدی کا لقب بیان ہوا ہے متعدد کتابون مین ہین چنانچہ ابو داؤد مین ام سلمہ سے جس کے راویون مین علی بن نفیل بھی ایک راوی ہے یہ حدیث مذکور ہے کہ۔

(عن ابن نفیل) عن ام سلمۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ (ابو داود صفحہ ۲۳۲)

ام سلمہ نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلعم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میری آل مین سے اور فاطمہ کی اولاد مین سے مہدی ہو گا۔

اور ابی داؤد ہی مین ایک دوسری حدیث ابی سعید خدری سے ہے جس مین عمران القطان بھی ایک راوی ہے اور وہ یہ ہے کہ

(۵) (عمران القطان)

سعید خدری نے آن حضرت صلعم کا یہ

عن سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما یملک سبع سنین

فرمایا بیان کیا کہ مہدی مجھ میں سے ہے چمکتی ہوئی پیشانی اور اُونچی ناک والا بھر دے گا زمین کو عدل و انصاف سے جیسی کہ بھر گئی ہو گی ظلم اور جور سے اور وہ مالک رہے گا سات برس۔

ابو داود صفحہ ۲۳۲

جو حلیہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے گویا وہ حلیہ زید شہید کا ہے اتفاقات زمانہ سے حضرت زید شہید اور اُن کے بیٹے حضرت یحییٰ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوئے اور ہشام کے ہاتھ سے شہید ہوئے حضرت یحییٰ نے شہید ہوتے وقت وصیت کی کہ میرے بعد **محمد بن عبد اللہ** کی طرف رجوع کرنا۔ حضرت محمد پرپوتے ہیں حضرت **امام حسن** علیہ السلام کے انھیں کا خطاب نفس زکیہ اور لقب المہدی ہے چنانچہ **ابن خلدون** نے لکھا ہے کہ۔

قال لزید بامامة ابنه یحیی من بعد زید فمضی الی خراسان و قتل بالجوزجان بعد ان اوصی الی محمد بن عبد اللہ بن حسن بن الحسن السبط ویقال له

حضرت زید شہید اور اُن کے بیٹے حضرت یحییٰ کی امامت کے قائل ہیں پھر وہ خراسان کی طرف گئے اور **خورجان** میں شہید ہوگئے۔ شہید ہوتے وقت اُنھوں نے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن الحسن السبط

النفس الزكيّة فخرج بالحجاز	کے حق مین وصیت کی اُن کو نفس زکیہ
وتلقب المهدی جاءتہ	کہتے ہین اُنھون نے حجاز مین خروج کیا
عساکر المنصور	اور مہدی اُن کا لقب ہوا۔ پھر منصور کا
فقتل	لشکر اُن پر چڑھ آیا اور وہ شہید ہو گئے

حضرت محمد بن عبد اللہ کی خلافت مستحکم کرنے کو اور اس غرض سے کہ لوگ اُن کے معتقد اور اُن کے گرویدہ ہو جاوین اُن کے طرفدارون نے بہت سی وضعی حدیثین پھیلائین اُنھین مین سے وہ حدیث بھی ہے جو ابو داؤد مین لکھی ہے اور جس مین ہارون اور عمرو بن ابی قیس اور ابو اسحق بھی راوی ہین اور وہ حدیث یہ ہے کہ۔

(۹) قال علی ونظر الی ابنہ	حضرت علی نے اپنے بیٹے امام حسن کی
الحسن ان ابنی ھذا سید	طرف دیکھا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسے
کما سماہ النبی علیہ السلام و	کہ پیغمبر خدا نے اُن کا یہ نام رکھا ہے۔ اور
یستخرج من صلبہ رجل یسمی	قریب ہے کہ اُس کی اولاد مین سے ایک
باسم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم	شخص نکلے گا جس کا نام وہی ہوگا جو تمھارے
یشبہ فی الخلق ولا یشبہ	نبی کا نام ہے اور انھین کا سا خلق ہوگا
فی الخلق ثم ذکر قصۃ	مگر صورت مین اُن کے مشابہ نہوگا پھر وہی
یملا الارض عدلا	قصہ بیان کیا کہ وہ بھر دے گا زمین کو

(ابوداؤد صفحہ ۲۳۳) | عدل سے۔

علاوہ اس کے اور بہت سی وضعی حدیثیں ہیں جن میں مہدی کا محمد نام ہونے کی بشارت ہے چنانچہ ابوداؤد میں ایک حدیث ہے جس میں عاصم بھی ایک راوی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ۔

(۷) (عاصم) عن عبداللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوما لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اهل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی) زاد قطر یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا وفی حدیث سفیان لاتذهب او لاتنقضی الدنیا حتی یملک العرب رجل	عبداللہ ابن مسعود نے نبی صلعم کا فرمانا بیان کیا کہ اگر دنیا بجز ایک دن کے کچھ نہ باقی رہے تو بھی اللہ تعالیٰ ضرور اس دن کو بڑھا دے گا تاکہ اللہ اس میں ایک شخص کو مجھ میں سے یا یہ کہا کہ میرے اہل بیت میں سے کھڑا کرے گا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا (اور قطر راوی نے اس قدر اور بڑھا دیا کہ وہ بھر دے گا زمین کو عدل اور انصاف سے جیسی کہ وہ بھر گئی ہوگی ظلم اور جور سے) اور سفیان کی حدیث میں ہے کہ نہ جاوے گی یا نہ گذرے گی دنیا یہاں تک کہ میری اہل

من اهل بيتي يواطي اسمه اسمي ابوداود ۲۳۲	بیت مین سے عرب کا ایک شخص مالک ہوگا جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا

محمد ابن عبد اللہ نے حجاز مین خروج کیا تھا اور اسی لیے اُس حدیث مین عرب کا نام بھی داخل کیا گیا۔

ترمذی مین بھی اسی قسم کی مندرجۂ ذیل حدیثین ہین اور ان سب مین عاصم بھی ایک راوی ہے اور وہ حدیثین یہ ہین۔

۸ (عاصم) عن عبد الله قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لا یذهب الدنیا حتے یملك العرب رجل من اهل بیتي یواطي اسمه اسمي) ترمذی صفحہ ۳۷	عبد اللہ نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ دُنیا نہین جانے کی جب تک کہ میرے اہل بیت مین سے ایک شخص عرب کا مالک ہو جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا
۹ (عاصم) عن عبد الله عن النبي علیه السلام قال یلي رجل من اهل بیتي یواطي اسمه اسمي ترمذی صفحہ ۳۷	پھر انھین عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ والی ہوگا ایک شخص میرے اہل بیت مین سے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔
۱۰ (عاصم) عن ابي هریرة قال لو لم یبق من الدنیا الا یوما	اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اُن حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر دُنیا بجز ایک دن کے باقی نہ رہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اُس

يطول الله ذلك اليوم حتے يلي الخ) ترمذی صفحہ ۳۷۱	دن کو بڑھا دے گا تا کہ والی ہو ایک شخص میرے اہل بیت مین سے جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

ابن ماجہ مین بھی اس قسم کی حدیثین پائی جاتی ہین ایک حدیث مین جس کے راویون مین یسین العجلی بھی راوی ہے یہ آیا ہے کہ۔

۱۱ (یاسین عجلی) عن علی قال قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم المهدی من اهل بيت يصلحه الله في ليلة) ابن ماجہ صفحہ ۷۴۹	حضرت علی نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ المہدی ہم مین سے ہمارے اہل بیت مین ہے ایک رات مین اللہ تعالے اُس کے سب کام درست کر دے گا۔

ایک اور حدیث مین جس مین علی بن نفیل بھی راوی ہے۔

۱۲ (علی بن نفیل) عن سعید بن مسیب قال کنا عند ام سلمہ فتذکرنا المهدی فقالت سمعت رسول الله صلے الله علیہ وسلم يقول المهدی من ولد فاطمه ابن ماجہ صفحہ ۷۴۹	سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ ہم ام سلمہ کے پاس بیٹھے ہوے تھے اور مہدی کا ذکر کر رہے تھے ام سلمہ نے کہا کہ مین نے رسول خدا صلعم سے سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ مہدی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔

ایک اور حدیث مین جس مین عکرمہ بن عمار و علی بن زیاد بھی راوی ہین۔

(۱۳) عکرمہ بن عمار و علی بن زیاد
عن انس بن مالک قال سمعت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یقول نحن ولد عبد المطلب
سادۃ اہل الجنۃ انا وحمزۃ
وعلی وجعفر والحسن والحسین
والمہدی ابن ماجہ ۲۷۴

انس بن مالک سے روایت ہے کہ
انھون نے کہا کہ مین نے رسول خدا
صلعم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ
ہم اولاد عبد المطلب سردار اہل الجنۃ ہین
اور وہ کون ہین مین ہون اور حمزہ اور
علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور
المہدی۔

غور کرو کہ اس حدیث کے بنانے والے نے جو خاص بنی فاطمہ کا طرفدار معلوم
ہوتا ہے کس حکمت سے حضرت عباس کا نام اولاد عبد المطلب سے چھوڑ
دیا ہے تاکہ بنی عباس کے دعوی خلافت کو تقویت نہ پہونچے حالانکہ
طرفداران بنی فاطمہ و طرفداران بنی فاطمہ و طرفداران بنی عباس دونون
اکثر شیعے تھے مگر جس کا طرفدار تھا اُس کے مفید کام کرتا تھا۔

بنی عباس نے اپنی تدبیرون مین نہایت کامیابی حاصل کی اور آخرکار وہ
خلیفہ ہو گئے بنی عباس مین سے ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ
بن العباس نے اپنے تئین بہ لقب امام ملقب کیا مگر وہ مروان کی قید مین
پڑے اور قتل ہوئے۔ اس واقعہ سے بنی عباس کی تدبیرون مین کچھ نقصان
نہین آیا اس لیے کہ ابو مسلم خراسانی نے جو نہایت دانشمند اور مدبّر

شخص تھا محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس سے خفیہ بیعت کی تھی اور وہ خراسان مین اس لیے گیا ہوا تھا کہ لوگون کو بنی عباس کے خلیفہ ہونے پر مائل کرے ابو مسلم کے پاس وہان خوب جمعیت جمع ہوگئی اور بنی عباس کی طرف لوگون کے دل مائل ہوگئے ابو مسلم نے "نقیب آل محمد" اپنا لقب اختیار کیا۔ کیونکہ بنی عباس بھی آل محمد کہلاتے تھے اور اپنی طرف سے ستر نقیب اطراف مین لوگون کو بنی عباس کی خلافت پر مائل کرنے کے لیے روانہ کیے اور کل دوست داران آل عباس کے لیے سیاہ لباس تجویز کیا اور اُن کے لشکرون کے جھنڈے بھی سیاہ قرار پائے۔

اُس زمانہ مین سب سے بڑا نسخہ لوگون کو گرویدہ کرنے کا حدیثون کا پیش کرنا تھا۔ اس لیے بنی عباس کے طرفدارون نے ایسی جعلی حدیثین بنائین جن سے خلیفہ یا مہدی ہونے کی پیشین گوئی بنی عباس کے حق مین نکلتی تھی اور مسلمانون کو اُن کی مدد کرنا اُن حدیثون کی رو سے ضروری ثابت ہوتا تھا چنانچہ اسی قسم کی وہ حدیث ہے جو مشکوٰۃ مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے کہ۔

۱۲ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان	ثوبان نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جس وقت تم دیکھو سیاہ جھنڈون کو خراسان کی طرف سے آتے ہوے

فاتوها فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی	تو اُن کی اطاعت کرو بے شک اُن ہی
رواہ احمد و البیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوٰۃ	مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا۔

اس حدیث کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ ابو مسلم نے جو اپنے لشکر کے جھنڈے سیاہ قرار دیے تھے۔ اس لیے ہوا خواہان بنی عباس نے یہ حدیث وضع کرکے لوگون مین پھیلائی تھی تاکہ لوگ اُن کے مطیع ہوجائین۔

اِس سے بھی زیادہ وضعی ایک اور حدیث ہے جو ابو داؤد مین مذکور ہے انھین ہنگامون اور تدبیرون کے زمانہ مین جو نسبت خلافت کے ہو رہی تھین ایک شخص الحرث قوم ازد مین سے تھا اور وہ بھی خراسان مین بنی اُمیہ کے گروہ مین تھا مگر اُس نے خلیفہ بنی اُمیہ کی اطاعت چھوڑ دی اور ہوا خواہان بنی عباس مین شامل ہوگیا چنانچہ تاریخ ابن خلدون مین لکھا ہے کہ۔

کان الحرث عظیم الازد بخراسان فخلع سنۃ ستۃ عشر و لبس السواد و دعا الی کتاب اللہ و سنۃ نبیہ و البیعۃ الرضا علی ما کان علیہ دعاۃ بنی عباس ھناک ابن خلدون صفحہ ۹۲	حرث ایک شخص قوم ازد کا سردار خراسان مین تھا اُس نے سنہ ۱۱۶ھ مین خلیفہ بنی اُمیہ کی اطاعت کو چھوڑ دیا اور سیاہ لباس پہن لیا لوگون کو خدا کی کتاب و پیغمبر کی سُنت پر چلنے اور اُس طریقہ کو پسند کرنے پر جس پر کہ بنی عباس کے ہوا خواہ بیعت لے رہے تھے مشغول ہوا۔

اس حرث کے لیئے بھی ایک حدیث بنائی گئی اور لوگون مین پھیلائی گئی جو ابو داؤد مین مندرج ہے اور جس مین ہارون و عمرو بن ابی قیس و ہلال ابن عمرو بھی راوی ہین اور وہ حدیث یہ ہے کہ۔

(۱۵) ہارون و عمرو بن ابی قیس ہلال ابن عمرو عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ حارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مسلم نصرہ (ابو داود صفحہ ۲۲۳)

حضرت علی نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ نہر فرات کے اُس طرف سے ایک شخص خروج کرے گا جس کو حارث حراث کہین گے۔ اُس کی سرداری مین ایک شخص ہوگا جس کو منصور کہین گے بسا دے گا اور جگہہ دے گا آل محمد کو جس طرح کہ جگہہ دی قریش نے رسول خدا صلعم کو واجب ہے ہر مسلمان پر اُس کی مدد۔

یہ منصور وہی ہین بنی عباس سے جو خلیفہ ہوے پس ان تمام واقعات کے مطابق کرنے سے کس شخص کو شبہہ باقی رہتا ہے کہ یہ سب حدیثین وقت کی مناسبت سے اور اپنے مقاصد کے حاصل کرنے کے لیئے بنائی گئی تھین۔

اسی قسم کی کئی حدیثین ابن ماجہ مین ہین انھین مین سے وہ حدیث ہے جس مین یزید ابن ابی زیاد بھی راوی ہے اور وہ یہ ہے کہ۔

(د) یزید بن زیاد) عبد اللہ قال بینما
عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذ اقبل فتیۃ من بنی ہاشم فلما
راہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اغرورقت عیناہ وتغیر لونہ
قال فقلت ما نزال نری
فی وجہک شیئا نکرہہ فقال
انا اہل بیت اختار اللہ لنا
الاخرۃ علی الدنیا وان اہل بیتی
سیلقون بعدی بلاء
وتشریدا وتطریدا حتی یاتی
قوم من قبل المشرق معہم
رایات سود فیسالون الخیر
فلا یعطونہ فیقاتلون
فینصرون فیعطون
حتی یدفعوہا الی رجل
من اہل بیتی فیملاہا

عبد اللہ نے کہا کہ ایک دفعہ ہم رسول خدا
صلعم کے پاس تھے کہ دفعتہً بنی ہاشم کے
چند گروہ آگئے جب اُن کو رسول خدا صلعم
نے دیکھا تو آپ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے
اور آپ کا رنگ متغیر ہو گیا عبد اللہ نے عرض
کیا کہ کیا بات ہے جو آپ کے چہرہ مبارک
سے ایسی بات پائی جاتی ہے جو ہم کو ناخوش
کرتی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے
اہل بیت کے لیے دنیا پر آخرت کو پسند کیا
ہے اور قریب ہے کہ میرے اہل بیت میرے
بعد بلا مین اور تشدد مین اور ڈانوان ڈول
ہو جانے مین پڑے گی یہان تک کہ مشرق
کی جانب سے ایک قوم آوے گی جس کے
سیاہ جھنڈے ہون گے پھر وہ ایک نیک بات کا
سوال کرے گی پھر اُن کو وہ نہین ملے گا
پھر وہ لڑین گے اور فتح پائین گے اور جو مانگتے
تھے وہ مل جاوے گا پھر وہ اُن کو قبول نہ کرین گے

قسطا كما ملوها جورا	یہان تک کہ اُس کو میرے اہل بیت مین سے ایک آدمی کو
من ادرك ذلك منكم	دے دوین گے اُس وقت کہ ایک شخص کو میرے اہل بیت مین سے
فليأتهم ولو حبوا	دے دیا جاوے گا پھر وہ بھر دیگا دنیا کو انصاف سے جس طرح
على الثلج ابن ماجه	کہ وہ بھر گئی ہوگی ظلم سے جو شخص تم سے اُس کو پاوے
(صفحہ ۳۴۶)	تو اُن کا ساتھ دے گو کہ برف پر گھسٹ گھسٹ کے

ابو مسلم نے جو لوگون کو بنی عباس کی خلافت پر مائل کیا تھا مدت تک اُس نے یہ ظاہر نہین کیا کہ کس شخص کا وہ خلیفہ ہونا چاہتا ہے جب بہت لوگ جمع ہو گئے اور لشکر بہم پہونچ گیا اور خراسان مین بخوبی ضابطہ بیٹھ گیا تو اُس وقت اُس نے عبد اللہ ابن العباس کا نام ظاہر کر دیا اور اُس کو خلیفہ مشہور کر دیا پس یہہ حدیث صرف اُس تدبیر کے پورا کرنے کو بطور پیشین گوئی کے بنائی گئی تاکہ عبد اللہ کی خلافت کا اثر اور استحکام اور لوگون کے دلون پر جم جاوے۔

ابن ماجہ مین ایک اور حدیث بھی ہے جس مین عبد الرزاق ابی قلابہ بھی راوی ہے اور وہ یہ ہے کہ۔

(۱۷) عبد الرزاق ابن قلابہ عن	ثوبان نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے
ثوبان رض قال قال رسول الله صلى الله	فرمایا کہ تمہارے خزانہ پر تین شخص مارے
عليه وسلم يقتتل عند كنزكم ثلاثة	جائین گے وہ سب خلیفہ کے بیٹے ہون گے

کلهم ابن خلیفة ثم لا یصیر الی واحد منهم ثم تطلع الرایات السود فیقتلونکم قتلا لم یقتله قوم ثم ذکر شیئا لا احفظه فقال اذا رأیتموه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج فانه خلیفة الله المهدی (ابن ماجہ صفحہ ۲۹۷)	پھر اُن مین سے کسی کو نہ ملے گا پھر مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکلین گے اور تم کو ایسا قتل کرین گے کہ کسی قوم نے نہ کیا ہوگا اور کچھ فرمایا جو راوی کو یاد نہین رہا پھر یہ فرمایا کہ جب تم اُن کو دیکھو تو اُن سے بیعت کرو گو کہ برف پر گھسٹ کر جانے سے ہو کیونکہ وہ ہوگا خلیفہ اللہ المہدی۔

جب کہ بنی امیہ کے خاندان کی خلافت ختم ہونے کو ہوئی اور بنی عباس کا ستارہ اقبال عروج پر ہوا تو ان جھگڑون مین اس قدر خون ریزیان ہوئی تھین کہ درحقیقت کسی قوم مین نہ ہوئی تھین۔ بنی امیہ اور اُن کے طرفدار سب قتل ہوئے محمد بن علی کے سامنے ایک حمام مین ستر گروہ بنی امیہ کے قتل ہوئے تھے اور پھر اُن کی لاشون پر بچھونا بچھا کر کھانا کھایا گیا تھا عبداللہ ابو العباس کا نام سفاح بسبب بے انتہا خون ریزی کے پڑ گیا تھا۔ اُس خون ریزی پر خاک ڈالنے اور بنی عباس کی خلافت مستحکم کرنے کو یہ حدیث بنائی گئی جس سے معلوم ہو کہ اس خون ریزی کی پیشین گوئی ہو چکی تھی اور ضرور ہونے والی تھی۔

ابن ماجہ مین ایک اور حدیث ہے کہ۔

(۱۴)

(ابن لهیعه) عن عبد الله ابن الحارث	عبد اللہ بن الحارث زبیدی نے کہا کہ رسول

...بن زید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یخرج الناس من المشرق فیوطون للمہدی یعنی سلطانہ (ابن ماجہ صفحہ ۵)	...خدا صلعم نے فرمایا کہ مشرق کی جانب سے لوگ خروج کرین گے اور مہدی کے لیے سلطنت اور حکومت قائم کرین گے

بنی عباس کی کوششون کا آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ عبد اللہ ابو العباس سفاح سپڑپوتے حضرت عباس کے مستقل خلیفہ ہوگئے اُن کے مرنے کے بعد ابو جعفر منصور دوانقی اُن کا بھائی ۱۳۶ھ مطابق ۷۵۵ء کے خلیفہ ہوا اُسی کے وقت مین محمد بن عبد اللہ حضرت امام حسن کے پڑوتے نے دعویٰ خلافت کیا تھا جو انجام کار قتل ہوئے اُس کے مرنے کے بعد ابو عبد اللہ محمد بن منصور ۱۵۸ھ مطابق ۷۷۵ء کے خلیفہ ہوے اور اُنھون نے المہدی اپنا لقب قرار دیا تا کہ لوگ جان لین کہ المہدی جس کی پیشین گوئیان تھین وہ آچکا اب کوئی نہین آنے والا اور مقصود اُس سے یہ تھا کہ آیندہ کا فساد اور دعوے مہدویت بند ہو۔

ان تمام حالات کو پڑھکر ضرور ہمارے اس آرٹکل کے پڑھنے والون کے دل مین یہ خیال جاے گا کہ یہ کیون قرار دیا گیا ہے کہ جب یہ واقعات پیش آئے تو اُس وقت اُن کے مطابق یہ حدیثین اپنی اپنی اغراض کے لیے بنائی گئین برعکس اس کے یہ کیون نہین قرار دیا جاتا کہ یہ سب حدیثین تھین اور جو پیشین گوئیان اُن مین تھین انھین کے مطابق یہ سب واقعات پیش آئے

مگر اُس کا سبب ذرا سا غور کرنے سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے دیکھو یہ حدیثین دو گروہ سے متعلق ہین - ایک بنی فاطمہ سے اور ایک بنی عباس سے ایک قسم کی حدیثون مین المہدی کا ہونا بنی فاطمہ مین بیان ہوا اور اُس کی اطاعت و نصرت پر حکم ہے اور ایک قسم کی حدیثون مین بنی عباس مین المہدی کا ہونا اور اُس کی مدد و اعانت کرنے کا حکم ہے اگر درحقیقت کوئی المہدی ہوتا تو وہ بنی فاطمہ مین سے ہوتا یا بنی عباس مین سے نہ یہ کہ وہ مختلف شاخون مین سے پس صاف پایا جاتا ہے کہ کوئی پیشین گوئی المہدی کی نہ تھی بلکہ ہر ایک فریق نے اپنی اپنی تائید کے لیے حدیثین بنا لی تھین -

جن حدیثون کی کتابون مین یہ حدیثین مندرج ہین - اگر وہ کتابین قبل ان واقعات کے تصنیف ہو چکی ہوتین اور اُن مین یہ حدیثین مندرج ہوتین تو البتہ ایک بات قابل اعتماد کے ہوتی - مگر وہ سب کتابین حدیث کی جن مین یہ حدیثین ہین ان واقعات کے بہت دنون بعد تالیف ہوئی ہین - ان حالات سے جو ہم نے بیان کیے صاف ظاہر ہے کہ یہ سب واقعات ۱۵۸ھ سے پہلے ختم ہو چکے تھے اور اُن حدیث کی کتابون کے مصنف سب اُس زمانے کے بعد تھے اور وہ کتابین سب اُس زمانہ کے بعد تصنیف ہوئین جس کی تفصیل ذیل مین درج ہے -

---

نام	سنہ پیدایش	سنہ وفات
محمد اسمٰعیل بخاری	۱۹۴	۲۵۶
مسلم	۲۰۴	۲۶۱
ابو عیسیٰ محمد ترمذی	۲۰۹	۲۷۹
ابو داؤد	۲۰۲	۲۷۵
ابو عبد الرحمٰن احمد نسائی	۲۱۵	۳۰۳
ابو عبد اللہ محمد ابن ماجہ	۲۰۹	۲۹۳

اس راوی کی زیادہ تقویت اس بات سے ہوتی ہے کہ امام مالک ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے اور یہ تمام واقعات اُن کے سامنے گذرے مگر اُن کی کتاب موطا میں کوئی حدیث المہدی کی پیشین گوئی کی نہیں ہے اور نہ بخاری اور مسلم میں ہے۔

ایک بڑا دھوکا لوگوں کو یہ پڑا ہے کہ جب سنتے ہیں یا دیکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں مندرج ہے تو بلا غور اُس کو مان لینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ مصنفین صحاح ستہ نے جہاں تک اُن سے ہو سکا ہے روایت کی تنقیح میں بڑی کوشش کی ہے یعنی حتی المقدور جن راویوں کو ثقہ سمجھا اور انہوں نے جو حدیث نقل کی اُس کو کتاب میں مندرج کیا مگر اُن حدیثوں کی تنقیح کو بہ لحاظ اُن کے واقعات مندرجہ اور اُن کے مضامین کے

جو درایت سے تعلق رکھتے ہین پڑھنے والون کی تحقیق پر چھوڑا ہے مگر افسوس ہے کہ اس زمانے کے پڑھنے والے اُس کی تنقیح کی طرف مطلق متوجہ نہین ہوئے۔

یہ حدیثین جو ہم نے بیان کین اگرچہ انھین کتب مین مندرج ہین جو صحاح مین سے کہلاتی ہین۔ لیکن اُن کے راوی بھی معتبر نہین ہین اور اس لیے یہ حدیثین روایت کی تنقیح کے مطابق بھی جو محدثین کے اصول مسلمہ ہین سے قابل رد کرنے کے ہین۔ پس اب ہم بموجب اصول محدثین کے اُن حدیثون کا مردود ہونا بیان کرتے ہین۔ ابن خلدون نے ان حدیثون کے راویون کی نسبت جو بحث کی ہے نہایت خوبی سے ایک جگہ جمع کردی ہے اور ہم اُسی کی نقل پر اکتفا کرتے ہین۔

ہمارے آرٹکل کے پڑھنے والے دیکھین گے کہ ہم نے ہر حدیث کے پہلے راویون کا نام دو ہلالی خطون کے بیچ مین لکھ دیا ہے اُس سے مطلب یہ ہے کہ اُس حدیث کے راویون مین سے وہ شخص بھی ایک راوی ہے اور وہی شخص نامعتبر ہے اور اُسی کے راوی ہونے کی وجہ سے وہ حدیث قابل اعتبار اور لائق قبول کے نہین رہی پس اب ہم ہر ایک کی نسبت جو جرح ہے وہ لکھ دیتے ہین۔

(۱) (قتادہ) وقتادہ مدلس ابوداؤد کی روایت مین قتادہ ایک راوی ہے اور

وقد عنعن فيه والمدلس
لا يقبل من حديثه الا
ما صرح فيه بالسماع
(ابن خلدون ص ۲۶۳)

(۲ فطر) قال العجلي حسن
الحديث وفيه تشيع
قليل وقال ابن معين
ثقة شيعي وقال احمد بن
عبد الله بن يونس كنا
نمر على فطر وهو مطروح
لا نكتب منه وقال
مرة كنت امر به وادعه
مثل الكلب وقال الدار قطني
لا يحتج به وقال ابو بكر بن
عياش ما تركت الرواية
عنه الا لسوء مذهبه
وقال الجرجاني زائغ غير ثقة
(صفحه ۲۶۲)

وہ مدلس ہے یعنی بیچ کے راویون کے نام چھوڑ جاتا
ہے اور اُس نے اُس حدیث کو عن عن کر کے بیان
کیا۔ اور مدلس کی بیان کی ہوئی حدیث بغیر اُس کے
کہ وہ اُس کا سُننا صاف نہ بیان کرے قبول نہین
ہو سکتی۔

عجلی نے فطر کے حق مین کہا ہے کہ اُس کی حدیثین
اچھی ہین اور اُس مین کچھ شیعہ پن ہے اور ابن معین
نے کہا ہے کہ وہ ثقہ ہے شیعہ ہے اور احمد بن عبد اللہ
بن یونس نے کہا ہے کہ ہم فطر کے سامنے کو چلے جاتے
تھے اور اُس کو چھوڑ دیتے تھے اُس سے کچھ نہین
لکھتے تھے یعنی ہم اُس کو لائق اخذ روایت کے نہین
جانتے تھے اور مرہ نے کہا ہے کہ مین اُس کو مثل
کُتے کے چھوڑ کر چلا جاتا ہون اُس سے روایت نہین
کرتا ہون اور دار قطنی نے یہ کہا ہے کہ اس کی روایت
سے استدلال نہ کرنا چاہیے اور ابو بکر بن عباس نے
کہا ہے کہ مین نے فطر کی روایت تو اس کی خرابی مذہب
کے سبب سے چھوڑ دی ہے اور جرجانی نے کہا ہے کہ وہ

(۳ حاکم) قال البلقینی قد جمع حافظ الذہبی ہا مائۃ حدیث موضوع من احادیث المستدرک وشنع علیہ غایۃ التشنیع فی بعض المواضع قال الحافظ ابن حجر انما وقع للحاکم التساہل لانہ سود الکتاب لینقحہ فاعجلتہ المنیۃ او بغیر ذلک فی الحرم	کج راے ہے قابل اعتبار کے نہیں۔ حق مین بلقینی نے کہا ہے ذہبی نے بقدر سو حدیث موضوع کے جمع کی ہین جو حاکم نے مستدرک مین روایت کی ہین اور اُس پر بہت تشنیع کی ہے اور بڑا کہا ہے اکثر جگہہ اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ حاکم سے مستدرک مین تساہل اس لیے واقع ہوا کہ اُس نے یہ کتاب لکھی تھی کہ پھر اس مین سے احادیث صحیحہ کا انتخاب کرون گا مگر اُس سے پہلے مر گیا۔

(ص ۱۱) (۱۴) بیہقی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے مستدرک اور کتب بیہقی کو طبقہ سوم مین کہ جس مین احادیث صحیح اور حسن اور ضعیف اور متہم بالوضع بھی ہین شمار کیا ہے قولہ

طبقہ ثالثہ احادیثے کہ جماعہ از علماے متقدمین بزمان بخاری و مسلم یا معاصرین آن ہا یا لاحقین بآن ہا در تصانیف خود روایت کردہ اند و التزام صحت نہ نمودہ و کتب آن ہا در شہرت و قبول در مرتبہ طبقہ اولی [illegible] چہ مصنفین آن کتب موصوف بودند بہ تبحر در علوم حدیث و وثوق و عدالت و ضبط و احادیث صحیح و حسن و ضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز در آن کتب یافتہ می شود و رجال آن کتب بعضے مجہول و اکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہا [illegible] الاجماع

برخلاف آن ہا منعقد گشته و درین کتب ہم تفاصیل و تفاوت ہست بعضہا قوی من البعض اسامی آن کتب این ست مسند شافعی سنن ابن ماجه مسند دارمی مسند ابویعلی موصلی مصنف عبد الرزاق مصنف ابی بکر بن شیبه مسند عبد بن حمید مسند ابی داؤد طیالسی سنن دارقطنی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم۔ کتب بیہقی۔ کتب طحاوی۔ تصانیف طبرانی۔

(۴ و ۱۲) علی بن نفیل قد ضعفہ ابوجعفر العقیلی وقال لایتابع علی بن نفیل ولا یعرف الا به (صفحہ ۲۶۲)	علی بن نفیل کو عقیلی نے ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ اس میں اس کا اور کوئی تابع نہیں ہے اور وہ اسی روایت سے معلوم ہوا ہے اور کوئی روایت اس کی کہیں مروی نہیں ہے۔
۵) عمران القطان اختلف فی احتجاج به انما اخرج له البخاری استشهادا لا اصلا وکان یحیی القطان لا یحدث عنه وقال یحیی بن معین لیس بالقوی وقال مرة لیس بشیء وقال احمد بن حنبل وارجوا انما یکون	عمران قطان میں اختلاف ہے کہ اس کی روایت حجت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ بخاری نے تو اس کی روایت دوسری روایت کے لیے ذکر کی ہے اس کی اصل روایت نہیں بیان کی ہے اور یحیی قطان تو اس کی حدیث نہیں لیتے تھے اور یحیی بن معین نے کہا ہے یہ قوی نہیں ہے اور مرہ نے کہا ہے کہ وہ کچھ نہیں ہے اور امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ

صالح الحدیث وقال یزید بن
الذریع کان حروریا وکان
یری السیف علی اهل القبلة
وقال النسائی ضعیف (صفحہ ۲۶۳)
۷) هارون عمرو بن ابی قیس
وابو اسحق شیعی هارون)
سکت ابو داود علیه وقال
فی موضع فی هارون هو
من الشیعة وقال السلیمانی
فیه نظر (صفحہ ۲۶۲)
(عمرو بن ابی قیس) قال
ابو داود فی عمرو بن ابی قیس
لا باس به فی حدیثه خطأ
وقال الذهبی صدوق له اوهام
(صفحہ ۲۶۲)
ابو اسحق شیعی) وان اخرج
عنه الشیخان فی الصحیحین

شاید اُس کی حدیثین اچھی ہون اور یزید بن
الزریع نے کہا ہے کہ اُس کا عقیدہ خوارج کا سا
تھا۔ اور اہل قبلہ پر تلوار پکڑنا اور اُن سے لڑنے
قائل تھا اور نسائی نے کہا ہے کہ وہ ضعیف ہے
ہارون اور عمرو بن ابی قیس اور ابو اسحق شیعی
کا یہ حال ہے کہ ہارون کے حال سے ایک جگہ
تو ابو داؤد نے سکوت کیا اور دوسری جگہہ کہا
ہے کہ وہ شیعون مین سے ہے اور سلیمانی نے
کہا ہے کہ اُس مین نظر ہے۔
عمرو بن ابی قیس کے حق مین ابو داؤد نے یہ کہا ہے
کہ اُس کا ڈر نہین ہے اُس حدیث مین خطا ہوتی
ہے ذہبی نے کہا ہے کہ وہ سچا ہے مگر اُس کو کچھ
اوہام اور شبہات ہوگئے ہین اور اسحق شیعی
کی روایت اگرچہ بخاری اور مسلم مین مذکور ہین مگر
یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ اخیر مین بہک گئے تھے
اور حضرت علی سے اُن کی روایت متصل نہین
عجلی نے کہا ہے کہ عاصم نے جو روایتین زر والی

فقد ثبت انه اختلط اخر
عمره وروايته عن علي مقطعة

(۲۶۲)

(۷و۸و۹و۱۰) (عاصم) قال
العجلي كان يختلف عليه
في زر وابي وائل يشير بذلك
الى ضعف روايته عنهما وقال
محمد بن سعد كان ثقة الا
انه كثير الخطاء في حديثه
وقال يعقوب بن سفيان
في حديثه اضطراب وقال
عبد الرحمن بن ابي حاتم قلت
لابي ان ابا زرعة يقول عاصم
ثقة قال ليس محله هذا
وقد تكلم ابن علية فقال
كل من اسمه عاصم سيء الحفظ
وقال ابو حاتم محله عندي

وائل سے کی ہین اُن مین اختلاف ہے اس سے
اشارہ ہے کہ دونون سے اس کی روایتین ضعیف
ہین اور محمد بن سعد نے کہا ہے کہ اچھا ہے مگر اس
کی حدیث مین اکثر خطا ہوتی ہے اور یعقوب
ابن سفیان نے کہا ہے کہ اس کی حدیث مین
اضطراب ہے اور عبد الرحمن بن ابی حاتم نے
کہا ہے کہ مین نے اپنے باپ سے کہا کہ ابو زرعہ
یہ کہتا ہے کہ عاصم ثقہ ہے کہا اُس کا یہ درجہ
نہین ہے اور ابن علیہ نے اس مین کلام کیا
ہے اور کہا ہے جتنون کا نام عاصم ہے اُن کا
حافظہ اچھا نہین ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے
کہ میرے نزدیک اُس کا درجہ یہ ہے کہ وہ سچا
ہے اور لائق حدیث کے ہے مگر کچھ بہت یاد
رکھنے والا نہین ہے اور نسائی کے قول اس
کے حق مین مختلف ہین اور ابن حراش نے
کہا ہے کہ اُس کی حدیث مین امر قابل انکار
بھی ہوتا ہے اور ابو جعفر عقیلی نے کہا ہے

محل الصدق صالح الحديث
ولم يكن بذلك الحافظ
واختلف فيه قول النسائي
وقال ابن خراش في حديثه
نكرة وقال ابو جعفر العقيلي
لم يكن فيه الا سوء الحفظ
وقال الدارقطني في حفظه
شيء وقال يحيى القطان
ما وجدت رجلا اسمه عاصم
وجدته رديء الحفظ وقال
ايضا سمعت شعبة يقول
حدثنا عاصم بن ابي النجود
وفي الناس ما فيها وقال
الذهبي ثبت في القراءة
وهو في الحديث دون الثبت
صدوق يهم وهو حسن
الحديث وان احتج احد

اس میں سوائے نقص حافظہ کے اور کچھ
عیب نہ تھا اور دار قطنی نے کہا ہے کہ
اس کی یاد میں کچھ نقص تھے اور یحیی
قطان نے کہا ہے کہ میں نے کسی عاصم کی
یاد اچھی نہیں پائی اور کہا ہے کہ میں نے
سنا شعبہ سے کہتے تھے کہ مجھ سے
حدیث کہی عاصم بن النجود نے اور آدمیوں
میں مشہور ہے جو اس کا حال ہے اور ذہبی
نے کہا ہے کہ قرات میں تو وہ اچھا ہے اور
حدیث میں اس سے کم اچھا ہے اور
اچھی حدیث والا ہے اور اگر کوئی یہ اعتراض
کرے کہ بخاری اور مسلم نے تو اس سے
روایت کی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے
دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی انھوں نے
روایت کی ہے اور اصل ان کی روایت
نہیں کی۔
یا میں عجلی کے حق میں بخاری نے کہا ہے

بان الشیخین خرجا له فنقول
اخرجا مقرونا بغیره لا اصل له
(صفحه ۲۶۱)
(۱۱ یاسین عجلی) قال البخاری
فیه نظر وهذا اللفظ من
اصطلاحه فی توهینه فلا یقبل
منه الا ان یصرح بالسماع
(ص ۲۶۲)
(علی بن زیاد) قال الذهبی
لا ندری من هو وقد تکلم
فیه الثوری قال رأیته یفتی فی
مسائل ویخطی فیها وقال ابن
حبان کان ممن فحش خطاء
فلا یحتج به (صفحه ۲۶۲)
(۱۵) (هلال بن عمرو مجهول
(صفحه ۲۶۲)
(۱۶) (یزید ابن زیاد) قال فیه

کہ اس مین نظر ہے اور بخاری کی اصطلاح
مین یہ لفظ بہت زیادہ ضعیف کہنا ہے
اور ابن عدی نے کامل مین اور ذہبی نے
میزان مین یہی حدیث اُس پر انکار کے لیے
ذکر کی ہے اور کہا ہے کہ وہ تو مشہور ہے اس
حدیث کے معاملے مین۔
عسکرمہ بن عمار اور علی بن زیاد عکرمہ بن
عمار کو تو بعض نے اچھا کہا ہے اور ابو
حاتم نے کہا ہے کہ وہ مدلس ہے یعنی اوپر
چھوڑ دیتا ہے اُس کی وہ حدیث ماننی چاہیے
جن کو بہ تصریح یہ کہے کہ مین نے سُنا ہے
علی بن زیاد کے حق مین ذہبی نے میزان
مین کہا ہے کہ ہم نہین جانتے وہ کون
ہے اور ثوری نے بھی اُس مین کلام کیا
ہے کہا ہے ثوری نے اُس کو دیکھا کہ بہت
مسئلون مین حکم دیتا تھا اور اُن مین خطا
کرتا تھا اور ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ بہت

شعبة كان رفاعاً يرفع الاحاديث
التي لا تعرف مرفوعة وقال
محمد ابن الفضل كان من
كبار ائمة الشيعة وقال احمد بن
حنبل لم يكن بالحافظ وقال
مرة حديثه ليس بذلك
وقال يحيى بن معين ضعيف
وقال ابو زرعة لان يكتب
حديثه ولا يحتج به وقال
ابو حاتم ليس بالقوي وقال
الجرجاني سمعتهم يضعفون
حديثه وقال ابن عدي
هو من شيعة اهل الكوفة ومع
ضعفه يكتب حديثه رواه مسلم
لكن مقرونا بغيره وبالجملة
فالاكثرون على ضعفه وقد
صرح الائمة بضعف الحديث

زیادہ صرف کرتا تھا اور دیتا تھا تو اُس
کی حدیث حجت نہین لا سکتی
ہلال بن عمرو مجہول ہے اُس کا کچھ حال
معلوم نہین ہوا کہ کیسا ہے۔
۱۶ شعبہ نے یزید بن ابی زیاد کے حق مین
کہا ہے کہ وہ تو یون ہی اُن حدیثون کو
حضرت رسول صلعم تک مرفوع کر دیتا تھا
جس کا رفع ثابت نہین ہوا اور محمد بن الفضل
نے کہا ہے وہ تو شیعون کا بڑا پیشوا تھا اور
احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ وہ یاد رکھنے والا
نہ تھا اور مرہ نے کہا ہے کہ اُس کی حدیث ایسے
درجے کی نہین ہے اور یحیی بن معین نے
اُس کو ضعیف کہا ہے اور ابو زرعہ نے یہ
کہا ہے کہ وہ اس لائق ہے کہ اُس کی حدیث
لکھی جاے اور اُس کی حدیث سے حجت
نہ لانی چاہیے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ وہ
قوی نہین ہے اور جرجانی نے کہا ہے کہ

قال ابو قدامہ سمعت ابو سلمہ یقول فی حدیث یزید عن ابراھیم لو حلف عندی خمسین یمینا قسامۃ ما صدقتہ (صفحہ ۳۶۵)

(۱۷) (عبد الرزاق بن ھمام کان منتھرا بالتشیع وعمی فی اخر وقتہ وقال ابن عدی حدیث باحادیث فی الفضائل لم یوافقہ علیھا احد ونسبوہ الی التشیع (صفحہ ۳۶۷)

(ابو قلابہ) ذکرہ الذھبی وغیرہ انہ مدلس وعند السفیان فھو مشھور بالتدلیس وعنعنا ولم یصرح بالسماع فلا تقبل (ص ۳۶۷)

(۱۸) ابن طبیعہ قال الطبرانی

مین نے سنا ہے علما کو کہ اُس کی حدیث کی تضعیف کرتے تھے اور ابن عدی نے کہا ہے کہ وہ تو کوفہ کے شیعون مین سے ہے اور باوجود ضعف کے اس کی حدیث لکھ لی جاوے مسلم نے اُس سے روایت کی ہے لیکن دوسرے سے ملی ہوئی اور اکثر اُس کو ضعیف کہتے ہین اور سب ائمہ نے بہ تصریح اس حدیث کو ضعیف کہا ہے ابو قدامہ نے کہا ہے کہ مین نے ابو سلمہ سے سُنا ہے کہ وہ یزید کی حدیث کو جو اُس نے ابراہیم سے روایت کی ہے یہ کہتے تھے کہ اگر وہ میرے سامنے پچاس مرتبہ اپنے علم پر قسم کھا کر بھی کہے تو مین اُس کو سچا نہ مانون۔

عبد الرزاق بن ہمام تو شیعہ ہونے مین مشہور تھا اور آخر عمر مین اندھا بھی ہو گیا تھا اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اُس نے فضائل میں ایسی حدیثیں روایت کی ہیں جن کی کسی نے متابعت نہیں کی

تفرد به ابن لهيعة تقدم
لنا حديث علي الذي
خرجه الطبراني في معجمه
الاوسط ان ابن لهيعة
ضعيف (ص ٢٦٨)
(وعبد الله بن لهيعة)
ضعيف معروف الحال
وفيه عمر بن جابر الحضرمي
وهو اضعف منه وقال
احمد بن حنبل روى
عن جابر مناكير وبلغني
انه كان يكذب وقال
النسائي ليس بثقة قال
كان ابن لهيعة شيخا
احمق ضعيف العقل وكان
يقول علي في السحاب
وكان يجلس معنا فيبصر

کسی نے نہین کین اور اُس کو تو سب نے تشیع
کی طرف نسبت کیا ہے۔ ابو قلابہ کے حق مین ذہبی
اور اوروں نے یہ ذکر کیا ہے کہ وہ مدلس ہے اور
اُس حدیث کے راویون مین سفیان سے بھی
تدلیس مین مشہور ہے اور اُن دونون نے حدیث
عن عن کرکے روایت کی ہے اور صاف اپنا سماع
نہین بیان کیا تو نہین قبول کی جاسکتی ابن لہیعہ
کی حدیث کو طبرانی نے یہ کہا ہے کہ یہ صرف اُسی
سے مروی ہے اور ہم پہلے حضرت علی کی حدیث
مین جو طبرانی نے معجم اوسط مین روایت کی ہے کہہ
چکے ہین کہ وہ ضعیف ہے عبد اللہ بن لہیعہ کے
ضعیف ہونے کا حال تو مشہور ہے اور اس حدیث
مین عمرو بن جابر بھی اس کے ساتھ شریک ہے
اور وہ اُس سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور احمد بن
حنبل نے کہا ہے وہ تو بہت غلط حدیثین جابر سے
نقل کرتا ہے اور مجکو یہ دریافت ہوا ہے کہ وہ جھوٹ کہتا
ہے اور کہا ہے نسائی نے کہ وہ ثقہ نہین ہے اور نسائی نے

سحابۃ نیقول ھٰذا علی قد مرّ فی السحاب (صفحہ ۲۶۶)	کہا ہے کہ ابن لہیعہ ایک بوڑھا احمق آدمی تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ علی مرتضیٰ ابر مین ہین اور ہمارے پاس بیٹھتا تھا جب ابر کو دیکھتا تو یہ کہتا کہ یہ علی تھے جو ابر مین گئے۔

جس وقت حدیث کے راویون کی نسبت بحث ہوتی ہے اُس وقت یہ مشکل پیش آتی ہے کہ کسی راوی کو ایک شخص نامعتبر قرار دیتا ہے اور دوسرا اُس کو معتبر سمجھتا ہے مگر اصول حدیث مین یہ قاعدہ مسلم ٹھہرا ہے کہ جرح **تعدیل پر مرجح ہوتی** ہے اس کا سبب یہ ہے کہ جس شخص نے کسی معتبر سمجھا ہے اُس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُس مین اُس نے کچھ نقص نہین پایا پس گویا اُس کی شہادت ایک نفی کی شہادت ہے اور جس نے اُس کو نامعتبر قرار دیا ہے اُس مین اُس نے نقص پایا ہے اور اس لیے اُس کی شہادت ایک ثبت ہے جو منفی پر مقدم ہے پس جو لوگ اُن راویون کو معتبر قرار دیتے ہین اُس سے جو جرح کہ اُن پر کی گئی ہے وہ زائل نہین ہوسکتی اور اس لیے اُن کی بیان کی ہوئی روایت معتبر نہین ہوسکتی۔

ان راویون مین سے بعض کی نسبت شیعہ ہونے کی وجہ سے جرح کی گئی ہے گو ہمارے نزدیک صرف شیعہ ہونا وجہ کافی جرح کی نہو لیکن ایسے موقع مین جس مین یہ حدیثین مذکور ہوئی ہین کوئی حدیث جو کسی فریق کے طرفدارنے اُس فریق کے حق مین شہرت دی ہو۔ قابل اعتماد نہین ہوسکتی اور اسی وجہ

سے ہماری دانست مین وہ حدیثین جو شیعون نے بنی فاطمہ و بنی عباس کی نسبت مشہور کی تھین اعتماد کے لائق نہین۔

معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے مین بھی جب کہ سب واقعات ہو رہے تھے اور یہ حدیثین پھیل رہی تھین ایسے بھی لوگ تھے جو مہدی کے منکر تھے کیونکہ اُس وقت ایک حدیث بنائی گئی تھی کہ جو شخص مہدی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر اُس وقت مین منکرین مہدی موجود نہ ہوتے تو اس حدیث کے بنانے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور وہ حدیث یہ ہے۔

فوائد الاخبار مصنفہ ابی بکر العسکاف مین جابر سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ

عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کذب بالمہدی فقد کفر ومن کذب بالدجّال فقد کذب فوائد الاخبار لابی بکر العسکاف

رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی جھٹلاوے مہدی کے ہونے کو وہ کافر ہو گیا اور جو جھٹلاوے دجال کے ہونے کو وہ جھوٹا ہو گیا۔

مگر یہ حدیث بھی محض جھوٹی اور وضعی ہے ابن خلدون نے لکھا ہے کہ۔

حسبك هذا غلوّ واللہ اعلم بصحۃ طریقۃ الی مالك ابن انس علے ان ابی بکر العسکاف عندھم

یہی بات کافی ہے کہ یہ نہایت غلو ہے اور خدا ہی اس حدیث کی صحت کے طریق کو مالک بن انس تک جانتا ہوگا علاوہ اسکے یہ بات ہے کہ ابو بکر اسکاف اہل حدیث کے

متہم وضاع (ص ۲۶۱)	نزدیک متہم ہے اور بہت بڑا جھوٹی حدیثین بنانے والا ہے۔

یہ تمام جھگڑے تو بنی فاطمہ اور بنی عباس کے تھے جو اپنے تئین مستحق خلافت سمجھتے تھے۔ مگر اُس مین بعض اُستاد اور کو دپڑے اور اُنھون نے ایک لفظ حدیث مین بدل کر اُمتی کا لفظ داخل کردیا تاکہ المہدی کا پیدا ہونا صرف بنی فاطمہ یا بنی عباس پر موقوف نہ رہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

(۱۹) (زید العمی) عن ابی سعید الخدری قال سألنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فی امتی المہدی یخرج یعیش خمسا او سبعا او تسعا فیجیئ الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی قال فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ (ترمذی ص ۳۱۵) ومثل ہذا فی ابن ماجہ (ص ۳۰۹)	ابو سعید خدری نے کہا کہ ہم نے رسول خدا صلعم سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ میری اُمت مین مہدی ہوگا وہ خروج کرے گا اور پانچ برس یا سات برس یا نو برس جیتا رہے گا پھر اُس کے پاس ایک شخص آوے گا اور کہے گا اے مہدی مجھے دو حضرت نے فرمایا کہ پھر مہدی اُس کو دونون لپین بھر کر اُس کے کپڑے مین ڈالے گا جس قدر وہ اُٹھا سکے۔

یہ حدیث، تو ترمذی کی ہے اور اسی طرح کی ایک حدیث ابن ماجہ مین ہے اور اُس مین بھی اُمتی کا لفظ ہے مگر اُن دونون حدیثون مین زید العمی ایک راوی ہے جو نا معتبر ہے اور اسی سبب سے یہ حدیث مردود ہے ابن خلدون

نے لکھا ہے کہ۔

(زید العمی) قال فیہ ابو حاتم ضعیف یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ وقال یحیی بن معین فی روایۃ اخری لاشیئ وقال مرۃ یکتب حدیثہ وھو ضعیف وقال ابو زرعۃ لیس بقوی واھی الحدیث وقال ابو حاتم لیس بذلک وقد حدث عنہ شعبۃ وقال النسائی ضعیف (ص ۶۳ و ۲۶۴)

ابو حاتم نے اُس کے حق مین کہا ہے کہ اُس کی حدیث ضعیف ہے لکھ لی جاسے اور سند نہ پکڑی جاسے اور یحیی بن معین نے ایک دوسری روایت مین کہا ہے کہ وہ کچھ چیز نہین ہے اور مرہ نے کہا ہے کہ اُس کی حدیث اور وہ تو ضعیف ہے اور ابو زرعہ نے کہا ہے کہ وہ قوی نہین ہے واہی حدیثین کہتا ہے اور ابو حاتم نے بھی یہی کہا ہے وہ تو ایسا نہین ہے اور شعبہ نے اس سے حدیث روایت کی ہے اور نسائی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

اس حدیث کی بدولت دنیا مین بڑے بڑے کام ہوے بہت سے لوگون نے بلالحاظ اس بات کے کہ وہ بنی فاطمہ مین یا بنی عباس صرف اُمتی ہونے کی دلیل سے مہدویت کا دعوا کیا اور کبھی زیادہ اور کبھی کم لوگ اُن کے معتقد ہوگئے۔ یہان تک کہ ایک فرقہ مہدویہ قائم ہوگیا جن کا اعتقاد یہ ہے کہ مہدی موعود آیا اور گذر گیا شیخ مبارک ابو الفضل کا باپ بھی مہدویہ فرقہ مین سے تھا۔

مگر جب کہ عام لوگون نے دیکھا کہ جن لوگون نے مہدویت کا دعویٰ کیا اُن کے آنے سے دنیا مین وہ تبدیلیان واقع نہین ہوئین جن کے ہونے کی وہ توقع کرتے تھے تو اُنھون نے مہدی موعود کا آنا دنیا کے خاتمہ ہونے کے قریب قرار دیا اور دجال کے پیدا ہونے اور حضرت مسیح کے آسمان پر سے اُترنے کے زمانے سے مہدی موعود کے ہونے کا زمانہ ملا دیا اور اُسی پر اب عام مسلمانون کا اعتقاد ہے مگر ہمارے اس آرٹکل سے ظاہر ہوگیا ہوگا کہ مہدی کے آنے کی کوئی پیشین گوئی مذہب اسلام مین ہے ہی نہین بلکہ وہ سب ایسی ہی جھوٹی روایتین ہین جیسے کہ دجال اور مسیح کے آنے کی۔

شیعون نے اُس سے بڑھکر کام کیا وہ یہ اعتقاد کرتے ہین کہ مہدی پیدا ہوے جب اُن کی عمر دو ڈھائی برس کی ہوئی تو فرشتے اُن کو اُٹھا لیگئے اور ایک غار مین چھپا رکھا ہے۔ گو سیکڑون برس گذر گئے مگر وہ اُس غار مین زندہ موجود ہین۔ اور چھپے ہوے بیٹھے ہین۔ جب دُنیا آخر ہونے کو ہوگی تو وہ نکلین گے اور دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دین گے اور آخر زمانہ کے امام اور مہدی ہون گے۔

امام کے معنی پیشوا کے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ اول اول یہ لقب ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے اختیار کیا تھا۔ کیون کہ اُس وقت اُن کو ملک پر کچھ حکومت نہ تھی اور اس لیے خلیفہ یا امیر کا لقب اختیار نہین

کر سکتے تھے پس بہ اُمید آئندہ امام کا لقب اختیار کیا تھا جب ہی سے پیشوایان دین کو یہ لقب ملنے لگا چنانچہ دوازدہ امام کا (جن میں سے بارھوین شیعون کے مذہب کے موافق امام مہدی ہین جو غائب ہو گئے ہین) اسی وجہ سے امام لقب ہوا ہے" انتھی کلامہ

اس سے تم نتیجہ نکال سکتے ہو کہ **مہدی سوڈانی محض جھوٹا مہدی** ہے جیسے اور سیکڑون دعوے مہدویت کر کر گذر گئے یہ بھی چند روز مین گذر جاوے گا*

اور مصر مین جو کچھ کامیابی اس مہدی سوڈانی کو ہوئی ہے وہ اس سبب سے نہین ہوئی کہ وہ درحقیقت سچا مہدی ہے بلکہ اس سبب سے کہ عوام نے اُس کو ایسا خیال کر لیا ہے اور بقول **مسٹر بلنٹ** کے عرب او مصر مدت سے ایسا تیار بیٹھا تھا کہ جب کوئی مذہبی ادنی سی تحریک ظہور مین آوے تو اُن کے دلون مین فوراً اسی طرح جوش رفارمیشن اور آزادی کا مشتعل ہو جاوے جس طرح بھس مین چنگاری پڑنے سے وہ بھڑک اُٹھتا ہے یہان اس بارے مین زیادہ مفصل تقریر کرنی بے محل ہوگی اس واسطے اسی مختصر پر اکتفا کیا۔

---

* ہماری پیشین گوئی بہت جلد ظہور مین آئی۔ ہماری اس پیشین گوئی سے تھوڑی مدت کے بعد مہدی سوڈانی چل بسا۔ مصنف

عاقل کے لئے اشارہ بس ہے

پس سوچ لو کتنے دھوکہ مین ہو تم اور تمھارے ساتھی جو جھوٹی روایتون پر تکیہ کرکر مہدی کے ظہور کی توقع پر بے حس وحرکت بیٹھے ہوے ہو اور جو کچھ تم کو اپنی تہذیب اور ترقی کے واسطے کرنا چاہیئے اُس سے بے فکر ہو۔

تم سید کی تحریرون سے دیگر ذریعون سے اور خود اپنے مشاہدہ سے دیکھتے ہو کہ شتر سوارون کی ڈاک کیا تھی اور تار برقی کیا ہے۔

تم دیکھتے ہو بہلی کی سواری کتنی دیر مین کتنی دور لیجاتی ہے اور ریل کی سواری اُتنی ہی دیر مین کہان سے کہان اور کس آرام سے پہونچاتی ہے

تم دیکھتے ہو کہ چیپ ہیٹ اور رتھ مین کیا فرق ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ لیمپ کے آگے چراغ کا چراغ گل ہوگیا ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ تمھاری طب مین تشریح کس درجہ غلط ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ برقی اور گیس کی روشنی سرسون کے تیل سے بدرجہا اولی ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ بندوق اور توپ کے آگے تیر و تلوار کی کیا حقیقت ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ راجرس کے چاقو کے آگے تمھارے پانی پت کی کارد کیسی کند ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ لٹھے اور نین سکھ کے آگے تمھارا گزی گاڑھا اور چونسی

پھنسی کیسی ذلیل ہین۔

تم دیکھتے ہو کہ ظروف چینی کے آگے تمھارے ظروف گلی کیسے بھونڈے ہین

تم دیکھتے ہو کہ دریاؤن پر ریل کے آہنی پُل بہ نسبت کشتی کے کس سہولت

سے انسان اور حیوان کو عبور کرا دیتے ہین۔

تم دیکھتے ہو کہ اسٹیمر اور ریل کے ذریعے سے مکہ معظمہ کا حج اب کیسا آسان

ہو گیا ہے اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک جو ریل نہین ہے اس واسطے

زوّارین کو کس قدر تکلیف ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ مدارس کے لڑکے جغرافیہ۔ ریاضی۔ اقلیدس اور مساحت

مین وہ ید طولی رکھتے ہین کہ تمھارے کسی مولوی قبلہ و کعبہ کو اُن کے مقابلہ

مین ایک حرف بھی نہین آتا۔

تم دیکھتے ہو کہ بے آن کہ داؤد علیہ السلام کا معجزہ اُن کا مؤید ہو۔ یورپ

کے آہن گر لوہے کو موم کی طرح پگھلا رہے ہین۔

تم دیکھتے ہو کہ دوربینون کے ذریعے سے یورپ کے عالم عالم بالا کی سیر

اس طرح کر رہے ہین جس طرح تم سیربین کے ذریعے سے اُس کے اندر کی

چیزین دیکھتے ہو۔

تم دیکھتے ہو کہ بیلون (غبارہ) ہوا مین کیا کام دیتا ہے۔

تم دیکھتے ہو کہ فرینکلن کے تلامذہ برق کو تکل کے ذریعے سے آسمان

ہین سے زمین پر اُتار لاتے ہین اور اُس سے اس طرح دل بہلاتے ہین
جس طرح تم تپنگ بازی سے دل بہلاتے ہو۔

تم دیکھتے ہو کہ مدرستہ العلوم تمھارے ٹٹیا بھوس مدرسون سے بدرجہا
فائق ہے۔ اُس کا بانی لائق ہے۔ ہر دانا اُس مین اپنے بچے بھیجنے کا شائق
ہے۔ مگر قربان جائیے تمھارے جہل مرکب کے۔ باوصف اِن مشاہدات کے
تم بدیہات سے منکر ہوا ور اپنے بوسیدہ یونانی علوم قدیمہ کو ہنوز بہتر
جانتے ہو!!!

تم تار برقی کے قائل ہی نہین۔ تم کہتے ہو کہ یہ تار کا تمنا سب دکھانے
کا ہے دراصل جنات کے ذریعے سے خبر منگا دیتے ہین!!!

ریل کی سواری کو تم بدعت جانتے ہو تمھارا خیال ہے کہ وہ اس واسطے
بنی ہے کہ جب دجال ساری دنیا مین پھرنا چاہے تو اُس پر سوار ہو کر پھر
جائے گویا یہ دجال کی سواری ہے!!!

جیرسٹ کو تم فرعون کی گاڑی کہتے ہو۔

لیمپ کو اس واسطے بے مصرف تصور کرتے ہو کہ اُس پر جب تم فلیتے
جلاتے ہو تو جنات حاضر نہین ہوتے۔ چراغ پر تم فلیتے جلاتے ہو تو وہ حاضر
ہو جاتے ہین!!!

انگریزی تشریح اجسام کو تم حرام قطعی جانتے ہو کہ وہ انسان کے مُردے

پھاڑ پھاڑ کر ثابت ہوئی ہے تمھاری مرزائی تشریح حلال ہے کہ بندرون کی لاشین پھاڑ پھاڑ کر اس کا اثبات ہوا ہے۔!!!

گیس اور برقی روشنی سے تم کہتے ہو کہ رات دن ہو جاتی ہے اور یہ خلاف منشاے خالق لیل ونہار ہے کہ اُس نے فرمایا ہے۔

وجعلنا الیل لباساً وجعلنا النہار معاشاً[1]

تمھارا خیال ہے کہ جہان غازیون نے تلوار ہاتھ مین لے کر یک بارگی حملہ کیا توپ وتفنگ سب دھری رہ جاتی ہین۔ جو اُڑ گئے سو اُڑ گئے پھر جھپٹ جا کے توپ کے مُنھ مین ہاتھ دے دیا۔!!!

تم کہتے ہو کہ اگرچہ راجرس کا چاقو اچھا ہے مگر جیسا سروتا چھالیہ کترنے کا پانی پت والے بناتے ہین ویسا راجرس نے ابھی تک نہین بنایا!!!

گزہی گاڑھا اور چونسی پہنسی تم کہتے ہو ہم کو اس واسطے پیاری ہین کہ جس کا کپڑا موٹا اُس کا ایمان موٹا۔!!!

ظروف چینی سے تم ظروف گلی کو اس واسطے زیادہ پسند کرتے ہو کہ چینی کے برتن کی پاکی یا ناپاکی کی نسبت تم سے کوئی مسئلہ پوچھنے نہین آتا۔ اگر وہ ناپاک ہو جاے تو جہان دھویا پاک ہو گیا برعکس اس کے مٹی کے ظروف کو کتا وغیرہ گندہ کر جاوے تو اُس کے پاک کرنے واسطے چند شرائط زائد مقرر ہین۔

---

[1] رات کو تمھارے لیئے لباس اور دن کو تمھارے لیئے معاش بنایا۔

جب تک وہ تم سے لوگ نہ پوچھین اُس ظرف کو پاک نہین کر سکتے !!!
تم کہتے ہو کہ دریاؤن کے آہنی پلون سے ہمیشہ کشتی ہی اچھی ہے۔ اگر وہ بھنور
مین پڑکر ڈوبنے لگے اور ایک دو غوطے کھاوے تو لگے ہاتھون اُسی وقت ہمارا
غسل طہارت بھی ہو جاتا ہے۔
تمھارا خیال ہے کہ اگر اسٹیمر اور ریل کے ذریعے حج کرنے جائین تو وہ خلاف
سُنت ہے اس لیئے ثواب ہی نہین ہوتا۔ ثواب تو تمھارے نزدیک اسی مین ہے
کہ حاجی اتنی صعوبتین راہ مین اُٹھاوے کہ پھر جیتا پھر کر نہ آوے !!!
تمھارا خیال ہے کہ اگر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک راستہ مین بدو زائرین کو
نہ لوٹین تو وہ مستوجب ثواب ہی نہ ہون !!!
تمھارا خیال ہے کہ جغرافیہ۔ ریاضی۔ اقلیدس۔ مساحت سب بازیچہ طفلان
ہین مولویون کو اُن مین شغل رکھنے سے شرم آتی ہے !!!
تمھارا خیال ہے جو لوہا آج کل ڈھالا جاتا ہے یہ لوہا ہی نہین ہے مٹی ہے
ڈھیٹ بندی کے ذریعے سے مٹی لوہا دکھائی دینے لگی ہے !!!
تمھارا خیال ہے کہ اجرام علویہ کے مشاہدہ کے واسطے ہم کو دوربینون کی
حاجت نہین شمس تبریز کی طرح ہم جب چاہین شمس کو سوا نیزے پر بلالین
جسے چاہین۔

اُقتل یا مریخ

کہہ کر قتل کر ڈالین !!!

تمھارا خیال ہے کہ جو کام انگریز غبارون سے لیتے ہین وہ ہم اپنے کھڑاؤن سے لیتے ہین - ہم جب کھڑاوین پہن لین جہان چاہین طرفۃ العین مین اڑکر چلے جائین !!!

تمھارا خیال ہے کہ فرنکلین کی کسی حکمت سے برق زمین پر نہین آئی تھی وہ تمھارے معشوق برق وش کے قدم چومنے کے واسطے آئی تھی چنانچہ تمھارا شعر بھی اس کا مصداق ہے -

تعریف کہان تک مین کرون اپنے صنم کی
بجلی بھی قدم چوم کے جا عرش پہ پہونچی

تمھارا خیال ہے کہ مدرسۃ العلوم اُس مکتب سے بھی بُرا ہے جس مین تمھارے ملا کو دو روپیہ مہینا اور دو وقت کی روٹی ملتی ہے - تم کہتے ہو کہ ملا کے رکھنے سے ہم کو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ ملا کے ہوتے ہم کو ڈیوڑھی پر دربان رکھنے کی ضرورت نہین رہتی - پھر تمھارے نزدیک مدرسۃ العلوم مین اُن علوم وفنون کی تعلیم ہوتی ہے جن کے نتائج پر ابھی تم نے فرداً فرداً لے دے کی ہے !!!

سبحان اللہ جہل مرکب ہو تو ایسا ہو تمھارے ذہن مین جو واہی خیال بیٹھ گئے ہین وہ صحیح ہین - جو سچے علوم وفنون کے ذریعے سے معلوم ہوئے ہین وہ ہیچ ہین - اس سے تو آپ ابو جہل سے بھی بڑھ کر نکلے وہ جہل کا

بلوا تھا تم اُس کے بھی باوا ہوئے۔

مولوی صاحب! تم نے اپنے جہل مرکب کا حال سُنایہ

مشتے نمونہ از خروارے

ہے اب بھی تم کو تعجب ہوگا کہ تمھارے جہل مرکب کا وزن سولہ من بیس سیر کیوں نکلا؟

راوی - مولوی صاحب کہتے ہیں میں اپنے جہل مرکب کی توضیحات سُن کر ازبس چکرایا۔ کئی گھنٹے تک دورانِ سر رہا جو خیال آیا چکر کھا کر نکل گیا بہت دیر تک احساس اور تعقل سے معطل رہا۔ آخر ش سکتہ کا سا عالم طاری ہوا۔ یہ میرا حال زبون دیکھکر میرے گواہوں کو مجھ پر رحم آیا انھوں نے کہا۔

"مولوی صاحب! لو اس وقت تم جاؤ۔ تم زیادہ طاقت اپنے حالات وحشت سمات سُننے کی نہیں رکھتے۔ کل کہو گے تو اور سُنا دیویں گے۔

م - دوسرے دن جب ذرا مجھے افاقہ ہوا تو میرے گواہان حاضر ہوے اور کہا۔

بیان ریا

گواہان - مولوی صاحب! تم کو یاد ہوگا کہ کیمیکل اگزامنران چیف نے تم کو یہ بھی کہا تھا کہ ان گواہوں کو۔

ولا تکتموا الشھادۃ

بھی یاد دلا دو۔ وہ آیت ہم نے یاد رکھی ہے اور گو ہماری شہادت تمھارے
برخلاف پڑے مگر ہم حق کہنے سے باز نہین رہتے سُنو تمھاری دینی سرگرمی
مین جس قدر جزو ریا کا ملا ہوا ہے اتنا کسی اور شے کا ملا ہوا نہین ہے بھلا تم
ہی کہو جب نواب شمس الاسلام کے یہان تم وعظ کہنے گئے تو محض ریاکاری
کے سبب سے تم نے کھانا وہان کم کھایا تھا یا کچھ اور وجہ تھی اور جب بعد وعظ
کے گھر مین آئے تھے تو کھانا بیویون سے آتے ہی کیون مانگا تھا۔

تم کو یہ بھی یاد ہو گا کہ تم نے بہ سال ہاے مختلف غارون مین چلے اس
نیت سے کھینچے تھے کہ جو جو ریاستین ہم کو جاگیرین اور علوفے دیتی ہین اُن
کا حسنِ ظن ہماری نسبت اور بڑھ جاے بلکہ یقین آ جاے کہ ایسے چلّہ کش قرص
کی دعا سے ہماری ریاستین صرصرِ حوادث سے مصئون و محفوظ رہین گی۔

تم نے چلّہ کشی کے زمانے مین خلقت پر یہ ظاہر کیا تھا کہ ہم نے ترک حیوانات
کر دیا ہے اور تقلیل غذا کر کے کرتے ایک چھوارے اور ایک گھونٹ پانی پر
آ رہے ہین مگر نعمت یا ور چی کو خفیہ حکم دے رکھا تھا کہ دونون وقت اقسام
اقسام کے اطعمہ لذیذ تیار کر کرا در لوگون کی آنکھ بچا کر ہم کو غار مین کھلا آیا کرے
شہرت تو تمھاری نسبت یہ تھی کہ چلے مین تم ہر وقت خدا سے لو لگائے
ہوے ہو۔ دنیا و مافیہا سے خبر نہین رکھتے ہو مگر وہ حبیب طار جس سے تم
نے چلّہ کشی کے زمانے سے چند یوم پیشتر نکاح کیا تھا ہر وقت تمھارے

دل مین بسی ہوئی تھی چند یوم تم نے صبر کیا آخر کہا۔

کمان ابرو مرے گھر کیون نہ آدین
کہ جن کے واسطے کھینچے ہین چلّے

آخر بارہین تم نے اُس کو بلوا ہی بھیجا اور مشہور کر دیا کہ میان بیوی دونون چلّے پڑے ہین۔ ہم نے کہا نہین۔ یہ انگریزون کی طرح

ہنی مون

اُڑا رہے ہین کہئے یہ سچ ہے یا نہین۔

پھر جب اسلام آباد مین تم نے عید کی نماز نواب شمس الہدیٰ صاحب اور اُن کی رعایا کو پڑھائی تو اللہ اکبر سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تک تم کو ہر وقت یہی خیال رہا یا نہین کہ آج نواب صاحب اتنا کچھ دیوین گے کہ جو بارہ دری سنگ مرمر کی ہم نے شروع کی ہوئی ہے وہ بوجہ احسن اُس سے تیار ہو جائیگی عید کی نماز کا کیا ذکر ہے تمھاری کون سی نماز ایسی ہوتی ہے جس مین نیت باندھتے ہی تمھارا دل آشیانہ بھولے ہوے کبوتر کی طرح بھٹکتا نہین پھرتا۔ تم لوگون کو۔

لاصلوٰۃ الا بحضور القلب

اور شیخ کا یہ شعر سنا یا کرتے ہو۔

نہ دیکھا سجدہ مین جس نے ترا رُخ ... مین کہتا ہون نماز اُس نے قضا کی

مگر حضور قلب اور جمال یار کی تجلی دیکھنے کی کوشش کبھی تم نے نہین کی تم خلق اللہ کو دکھاتے ہو کہ عبادت زہد اور ریاضت مین مین مشغول ہون اور سوائے یاد الٰہی کے اور کچھ مجھ کو کام نہین۔ مگر باطن مین جو جو منصوبے تم باندھتے رہتے ہو اُن کا ذکر کھلم کھلا کرتے ہوے شرم آتی ہے۔ تم اُس لالچی ریاکار جاٹ کی نسبت کیا کہتے ہو جس کو ایک نمازی نمبردار نے کہا تھا کہ اگر تو چالیس یوم برابر نماز پنجگانہ پڑھے تو اکتالیسوین دن مین تجھ کو ایک بھینس دون گا جب چالیس دن ہو گئے تو جاٹ نے نمبردار سے بھینس مانگی۔ اُس نے کہا کہ مین نے تجھے صرف نیک عادت ڈلوانے کے واسطے یہ لالچ دی تھی ورنہ دراصل میرا ارادہ تجھے بھینس دینے کا نہین تھا۔ اس پر جاٹ نے کہا تو خیر کچھ مضائقہ نہین۔ یہان یارون نے بھی اس عرصہ مین نماز بے وضو ہی ٹرخائی تھی۔ تم سوچو حقیقت مین تمھارا حال اُس جاٹ سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔

"عاقلان خود مے دانند"

بے شک ہم نے تم کو شفیع کے یہ شعر مجالس صوفیہ مین اکثر پڑھتے ہوئے سُنا ہے۔

جو دل سے سامنے تیرے جھکا ہے ادا اُس نے نمازِ بے ریا کی

تجھے ملتا نعیم و خلد زاہد نہوتی بُو اگر تجھ مین ریا کی

ہمیشہ دل کا رخ ہے تیری جانب یہ ہے خانہ جنت اُس قبلہ نما کی

مگر تم نے ان اشعار کے موافق باطن مین اپنا شعار نہین بنایا ظاہر مین لا ریب تم خاشع خاضع۔ زاہد۔ پرہیزگار۔ عابد۔ متقی۔ صوفی۔ عارف۔ سالک دکھائی دیتے رہے۔ لیکن باطن مین تم کچھ اور ہی تھے مثل مشہور ہے۔

"ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور"

ظاہر مین تم نے اپنے آپ کو اچھا دکھلا کر اپنے تئین خلقت سے اچھا کہلوایا اس ظاہرداری کی یہ جزا تھی جو تم کو یہان مل گئی۔ اب خدا کے پاس تمھارے لیئے کوئی جزا نہین۔ وہ ظاہرداری اور ریاکاری سے خوش نہین ہوتا وہ ظاہر و باطن کی پاک صافی سے خوش ہوتا ہے مگر تمھارا ظاہر اور ہے اور باطن اور ہے۔

مذہب اسلام کی اور خوبیون سے ایک یہ بھی خوبی ہے کہ اس مین ظاہر اور باطن دونون طرح کی عبادت ہے مگر ظاہر مین تو تم نے وہ غلو کیا ہے کہ اگر تم کو یہود ہذہ الامۃ کہا جاے تو کچھ بے جا نہین ہے۔ ظاہر مین تم نے استنجا کیا۔ طہارت کی۔ وضو کیا۔ غسل کیا۔ مگر باطن مین تم نے گندہ خیالات سے اپنے دل کو کبھی پاک نہ کیا۔ تم ظاہر مین زمین پر سجدہ مین جھک گئے باطن مین تمھارا دل فرعون کی طرح سرکشی پر قائم رہا اور یہ شعر عراقی کا تم پر صادق آیا۔

بہ زمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد

کہ مرا خراب کردی تو ازین سجدۂ ریائی

تم نے اپنا ظاہر فرشتون کا سا بنا لیا مگر باطن بدستور شیطانون کا سا رکھا

تمھارا ظاہر کشمیر کے میوہ گلاس نامی کی طرح شفاف نظر آیا۔ لیکن تمھارا باطن گولر کا سا باطن نکلا۔ جہان تم نے کسی کو اعمال ظاہری مین ذرا سست پایا فی الفور۔

نقد کفر

کہہ دیا مگر افسوس کہ اپنے باطن کی سستی پر تم نے غور کر کر کبھی اپنے آپ کو کافر نہ ٹھہرایا۔ تم نے ضرور کسی سے زنا نہین کیا۔ تم نے ضرور کسی کی چوری نہین کی۔ تم نے ضرور کبھی خون ریزی نہین کی۔ تم نے ضرور مے خواری نہین کی۔ مگر وہ کون سی پری رو تھی جس کو دیکھ کر تمھین پھریری نہین آئی۔ وہ کون سا مال تھا جس کی نسبت تمھین ہضم کر جانے کا خیال نہ آیا۔ وہ کون سا دشمن تھا جس کے مار ڈالنے کی خواہش تمھارے دل مین پیدا نہوئی۔ وہ کون سا دن تھا کہ تم اپنی پارسائی کے نشہ مین مست نہین رہے۔ باطن مین بھی اگرچہ تمھارا دنا اور شور وغل بہت کچھ ہے مگر ڈھول کی طرح سے خالی ہو۔

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ
بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ
روے طمع از خلق بپیچ ار مردی
تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ

تم گلستان بھی بھول گئے۔

دلقت بہ چہ کار آید و تسبیح و مرقع
خود را ز عملہائے نکوہیدہ بری دار
حاجت بہ کلاہِ برکی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار

اور سنو۔

در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش
تاج بر سر نہ و علم بر دوش

ہمیں تمھاری ریاکاری پر ایک اور افسوس آتا ہے کہ سید احمد خان صاحب جو تدبیریں بتاتے ہیں۔ باطن میں تم اُن سے دلی اتفاق کرتے ہو جب کوئی حامی سید احمد خان صاحب کا موجود نہ ہو تو انھوں کے سامنے دبے داتوں اُن تدابیر کی خوبی بھی قبول کر لیتے ہو۔ مگر ظاہر میں لوگوں کے خوش رکھنے کے واسطے اُن تدبیروں کی مزاحمت کرتے ہو ہمیں خیال تھا کہ جو ظاہر میں مانے اور باطن میں نہ مانے وہ ریاکار ہوتا ہے مگر سید احمد خان صاحب کے طفیل سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو باطن میں مانے اور ظاہر میں نہ مانے وہ بھی ریاکار ہے شاید اسی واسطے اقرار لسان کو تصدیق قلب پر مقدم رکھا ہے

اَلْاِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَالتَّصْدِیْقُ بِالْقَلْبِ

یعنی اقرار تو زبان سے [illegible]۔

پہلے منافقون کی یہ تعریف تھی۔

يؤمنون باللسان وينكرون عن القلب[1]

اب یہ بھی اُن کی تعریف مین داخل ہے۔

يؤمنون بالقلب وينكرون عن اللسان[2]

جب سید احمد خان صاحب کا لکچر پہلے گورکھپور مین اور یہ سال گذشتہ لاہور مین سُنا تو تم پر وہ اثر ہوا کہ تم نے کھڑے ہوکر اُن سے اُس پچھلی مخالفت کے واسطے معافی مانگی اور چندہ بھی مدرسۃ العلوم کے واسطے تحریر کردیا۔ مگر جب لوگون نے تمھارے اس فعل پر لے دے کی اور تم کو یہ ظاہر خاطرِ عوام عزیز ہوئی تو تم نے سید احمد خان صاحب اور چندے کے بارے مین وہی کہا جو منافقون نے اپنے دوستون سے کہا تھا۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ

ترجمہ جب ایمان دارون سے ملتے ہین تو کہتے ہین ہم ایمان لے آئے ہین جب بہکانے والون سے

---

[1] زبان سے مانتے ہین دل سے نہین مانتے۔

[2] دل سے مانتے ہین زبان سے نہین مانتے۔

ملتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین (مسلمانون سے) ہم صرف ٹھٹھا کرتے ہین۔

راوی۔ مولوی صاحب اپنی ریاکاری کے متعلق یہ کی سن کر شل تصویر ساکت رہے عرقِ انفعال کا جبین بیبین پر وہ زور ہوا کہ سجدہ کے گھٹے پر سے اُچھل کر پیشانی کے خطوط متوازی کی نہردن مین سے بہنے لگا اور اُس سے دریائے نیل کی آب شاردن کی صورت آنکھون مین پھر گئی تھوڑی دیر کے بعد مولوی صاحب نے ایک آہِ سرد سینۂ پُر درد سے کھینچی اور یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا۔ شفیع

تجھے ملتا نعیم و خلد زاہد
نہوتی بو اگر تجھ مین ریا کی

یون تو مولوی صاحب نے یہ شعر ہزارون دفعہ بیشتر پڑھا ہوگا مگر اُس وقت جس سچے دل سے پڑھا وہ اُن کا دل اور سُننے والے کا دل جانتا ہے ابھی یہ شعر مولوی صاحب کے مُونھہ سے پورا نہ نکل چکا تھا کہ گواہون نے پھر سلسلۂ سخن کو یون ہلایا۔

گواہان۔ مولوی صاحب! ہم تمھاری ریاکاری کے داستان کہان تک کہے جا دین۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ

"اگر درخانہ کس ست حرفے بس است"

اب تم اپنی طمع کا حال سنو۔

بیان طمع

مگر اس مطلب کو تمہارے ذہن نشین کرنے کے واسطے اول تم کو بتلانا چاہیے کہ دنیا میں جتنے کاروبار اور پیشے ہوتے ہیں وہ دو وجہ سے خالی نہیں۔

(۱) یا تو اُن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ عشرت و آرام کے سامان مہیا ہوں۔

(۲) یا یہ کہ محتاجی پاس نہ پھٹکنے پاوے۔

اگر یہ دونوں اغراض نہوں تو دنیا کے سب کاروبار بند ہو جائیں۔ آوارگی زندگی سلاتھہ[1] کی سی زندگی ہو جاوے۔

پھر یاد رکھو کہ جب عیش و آرام کا خیال بہت بڑھ جاوے تو وہ عیاشی کی صورت پکڑ لیتا ہے اور جب محتاجی کی فکر زیادہ ہو جاوے تو وہ طمع کی صورت قبول کر لیتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عیاشی سے طمع اور طمع سے عیاشی پیدا ہوتی ہے۔ پوچھو وہ کیونکر۔ سنو ہم بتاتے ہیں۔

عیاشی کی ترقی کی کوئی حد نہیں ہے اس کے واسطے قارون کا خزانہ کافی نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ کسی انسان کا اپنا اندوختہ کافی ہو۔ انسان عیاشی

---

[1] ایک جانور ہے جو ہمیشہ سوتا رہتا ہے۔

جون جون کم مایہ یا محتاج ہوتا جاتا ہے اُس کی نظر دوسرون کے مال پر پڑتی جاتی ہے وہ چاہتا ہے کہ سب کا مال و دولت مجھے مل جاوے تا کہ مین خوب گلچھرے اُڑاون۔

کبھی طمع سے عیاشی اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ طمع کا قاعدہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر تنگی کرتا ہے۔ اپنا پیٹ کاٹتا ہے نہ اچھا کھاتا ہے نہ اچھا پہنتا ہے نہ دن کو آرام کرتا ہے نہ رات کو سوتا ہے جو ہو سکتا ہے پس انداز کرتا چلا جاتا ہے کبھی یہ طمع یہان تک غلو کرتی جاتی ہے کہ اورون کے مال پر ہاتھ پھیرتا ہے اور اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتا ہے اور جب اس طرح سے سب کچھ جمع کر لیتا ہے تو دفعتاً ایک آنکھین کھل جاتی ہین۔ اپنی غلطی پر متنبہ ہوتا ہے اور بجاے اس کے کہ سوچ سمجھ کر اندوختہ سے مستفید ہو۔ یہ رباعی مستزاد پڑھتا ہے۔

اے خواجہ یقین بدان کہ خواہی مُردن – کردیم خبر
جز یک کفن دگر نہ خواہی بُردن – از نعمت و زر
فردا کہ روی ازین جہانِ فانی – اے مردک خر
زن مال ترا بعیش خواہی خوردن – با شوے دگر

کبھی یہ دوسری رباعی ورد زبان کرتا ہے۔

این جملہ زر رفتگانِ این راہِ دراز
باز آمدہ کو کہ خبر گوید باز

آوے۔ ملاقات ہوئی تو اول عیاشی نے اپنی طبیعت کے خاصہ کے بموجب
خلوص دل سے صاف صاف یہ کہا کہ لڑائیان کرتے کرتے اب ہم تھک گئے
ہین۔ بہتر ہے کہ اب ہم ایک دوسرے کی دوستی کا بیڑا اٹھا دین۔ اگر تمھارا
بدذات وزیر تمھارے کان نہ بھرے اور تمھین ناحق کا خوف نہ دلاوے تو
کوئی وجہ نہین کہ آج سے ہمارے اور تمھارے درمیان کیون دوستی قائم نہ ہو
اِس کے جواب مین طمع نے کہا کہ آپ کا وزیر افراط نامی میرے وزیر
سے زیادہ بدذات ہے۔ وہ ہمیشہ عیش وعشرت کی ترغیب دیا رہتا ہے
مفلسی سے بچنے کے واسطے جس قدر احتیاط لازم ہے اُس کی پروا نہین کرتا
اصل حقیقت یہ ہے کہ جن اصول پر بادولت کی سلطنت کی بنا ہے اُس کی
بیخ کنی کرتا ہے۔

جب یہ گفت وگو دونوان بادشاہون کے درمیان ہوئی تو صلح کی غرض
سے اُنھون نے یہ صلاح ٹھہرائی کہ ہم مین سے ہر ایک اپنے اپنے وزیر
اعظم کو برخواست کردیوے جب وہ ایسا کر چکے تو جو جو اختلافات اُن
دونوان بادشاہون کے درمیان باقی تھے وہ بھی سب رفع ہوگئے۔ اور
اُنھون نے عہد کرلیا کہ آج سے ہم دونون ایک دوسرے کے دوست اور
معاون بن کر رہین اور آیندہ جو فتوحات ہون اُن کا حصہ برابر بانٹ لین
یہی وجہ ہے کہ ایک ہی انسان کے دل پر آج دو بادشاہون کی حکومت

ہے بے چارہ دو ظالمون کے بس مین آیا ہوا ہے۔ اب مولوی صاحب! تم دیکھو کہ تمھارے دل پران دونون کی حکومت ہے یا نہین۔ ایمان سے کہنا۔ ہم نے انصاف تمھین پر چھوڑا۔

بیان غرور

مولوی صاحب! تم نے اپنی طمع کا حال سُنا۔ اب غرور کا بھی حال سنو۔ بعض آدمی اپنے تئین اورون سے ہر امر مین بہتر سمجھتے ہین اور اس پندار سے اُن کے دل مین ایک قسم کا نشاط پیدا ہوتا ہے۔ اسی کو غرور کہتے ہین

اب تم اپنے ایمان سے کہو کہ تمھین اپنے علم۔ اپنی عبادت۔ اپنے نسب اپنے حسب کا زعم ہے۔ یا نہین۔ تم اپنے علم کے آگے سارے جہان کو جاہل سمجھتے ہو۔ تمھارا خیال ہے کہ جو حقائق اور معارف مجھ پر منکشف ہوے ہین وہ کسی پر آج تک منکشف ہوے ہی نہین۔ حالانکہ تمھارا علم جوگیون کے چند خیالات اور یونانی فلسفہ کی چند شطحیات سے بڑھکر نہین ہے۔ بھلا تم دور نہ جاؤ۔ اپنے ہی وجود پر خیال کرو اور ایمان سے کہو کہ تم نے اپنی حقیقت کا بھی سمجھ لی ہے۔ تم جان گئے ہو کہ یہ گورکھ دھندا کیا ہے۔ تم سمجھ گئے ہو کہ یہ معجون کن اجزا سے مرکب ہے۔

آدمی زادہ طرفہ معجون است

پھر تم اپنے وجود کی ساری باتون کو تو کیا جانوگے اتنا ہی بتادو کہ تمھاری روح کیا ہے اُس کا جسم کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

اچھا روح کا جھگڑا ہی جانے دو عالم امر مین تمھاری کہان رسائی ہوگی۔ تم یہی بتاؤ کہ عالم محسوسات مین جو مادہ چارون طرف تمھارے موجود ہے وہ کیا ہے۔ وہ عین خدا ہے یا غیر خدا۔ اگر عین خدا ہے تو جملہ اشیاے مادی اُس کی عین ہوئین۔ اگر غیر ہے تو کیا یہ خدا سے پہلے تھا۔ یا کیا یہ خدا کے ساتھ آن واحد مین موجود تھا۔ یا کیا یہ خدا کے بعد ہوا۔ اگر پہلے تھا تو خدا کا علۃ العلل و ازلی ہونا جاتا رہا۔ اگر خدا کے ساتھ آن واحد مین موجود تھا تو تقدم و تاخر جاتا رہا یکتائی اڑگئی دوئی قائم ہوگئی۔ اگر بعد مین ہوا تو بتاؤ یہ کہان سے نکلا عین خدا سے یا غیر خدا سے اگر عین سے خدا سے نکلا تو جملہ اشیاے مادی اُس کی عین ہوئین جیسا ہم نے پہلے کہا ہے اور اگر غیر خدا سے نکلا تو پھر وہی سوال آیا کہ وہ خدا کے ماقبل تھا یا ہم عہد یا مابعد۔

مولوی صاحب اس مین کچھ درفشانی کیجیے ہم بھی دیکھین آپ کو کتنا علم ہے۔

راوی۔ مولوی صاحب اس کو سُن کر گم صُم رہ گئے جواب نہ بن آیا یہ حال دیکھ کر گوا ہون نے کہا:۔

مولوی صاحب! تم نے اپنے علم کا حال دیکھا اسی علم پر تم کو غرور ہے کہ تم بال کی کھال نکالتے ہو۔ ہان جہل مرکب تم مین بہت ہے جس کا ذکر

اوپر ہو چکا ہے اور اگر اس پر کوئی فخر کر سکتا ہے تو اول نمبر تمھارا ہے جس قدر تم اترا و تھوڑا ہے۔

مولوی صاحب انھیں اپنی عبادت کا بھی بڑا گھمنڈ ہے لیکن اگر تم مطلع ہوتے کہ اس مین ریاکاری کتنی ملی ہوئی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا تو بجاے فخر کے تم عجز اختیار کرتے۔ تم کو یہ بھی یاد نہ رہا۔

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے

اگر لاکھون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا

تم یہ بھی بھول گئے کہ عبادت سے خدا کا مقصود یہ ہے کہ عابد فحش و منکر سے بچ جاوے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

ترجمہ۔ نماز بری باتون سے روکتی ہے

مگر تم ایمان سے کہو کہ فحش و منکر سے تم بچ گئے ہو ہمین اس مقام پر زیادہ تشریح کرنے سے شرم آتی ہے جو ہم تمھاری ریاکاری وغیرہ کے متعلق بیان کر چکے ہین تم اُس پر غور سے دھیان کرو اور سوچو کہ زہد و عبادت پر تمھارا گھمنڈ کیسا بے بنیاد ہے۔

تم ہزارہ تسبیح کے موٹے موٹے دانے کھٹا کھٹ پھیرتے جاتے ہو اور منھ سے کچھ بڑبڑاتے جاتے ہو۔ مگر دل تمھارا اسی طرح منتشر ہے جس طرح تمھاری تسبیح کا

ڈورا ٹوٹ جانے سے اُس کے دانے منتشر ہوجاتے ہین۔ بلکہ اصل پوچھو تو

"اللہ اللہ جنپا اور پرایا مال اپنا"

تمھاری تسبیح کا اصل اصول ہے یا یہ کہ۔

"تسبیح پھیرون کس کو گھیرون"

تم بھول گئے ہو کہ فرض بجا لانے کے بعد ابنائے جنس کی خدمت کرنی عبادت ہے۔ سعدی نے کتنا سچ کہا ہے۔

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح وسجادۂ ودلق نیست

مولوی صاحب! تم نسب پر بھی اتراتے ہو۔ بے شک بزرگون سے نسبت رکھنا خوش قسمتی کی دلیل ہے اور اُس پر شکریہ واجب ہے کہ بلا استحقاقِ سابقہ خلاق اکبر نے تمھین اچھے خاندان مین پیدا کیا اگر وہ تمھین کسی چوڑے چمار کے یہان پیدا کر دیتا تو تم کو کوئی موقع شکوہ کا نہین تھا۔

اور سُنو۔ مولوی صاحب! وہ شکریہ اس طرح ادا ہوتا ہے کہ ہم ایسے کام کرین کہ اُس خاندان کی عمدہ خصلتین ہم مین آجائین نہ یہ کہ ہم ایسے کام کرین کہ ننگ خاندان ہوجاوین۔

کتنا بے وقوف ہے وہ شاگرد جو اپنے اُستاد کو اچھا طبیب جان کر سب طرح کی بے اعتدالیون کی جرات کرے اور یہ خیال کرے جو بیماری آوے گی

اُس کو بیڑا اُستاد اچھا کر لیوے گا۔ مولوی صاحب تم کو یاد ہے کہ شیطان بھی اپنی نسبت پر بڑا اترا تا تھا وہ کہتا تھا۔

اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ

ترجمہ مین آدم سے اچھا ہون مجکو نار سے پیدا کیا ہے اُس کو مٹی سے

مگر اُس کا انجام جو ہوا وہ تم کو معلوم ہے۔

پھر تم اتنا تو سوچو کہ تمھاری پیدائش کس طرح ہوئی ہے۔ تم کیا سے کیا ہوے تمھاری شان مین ایک جگہ آیا ہے۔

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْـًٔا مَّذْکُوْرًا

اس کا ترجمہ جامی نے کیسا عمدہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے:۔

خداوندا ز ہستی سادہ بودیم

ز ہیم نیستی آزادہ بودیم

دوسری جگہ آیا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

ترجمہ انسان کو علق سے پیدا کیا ہے

تیسری جگہ آیا ہے۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَكْفَرَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ

ترجمہ۔ لعنت کردہ شد آدمی را چہ بلا ناسپاس دار است از چہ چیز آفریدش۔ از نطفہ منی آفریدش۔ پس اندازہ معین کردش باز راہ برآدش۔ باز می راندش۔ در گور کردش۔ باز وقتے کہ خواست زندہ سازدش

چوتھی جگہ آیا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ

ترجمہ خدا کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ اُس نے تم کو خاک سے پیدا کیا۔ پھر جب تم بشر بن گئے تو جابجا پھیل گئے

پانچویں جگہ آیا ہے۔

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ

ترجمہ تو نے آدمی کو مٹی سے پیدا کیا پھر اُس کی نسل آب

گنہگاروں سے ٹھہرائی۔

پھر حیف ہے کہ جس کی یہ اصل ہو وہ مغرور ہووے۔

مولوی صاحب تم کو یاد نہیں جب یہ آیت

وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ

نازل ہوئی تو رسول خدا صلعم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"بیٹی تم اپنے نسب پر نہ اترانا میں تمہارے کام"

"نہیں آنے کا۔ تمہارے اعمال تمہارے کام آویں گے"

جائے غور ہے کہ جہاں پیغمبر اپنی لخت جگر سیدۃ النساء سے یہ کہے کہ تم اپنے نسب پر نہ اترانا۔ نیک عمل کرنا۔ یا نہ کہ تم نسب پر اترانا۔ اور اس کے بھروسے دلیر ہو جانا گویا بیہودہ حرکت ہے۔

تم بھول جاؤ تو اس کا علاج نہیں مگر اصل یہ ہے کہ جس خیر البشر سے تم اپنے نسب کا فخر کرتے ہو اگر اس کی تم نہیں مانتے تو تمہارا نسب اس سے منقطع ہو جاتا ہے وہ تم سے اسی طرح بیزار ہو جاتا ہے جس طرح ناخلف پسر سے کوئی پدر بیزار ہو جاتا ہے۔ وہ تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا ہے جس طرح کہ باپ اپنے ناخلف بیٹے کو عاق کر دیتا ہے۔

جس آم کے درخت کو [illegible] پیوند [illegible] بے شک وہ آم کا درخت کہلاوے گا مگر وہ اس لائق نہ ہوگا کہ کوئی شخص اس کو [illegible] اسی طرح جو عالی نسب نیک بھی

نہ لاوے وہ اس لائق ہوگا کہ جہنم کا کندہ بنایا جاوے۔
کسی صوفی نے کیا خوب کہا ہے کہ اصل انسان کی ایک قطرہ گندہ پانی کا ہے
جس غلاظت سے جہان کو نفرت ہے جس سے خود انسان نفور ہے اُسی کو
ہر جگہ اُٹھائے پھرتا ہے اور انجام اس کا یہ ہے۔

خاک کا پتلا بنا اور خاک مین مل جائے گا

پھر کتنا مقام حیرت ہے کہ انسان اپنی اصل کو بھول کر مغرور ہووے۔
جب دوسرے کے پاس زر و دولت ہونے سے تمھاری مفلسی نہین جاتی جب
دوسرے کے پیٹ بھر جانے سے تمھارا پیٹ نہین بھرتا جب دوسرے کے
پانی پینے سے تمھاری تشنگی نہین بجھتی تو کب ممکن ہے کہ دوسرون کی خوبیون
سے (بلے آن کہ اُن خوبیون کو تم نے خود بھی حاصل کیا ہو) تم خوب ہو جاؤ جس
طرح تم کو دولت مند ہونے کے لیے خود بھی زر و دولت کا اکتساب کرنا چاہیے
جس طرح تم کو پیٹ بھرنے کے لیئے خود بھی رزق پیدا کرنا چاہیئے جس طرح
تشنگی بجھانے کے واسطے تم کو خود بھی ٹھنڈا پانی پینا چاہیے۔ اسی طرح تم کو خوب
ہونے کے لیئے خود بھی خوبیان اپنی ذات مین پیدا کرنی چاہیین۔ اسی اصول
پر کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نسب چہ سود دہد چون تو بے ہنر باشی
ز آب جوچہ برشد تیغ ہائے جوشن را

اس سے بھی صاف کسی ہندی بھگت کا دُہرہ ہے۔

جات پات پوچھے نا کوئی
ہر کا بھجے سو ہر کا ہوئی

مولوی جامی بھی یہی کہہ گئے ہین۔

بندۂ عشق شو و ترکِ نسب کن جامی
کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

مولوی صاحب! اگر تم مین ذاتی خوبیان نہ ہون گی تو جس عالی نسب کی تم ذریات مین سے ہو اُسے تمھین اپنا کہتے ہوے شرم آوے گی وہ معصوم تمھاری بدیون سے سخت شرمسار ہوگا۔ خدا کے آگے تمھاری بدیون سے اُس کی آنکھین نیچی ہون گی پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ عالی نسب تمھارے تعلق کے سبب سے تمھاری بدیون سے شرماوے اور تم کو اپنی بدیون سے شرم نہ آوے۔

مولوی صاحب! تم اپنے نسب پر اترانا چھوڑ دو دیکھو کوئی اُستاد کیا کہتا ہے

آن ناکسان کہ فخر بہ اجداد مے کنند
چون سگ بہ اُستخوان دلِ خود شاد مے کنند

مولوی صاحب! تم اپنے حسب پر بھی مغرور ہو تم اپنے مال و دولت پر بھی نازان ہو۔ مگر تم یہ تو بتاؤ کہ تم یہ کہان سے لائے کیا تمھارے کسی بزرگ نے

خدا کو کچھ قرضہ دیا ہوا تھا جس کے بدل مین تم کو یہ مال و زر ملا پھر اس پر اترانے کی کیا وجہ۔ اگر خدا نے تم کو اورون سے زیادہ مرفہ الحال بنایا تو اُس کا شکریہ تم پر واجب ہے۔

شکر نعمت ہاے تو چندانکہ نعمت ہاے تو

نہ یہ کہ تم اتراتے پھرو اور وہ شکریہ یون ادا ہونا چاہیئے کہ تمھاری قوم جو محتاج ہے اُس کی دست گیری کرو اور اُس دست گیری سے اُس پر منت ست رکھو۔ بلکہ خود منت کش ہو کہ اُس نے تمھاری مدد قبول کر کر تمھین بارگاہ ایزدی مین مقبول بنا دیا۔

غافل مقام رشک نہین جاے شکر ہے
مجھ کو غریب تجھ کو تو انگر بنا دیا

اب مولوی صاحبا سوچو تم کس قدر غرور۔ نخوت عجب و پندار مین پھنسے ہوے ہو تم بھول گئے ہو کہ متکبر کو خدا اپنی آیات بینات مین بھی غور و تامل نہین کرنے دیتا چنانچہ وہ فرماتا ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ
يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

ترجمہ باز خواہم داشت از تامل در آیات خود کسانے را
کہ تکبر مے کنند در زمین ناحق

یہی سبب تھا کہ تم آج تک حقائق ومعارفِ قرآنی پر مطلع نہیں ہوے تمھارے غرور نے تم کو حقائق ومعارفِ قرآنی تک تمھاری رسائی نہ ہونے دی۔ اور ایک سیدھا سادہ سید جس کو نہ علم کا فخر تھا۔ نہ فلسفہ کا نہ زہد کا نہ تقوی کا نہ نسب کا نہ حسب کا۔ اُس پر کشانِ القلوب نے وہ اسرارِ الٰہی کھولے کہ موافق ومخالف سب حیران رہ گئے۔

سرّے کہ ہیچ عارف وعابد بہ کس نہ گفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

بیانِ خیر خیرات

مولوی صاحب! اب تم اپنی خیر خیرات کا حال سنو۔ بے شک تم نے مسجد بنائی۔ مگر اس غرض سے کہ تمھارا نام اُس کی محراب پر کندہ ہوگا۔ جو دیکھے گا وہ تمھاری تعریف کرے گا۔

تمھاری نو تعمیر مسجد سے پیشتر اُسی حوالی میں مرزا سیتا بیگ کی مسجد بھی موجود تھی۔ اُسی کے واسطے نمازی کافی نہ تھے مگر تم نے اپنی نام وری کا خیال رکھا اور کچھ خیال نہ کیا۔ تم کو یہ نہ سوجھی کہ۔

شَرَفُ الْمَکَانِ بِالْمَکِیْنِ

بھی کوئی مسئلہ ہے؟ اگر مسجد کے نمازی اچھے نہ ہوں گے تو مسجد کو کیا شرف ہوگا

تم نے کبھی اس امر پر غور نہ کیا کہ مسجد کا بنانا ضروری کام ہے یا نمازیون کی حالت
درست کرنا ضروری ہے۔
تم کو مرزا سیتا بیگ سے ایک ادنی بات پر ضد ہوگئی تھی اُس ضد کی تائید مین
تم نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بنائی اس سے تم سمجھے کہ ضد بھی پوری ہوگئی
اور ثواب بھی حاصل ہوگیا
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
تم اینٹ پتھر جوڑنے مین ثواب سمجھے تم یہ نہ سمجھے کہ ضد کے سبب سے مسلمانون
کے دل پھاڑنے اور اُن مین تفرقہ ڈالنے سے کتنا عذاب ہوگا۔
مسلمانون کے دل خانۂ خدا تھے تمھین اِن خانہ ہاے خدا کے ڈھانے سے کبھی رنج
نہ ہوا یہ خانۂ خدا ویران پڑے رہے تم نے اُن کی درستی اور خانہ آبادی کی کبھی
فکر نہ کی۔
تم نے اپنی خیرات کو بے موجب اور بلا ضرورت خرچ کیا تم نے یہ غور نہ کیا کہ
بندگان خدا کی بہتری کے لئے ہمین کس کام مین مال و زر خرچ کرنا چاہیے
اگر تم ذرہ بھی غور کرتے تو حسب ضرورت وقت کے تم مدرستہ العلوم کو اپنی
اس خیرات کو صرف کرنے کے لیے بہتر محل تصور کرتے جس کی تکمیل پاجانے
سے دین و دُنیا کے کام مُسلمانون کے سنور جاوین گے۔
ذوق جو مسجدون کے بگڑے ہوے ہین مُلّا

اُنھین کالج مین بلا لاؤ سنور جاوین گے

مدرستہ العلوم مین بھی مسجد تعمیر ہوتی ہے تم وہین مسجد بنا دیتے۔

تم نے بے شک حج مین بہت روپیہ خرچ کیا مگر تمھاری نیت اِس حج سے یہ
تھی کہ تم سید کے اوپر عرب کے علما سے۔

"تنہا پیش قاضی روی راضی آئی"

کے مطابق کفر کا فتویٰ لکھا لاؤ۔ یہی سبب تھا کہ جب تم طواف کعبہ کے واسطے
گئے تو تم کو حرم مین جانے کی اجازت نہ ہوئی اور اُس وقت بہ کمال تاسف
تم نے یہ شعر پڑھا۔

بہ طوافِ کعبہ رفتم بہ حرم رہم نہ دادند
کہ برونِ در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

تم نے سید کے نانا کے مزارِ پُر انوار کی زیارت کی مگر اُس کے نواسہ کے
واسطے واجب القتل ہونے کا فتویٰ لیتے آئے۔ سید کا نانا تمھارے اس
فعل سے کیا خوش ہوا ہوگا۔ حیف ہے جس کا تم کلمہ پڑھو اُس کے نواسہ
کے خون کے پیاسے ہو۔ قیامت کے دن اُس کے نانا کو کیا منھ دکھاؤ گے

بہ وقت واپسین اگر سید کے نانا کے لبون پر۔

اُمّتی اُمّتی

تھا تو دمِ آخرین سید کی زبان پر۔

قوے قوے

ہوگا۔ پھر حیف ہے کہ جو اپنے نانا کی اُمت کے واسطے تا دمِ مرگ دل سوزی کرے
تم ناحق اُس کا دل جلاؤ۔

تمھارے حج کی ایک اور غرض بھی تھی تم نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ حج کا حج
ہوگا اور بنج کا بنج ہوگا۔ یعنی تین چار جار جبہ کی پری رُو کنیزکین حرم بنانے
کے واسطے وہان سے خرید لادین گے چار پانچ حبشی بچے بھی مول لے آوینگے
پھر خوب عیش کرین گے۔

تم نے بہت سے بے استطاعت مُسلمانون کو حج کے واسطے قدرِ قلیل زادِ راہ
دیا اور جس امر کو خدا نے بے استطاعت مسلمانون پر فرض نہین کیا تھا
فرض کر دیا۔

اُن بے چارون نے قلت زاد وراہ کے سبب سے راستے مین سیکڑون
مصیبتین جھیلین۔ اِدھر اُن کے بال بچون کو سرپرست اور کمانے والے
پاس نہ ہونے سے ہزارون تکلیفون کا سامنا کرنا پڑا۔

تم نے مزد دے کر بھی اپنے واسطے کتنے آدمیون سے حج کروایا اور بعض اُن
مین سے جب راہ مین مر گئے تو تم نے اُن کے پس ماندگان کی خبر نہ لی یہان
تک کہ فقر و فاقہ نے انھین بھی جلد پیشِ رفتگان سے جا ملایا۔

مدینہ منورہ کے راستے مین ایک پنجابی حاجی بیمار ہو گیا تمھارے ایک [illegible]

ایک طرف شقدف کی خالی تھی اُس نے ہر چند تمھاری منت کی پر تم نے اُس کو
شقدف مین سوار نہ کیا۔ اور آخر وہ بیچارہ حاجی بیماری اور صعوبت سفر کے سبب
سے مر گیا اور تم بے رحمی کے گناہ گار ٹھہرائے گئے۔

پھر اُسی راستہ مین ایک ہندی حاجی نے تم سے پانی مانگا۔ اُس کا پیاس کے
مارے بُرا حال تھا۔ لبون پر جان آئی ہوئی تھی حضرت سید الشہدا کی طرح تشنہ
کام تھا۔ ہر چند اُس نے پانی کے واسطے تمھاری منت و سماجت کی۔ مگر شمر
کی طرح تمھارا دل نہ پسیجا آخر وہ بیچارہ پیاس کے مارے مر گیا اور تمھین
کچھ ترس نہ آیا یہ دوسرا گناہ بے دردی کا تمھارے ذمہ لگایا گیا۔

تم نے حجر اسود کو بوسہ دے کر یقین کر لیا کہ ہمارے اگلے پچھلے گناہ سب دُور
ہو گئے اب ہم ایسے معصوم ہو گئے جیسا وہ بچہ جو آج مان کے پیٹ سے پیدا
ہوا ہو۔ تم اپنی معصومیت کے خیال سے واپس پھرے برعکس اس کے بجائے
ثواب کے عذاب تمھاری فہرست مین زیادہ کیے گئے۔ گئے تھے معصوم بننے
وہان سے اور زیادہ عاصی بن کر آئے۔

تم نہین جانتے کہ سب چیزین نیت پر منحصر ہین۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

تم اپنی نیت کو جانچو تو تم کو معلوم ہوگا کہ وہ سرتاپا فتوری فتور ہے پھر تم کو
ایسے حج سے کیا فائدہ ہوا تمھاری نسبت تو سعدی کا وہی قول ٹھیک آیا۔

خرِ عیسیٰ اگر بہ مکہ رود
چون بیاید ہنوز خر باشد

یا یون کہو کہ۔

کعبہ بھی ہم گئے نہ گیا اِن بتون کا عشق
اس روگ کی دوا بھی خدا کے یہان نہین

تم نے نہر زبیدہ کی مرمت کے واسطے معقول رقم چندہ کی خود بھی دی اور لوگون سے بھی دلائی۔ مگر تم نے وعدہ کرا لیا تھا کہ سواد مکہ معظمہ کے قریب جو حوض اور پل اس نہر پر بنے گا اُس پر ہمارا نام کندہ کیا جاے اور چندہ دینے والون کی فہرست مین ہمارا نام درج ہوکر دور و نزدیک ملکون مین وہ فہرست مشتہر کی جاے اُس سے جو ثواب تم کو ہونا تھا اسی جہان مین ہو گیا تمہارا مقصود شہرت تھا وہ حاصل ہو گئی۔

البتہ ایک کام تم سے ضرور اچھا بن پڑا جب مدینہ منورہ سے واپس آتے ہوے تم نے ایک گدھا راستہ مین ٹانگ ٹوٹا ہوا خستہ حال دیکھا تو تم کو ترس آگیا اور تم نے اُس کو گڑ اور آٹا (جو کجاوہ مین سے گرکر گرا ہو گیا تھا) کھلایا اور اس فعل سے تم نے کوئی غرض وابستہ نہین رکھی۔ خالصتہً لِلّٰہ یہ کام تم نے کیا اسی لیئے اُس کا ثواب تمھارے نامۂ اعمال مین درج کیا گیا۔

تم حضرت پیران پیر قدس سرّہٗ کی گیارھوین بے شک بڑی دھوم سے

کیا کرتے ہو۔ ہزارہا آدمی اس موقع پر تمھارے (دستر) خوان سے سیر
ہوتے ہین۔ مگر اُن مین علی العموم پیٹ بھرے آدمی ہوتے ہین۔ بعض
ان مین ایسے بھی ہوتے ہین جو رات دن ایسی دعوتون کے انتظار مین
رہتے ہین اور اُن کی معاش ہی یہی ہے گولڈ اسمتھ نے لکھا ہے کہ جو
شخص غیر مستحق کو دیتا ہے وہ دو جرم کا مرتکب ہوتا ہے ایک تو اس جرم کا
کہ اس نے غیر مستحق کو خیرات دے کر رفتہ رفتہ خیرات خورون کے زمرہ مین
اُسے شامل ہونے کی ترغیب دی۔ دوسرے اس جرم کا کہ غیر مستحق کو مستحق
کا حصہ دے کر مستحق کو حق سے محروم رکھا۔

تمھاری گیارھوین کی دعوت مین البتہ ایک دن کی نیکی تمھارے نام پر
تحریر ہے وہ اس طرح کہ ایک کتیا نے تمھارے پھاٹک کے کواڑ کی آڑ
مین بچے دیے تھے وہ بھوکے تھے اور بھوک کے مارے چین پون کر رہے
تھے اور کتیا کا کچھ اپنی بھوک سے اور کچھ اپنے بچون کی بھوک سے بُرا
حال تھا۔ وہ تمھارے پیرون مین جب آ کر لوٹنے لگی اور تمھارے ملازمین
نے اُسے ناپاک سمجھ کر نکالنا چاہا کہ اگر گھر مین رہے گی تو فرشتے داخل نہ ہون
گے تم نے اُن کو منع کر دیا اور جتنی ہڈیان پلاؤ کی بچی ہوئی تھین سب تم نے
اپنے روبرو اُس کے آگے ڈلوا دین۔ اُس سے کتیا کا بھی پیٹ بھرا اور اُس
کے بچے بھی سیر ہوے۔

تم نے بے شک ہر جمعہ کو سیکڑون روپیون کے پیسے بھی بانٹے لیکن تم نے مستحق اور غیر مستحق کے درمیان امتیاز نہ کیا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس خیرات نے بھیک منگون کی تعداد بڑھا دی ایک غیر معذور شخص کے واسطے سوال حرام ہے۔ مگر آپ کی اس خیرات نے حرام کو حلال کر دیا۔ اُس کا وبال تمھاری گردن پر ہوا تم کو اب تک یہ تحقیق نہین ہوا کہ مستحق کون ہے اور غیر مستحق کون ہے۔

پھر تم نے اس بات پر بھی کبھی غور نہین کیا کہ کُل ملک کی حالت پر نظر کر کر خیرات کا انتظام کیون کر ہونا چاہیئے ہر سائل کو بلا امتیاز روٹی کا ٹکڑہ اور آٹے کی چٹکی پکڑا دینی خیرات نہین ہے۔ ہماری قوم خدا کے فضل سے اگرچہ دولت مند نہین۔ مگر اپنی فیاضی اور مہمان نوازی مین ضرب المثل ہے جو کچھ قصور ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ ہماری خیرات کسی قاعدہ اور اصول پر مبنی نہین ہے ہماری راے مین ہر قریہ اور دیہ مین اہل الراے کی ایک کمیٹی مقرر ہونی چاہیے اُس کا یہ کام ہو کہ وہ زکوۃ اور خیرات جمع رکھے اور سواے مستحقین کے کسی اور کو نہ دیوے

مستحقین علی العموم وہ ہین جو کما نہ سکتے ہون۔

(۲) جو اعلی مراتب سے یک لخت ادنی مراتب پر آگرے ہون۔

(۳) جو اس قدر قرض کے بوجھہ کے نیچے دب گئے ہون کہ اُن کے اُبھرنے کی ہر کوشش اُن کو اور زیادہ نیچے لے جاتی ہو۔

(۴) ملکی اور قومی رفاہ عام کے کام۔

پھر اُن مستحقین کو خیرات فنڈ میں سے زر نقد دیتے رہنا کافی نہیں ہے جہاں تک ممکن ہو خیرات فنڈ سے اُن مستحقین میں سے اکثروں کے لیے ایسے سامان مہیا کیے جاویں کہ وہ اُن کے ذریعے سے اپنی روٹی کما کھاویں جو اُن مہیا کردہ سامانوں سے بہ سبب کسی سخت مجبوری کے معذور ہوں اُن کو خیرات فنڈ سے اس طرح مدد پہونچائی جاوے کہ داہنا ہاتھ دیوے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہو

خیرات کا سب سے بڑا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ خیرات خورہ کو بے غیرت کردیتا ہے اسی واسطے احتیاط رکھنی چاہیے کہ خیرات اس طرح پر دی جاوے کہ لوگوں کو یہ نہ معلوم ہو کہ کون دیتا ہے اور کون لیتا ہے۔

خوف طوالت سے ہم زیادہ تصریح سے باز رہے مگر سوچنے والے اس سے بہت کچھ سوچ سکتے ہیں۔

"اگر در خانہ کس ست حرفے بس ست"

مگر اتنا اور کہے دیتے ہیں کہ تمھاری قوم کی مجموعی حالت قابل رحم ہے لیکن تم نے اُس پر بھی کبھی غور نہیں کیا تم نے یہ کبھی خیال نہ کیا کہ۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ

کس قوم کے حق میں کہا گیا تھا اور اب وہ کس قوم پر صادق آتا ہے تم کبھی نہ سوچے کہ یہ لعنت کا طوق تمھارے گلے سے کیوں کر اُترے گا تم نے

دُنیا جہان کا فکر کیا۔ مگر افسوس ہے کہ تم نے اپنی قوم کا فکر بحیثیت مجموعی
کبھی نہ کیا۔

تمہین ہزار بار بوڑھے سید نے سمجھایا کہ مدرسۃ العلوم قوم کو حضیض مسکنت
سے نکالنے کا ذریعہ ہے مگر تم نے مدرسۃ العلوم کے چندہ دینے مین ایک پھوٹی کوڑی
نہ دی۔ تم یہ سمجھتے رہے کہ مدرسۃ العلوم مین چندہ دینے سے خیرات کا عمل نہین
ہوتا تمھارے اس غلط خیال نے نہ صرف تمہین کو مدرسۃ العلوم کی مدد سے باز
رکھا۔ بلکہ تمھارا یہ خیال اورون کے لیے بھی روک کا باعث ہوا۔

تم سید کو بعض عقائد مین منفرد پا کر اُس پر لعن وطعن کرتے ہو اور اِس سبب سے
نہ خود چندہ دیتے ہو نہ اورون کو دینے دیتے ہو بالفرض محال مانا کہ بعض
عقائد مین سید جمہور کے خلاف ہے۔ مگر جو کام وہ آج کر رہا ہے قومی ترقی کا ہے۔
اُس کو اُس کے عقائد سے کچھ تعلق نہین ہے۔ مدرسۃ العلوم مین سید کے عقائد کی
تعلیم نہین ہوتی۔ اُس مدرسہ مین اہل سنت کی کتابین فقہ تفسیر و حدیث کی دینیات
مین پڑھائی جاتی ہین پھر تم کو کیا شامت نے گھیرا ہے جو مدرسۃ العلوم کی مدد سے اس عذر پر
پہلوتہی کرنا سراسر نادانی ہے۔

تم ان باتون کو بھی جانے دو تم [illegible] جو چند روز ہوئے [illegible]
جس نے لاہور مین اپنے لکچر مین کہی تھی۔ اُس نے کمال فروتنی سے بادیدۂ
پُرنم اپنی قوم سے کہا تھا کہ جب تمھارا مدرسہ تعمیر ہو چکے تو اُس کی تعمیر

ہیں چوڑے چمار سب ہی کام کرتے ہیں مگر جب وہ مسجد بہ وجوہ تیار ہو
جاتی ہے تو خدائے واحد کی پرستش اُس میں اس وجہ سے ممنوع نہیں ہوتی
کہ اُس کی امداد میں چوڑے چمار کا بھی ہاتھ لگا ہے۔ اسی طرح مدرسۃ العلوم
جو تمھاری قوم کے واسطے تیار ہوتا ہے اُس میں تم میری محنت کو ایک چوڑے
چمار کی محنت کے برابر تصور کر لو۔ مگر اس وقت اُس کی تکمیل کی طرف متوجہ ہو
اور یہ خیال نہ کرو کہ اُس کی تیاری میں کس کا ہاتھ لگا ہے۔

مولوی صاحبو! غور کرو سید نے کس سچی ہمدردی اور بے نفسی سے یہ جواب
دیا ہے حیف ہے اگر اب بھی تم مدرسۃ العلوم کی مدد سے باز رہو۔

مولوی صاحب! مجھے معلوم نہیں تم خدا کو کیا جواب دو گے جب خدا کہے گا
میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا
میں بیمار تھا تم نے مجھے شفقت میں سوار نہ کیا میں جاہل تھا تم نے مجھے
علم نہ پڑھایا۔

مولوی صاحب! سچ ہے تو تم جاہل نہ ہو گے کہ ان باتوں کو (معاذ اللہ)
اُن کے لغوی معنی پر لے دوڑو۔ خوف تمھاری غلط فہمی سے ہم کو بہت
ہی ہے [illegible] ہیں کہ وہ بے نیاز ایسی حاجات سے پاک ہے۔

یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ

مگر وہ چاہتا ہے کہ انسان [illegible] کو جو حاجات ہوں اُن کو اُسی کے

وہ بندے پورا کرین جن کو اُس نے اُس کی توفیق دی ہے۔
کتنے افسوس کی بات ہے کہ تم کو قومی عزت کا کبھی خیال ہی نہین آتا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہندوستانی یا ہندوستان کے مسلمان نیم وحشی ہین۔ جاہل ہین مفلس ہین مبتذل ہین۔ بے ہنر ہین۔ بدچلن ہین تو تم کو بُرا نہین لگتا۔ تم کبھی خیال نہین کرتے کہ اگر ہماری قوم پر یہ الزام عائد ہو سکتے ہین تو ہم اُن کو اپنی قوم سے کیون کر ہٹا دین۔
تم اپنے تئین قبلہ و کعبہ اور پیر و مرشد سُن کر خوش ہوتے ہو۔ دو چار اور معزز مُسلمانون کو دیکھ کر اتراتے ہو۔ مگر تم نہین دیکھتے کہ دُنیا کے سارے مسلمانون کا کیا حال ہے۔ اور ہندوستان کے پانچ کروڑ مُسلمان کس ابتر حالت کو پہنچ گئے ہین۔
تم اپنے منطق کا مسئلہ۔

النادر کالمعدوم

بھی بھول گئے۔ تم دیکھتے ہو کہ تمھاری قوم کے کتنے آدمی ریل کے فرسٹ کلاس مین۔ کتنے سکنڈ کلاس مین۔ کتنے انٹرمیڈیٹ کلاس مین اور کتنے تھرڈ کلاس مین بیٹھتے ہین اور کتنے ایسے ہین جو اپنی بے بضاعتی کے سبب فورتھ اور ففتھ کلاس ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور اگر چوتھے اور پانچوین درجہ کی گاڑیان بھی ہوتین تو ہمین امید ہے کہ اُن کے اندر سفر کرنے والے

مسلمانون کی تعداد بے شمار ہوتی۔ پھر تم نے کبھی مقابلہ نہین کیا کہ اور قومون کے
کتنے آدمی کس کس درجے کی گاڑی مین سفر کرتے ہین اور ایک قوم کی افراد کو
دوسری قوم کی افراد سے کیا نسبت ہے۔ تمھارا دل اگر نہ چاہتا ہو تو نہ چاہے
مگر ہر سچے ہمدرد کا دل ضرور خواہش مند ہوگا کہ میری قوم کے آدمی اعلی درجے
کی گاڑیون مین زیادہ ہون۔ تم سید کو دیکھو تو تم کو معلوم ہو جاے کہ وہ چاہتا ہے
کہ میری قوم کے سارے آدمی خدا کرے فرسٹ کلاس کے لائق ہو جائین خدا
اُس کی یہ آرزو پوری کرے اور تم اُس کی آرزو پوری کرنے مین اُس کے معاون
ہو آمین۔

مولوی صاحب تم کو یہ بھی غلط زعم رہا ہے کہ مین جو ہزار ہا روپیہ ہر سال خرچ
کرتا ہون اُس کا ثواب بھی مجھے ہزارون ہی ملے گا۔ مگر تم نہین جانتے کہ
کھوٹا مال خواہ کتنا ہی وزن اور مقدار مین زیادہ ہو اصل اور سچے مال سے
خواہ وہ کتنا ہی مقدار مین کم ہو۔ کم تر ہی رہتا ہے یہ جو بڑھیا خیر النسا بیگم تمھارے
گھر کے پاس رہتی ہین اور کشیدہ کاڑھ کر اپنا اور اپنے بچون کا گذارہ کرتی
ہین ہم سچ کہتے ہین کہ ان کی خیرات تمھاری خیرات سے بہ درجہا بڑھی ہوئی
ہے۔ اُنھون نے یہ قصد کر لیا ہوا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد جو کشیدہ کاڑھین
اُس کی آمدنی مدرستہ العلوم مین بھیج دیا کرین اور کمیٹی منتظم جس طرح چاہے اُسے
مدرسہ مین خرچ کیا کرے۔

قلمے۔ قدمے ۔ ہر طرح ممکن ہے مگر نیت خالص شرط ہے۔ اور محل خیرات کا بھی نیک ہونا شرط ہے۔
تم بارِ دگر حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ مگر اس دفعہ حج سے تمھاری یہ مُراد اور غرض وابستہ ہے کہ جس طرح پہلے حج مین علماے عرب سے سید کے واسطے کفر کا فتویٰ لکھوا لائے تھے اب کی بار مرزا غلام احمد قادیانی کے واسطے کفر کا فتویٰ لکھوا لاؤ۔ معاذ اللہ منہا۔ جو دار الاسلام تھا اُس کو تم نے دار الکفر سمجھا ہوا ہے کیا خدا کی شان ہے جس خطہ پاک سے اسلام کے آفتاب نے طلوع ہو کر تمام جہان کو اپنے نورِ موفور سے منور کیا۔ اُسی خطہ سے اب ایسی تحریرین آ رہی ہین جن سے مسلمان احاطۂ اسلام سے باہر نکلے جاتے ہین۔

آشنایون سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم
تو ڈبو دو انھین دریا مین سفینہ بھر کے

ہمین امید ہے کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے اُس سے آئندہ کے واسطے تم متنبہ ہو گئے ہو گے اور تم کو کچھ شک نہ رہا ہو گا کہ تمھاری اصلی کی مقدار کس قدر کم ہے۔ تم کو تعجب تو ہوا ہو گا مگر وہ تعجب ہماری توضیح اور تشریح سے رفع ہو گیا ہو گا اچھا اب اپنی حبّ العباد اور حبّ القوم کا ذکر سنو۔

بیانِ حبّ العباد و حبّ القوم

اخلاق جلالی والے نے بہت ٹھیک لکھا ہے کہ اگر محبت ہو تو عدل و انصاف کی ضرورت نہین رہتی۔ محبت کرنے والا محبوب کو اُس کے حق سے زیادہ دیتا ہے اور جب ایک کو دوسرے کے ساتھ ایسی ہی محبت ہو تو پھر عدل اور انصاف کون سے تنازع کے رفع کرنے کے لیے برتا جاوے حبّ العباد کا مقتضٰی یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور سلوک کے ساتھ برتین۔ اگر اس کے برعکس کرین تو سوسائٹی درہم برہم ہو جاوے اور ایک کے ساتھ دوسرے کی دشمنی وہ کرے جو آگ پھونس کے ساتھ کرتی ہے جو سنگ گل کے ساتھ کرتی ہے جو تند ہوا چراغ کے ساتھ کرتی ہے جو موت حیات کے ساتھ کرتی ہے۔ جو بیماری تندرستی کے ساتھ کرتی ہے۔ جو غمی شادی کے ساتھ کرتی ہے۔

تمھاری حبّ العباد کے لمعات ہمین کہین دکھائی نہین دیتے کچھ تھوڑی سی جھلک جو نظر آئی وہ تمھارے گھر کے معدودے چند اشخاص پر چمکتی ہوئی معلوم ہوئی ہے یہ وہی مثل ہے

"اندھا بانٹے ریوڑیان پھر اپنون کو دے"

اگر وہ تمھارے اِس معدود کنبہ قبیلہ سے بڑھ جاتی تو البتہ لائق اندراج ہوتی

ہم تمھاری حب العباد تمھارے کنبہ ہی پر محدود دیکھ کر تمھارے ثواب کی فہرست مین اضافہ کر دیتے بہ شرطے کہ وہ محبت تمھارے کنبہ کے اُن اشخاص پر مبذول ہوتی۔ جو درحقیقت اُس کے حاجت مند تھے لیکن تمھاری محبت تمھارے ایسے رشتہ دارون کے حق مین ظاہر ہوئی جن کو اُس کی احتیاج نہ تھی تمھارے جن رشتہ دارون کو تمھاری محبت کی احتیاج تھی وہ تمھاری عنایت سے محروم رہے۔

تم کو سعدی نے بہتیرا سمجھایا کہ۔

بنی آدم اعضاے یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

مگر تم نہ سمجھے۔ تم سمجھے تو یہ سمجھے کہ ہمارا باوا آدم جُدا ہے اور دوسرے بندگان خدا کا باوا آدم جدا ہے۔

برین عقل و دانش بہ باید گریست

تمھین علی العموم بندگانِ خدا سے ایک ذرّہ بھر محبت نہین۔
تمھارے ذہن مین یہ بات اب تک نہین آئی۔ کہ بندگانِ خدا کے حق بھی تم پر ہین۔
غیر قومون اور غیر مذہب والون کے ساتھ اگر تم کوئی تعلق رکھتے ہو تو وہ تعلق عداوت کا ہے۔ گویا اُستادِ غالب نے جو تمھاری بے مِہری دیکھ کر یہ شعر کہا تھا

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

اس پر تم نے عمل کیا۔ اگر تم سے غیر قومیں اور غیر مذہب والے بھی اسی طرح پیش آویں تو بندگانِ خدا کے خون کی ندیاں بہ جاویں اور ساری دنیا اُن میں غوطے کھاتی پھرے۔ تم بھول گئے اس سچے قول کو کہ

"جو تم چاہتے ہو کہ اور تمہارے ساتھ کریں۔
وہی تم کو چاہیئے کہ تم اوروں کے ساتھ کرو"

مگر یہ کیا۔

"تمہارا مال سو ہمارا، ہمارا مال ہیں ہیں"

اصل یہ ہے کہ تمہارے خیالات بہت محدود ہیں۔ تم کنوئیں کے مینڈک ہو تمہارے ذہن میں سمندر کی وسعت کا خیال آنا من جملہ مشکلات ہے لیکن سب سے زیادہ رونا تو اس بات کا ہے کہ اگر تمہارے ذہن میں اتنی وسعت نہیں کہ اگر ساری دُنیا سے بُعد کے سبب تم محبت اور سلوک نہ کر سکو (حال آں کہ راہِ الفت میں بُعد کوئی شے اعتباری نہیں) تو اپنی قوم سے تو سلوک اور محبت رکھو مگر تم سے وہ بھی نہیں ہو سکتا۔ تمھیں بتاؤ کس دن تم نے اپنی قوم کا خیال کیا۔ کس دن تم اُس کی حالت زار پر روئے۔ کس دن تم نے اُس کی حالت زار کی دُرستی پر غور کیا۔ کس دن تم فلاح خواہانِ قوم

پُرسانِ حال ہوے۔ کس دن تم قوم کی بہبودی اور فلاح کی تدبیرون
مین شامل ہوے۔ کس دن تم نے اپنے قومی مدرسۃ العلوم کے لیے چندہ
دیا یا اورون سے چندہ مانگا۔ اِس وقت بھی ہال کی تعمیر کے لیے پچاس ہزار روپیہ
کی ضرورت ہے قوم کے سو فیاض اشخاص سے پانچ پانچ سو چندہ مطلوب
ہے اس کام کے واسطے تمھین پانچ سو روپیہ چندہ دینا مشکل نہین پر تمھارے
خیالات مین یہ وسعت کہان سے آوے۔ تم خود چندہ دیتے ہوے ہچکچاتے
ہو اورون کے آگے چندے کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہوے شرماتے ہو
جب تمھین چارون طرف سے لعن طعن ہوئی تو تم نے قومی تعلیم کی ضرورت
کو تسلیم کیا پھر بھی نفسانیت سے مدرسۃ العلوم کی امداد کے واسطے آمادہ
نہ ہوے تم نے ضد سے ایک اور محمڈن کالج لکھنؤ مین علٰحدہ قائم کرنا چاہا
اُس کے واسطے چندہ مانگا تم نہ سمجھے کہ علٰحدہ علٰحدہ زور لگانے سے قوت بٹ جاتی
ہے متفق ہو کر زور لگانے سے قوت مجتمع ہو جاتی ہے اور اُس کے ریلے کے
آگے کوئی مزاحمت نہین ٹھہر سکتی۔

تم کو چاہیے تھا کہ اس اصول مسلمہ پر لحاظ کر کے اول مدرسۃ العلوم کو تکمیل کو
پہونچا دیتے پھر بوڑھے سید کی صلاح سے دوسرے محمڈن کالج کی بنیاد ڈالتے
تم یہ بھی نہ سوچے کہ لکھنؤ اور علی گڈھ مین کچھ فاصلہ نہین ہے صوبہ اودھ
کے مسلمان نوجوان علی گڈھ کے مدرسۃ العلوم مین بہ آسانی تعلیم کے واسطے

آسکتے ہین۔

تم نے اتنا بھی غور نہ کیا کہ محض دو چار مخیرون کے بھاری چندہ دینے سے ایسا بھاری قومی کام پورا نہین ہوسکتا تاکہ روپیہ جمع ہوجاوے اگر اس روپیہ کو اپنے محل پر دیانت داری سے خرچ کرنا بہت کچھ عقل اور تدبیر کا محتاج ہے۔ پھر ساتھ ہی اس کے اس کام کے واسطے شوق صادق۔ قومی ہمدردی کا جوش ہمیشہ زوروں پر رہنے والا نیز درکار ہے اور جس شخص کو فنا فی القوم کا درجہ حاصل نہ ہوا ہو اور دیگر ذاتی وصفاتی لیاقتون سے متصف نہ ہو وہ ایسے بھاری کام کا متکفل نہین ہوسکتا کو مدعی ہو تو ہو۔ تم سب ایمان سے اپنے دل ٹٹولو اور دیکھو قوم مین سید احمد خان صاحب کا سا جوش ہمدردی قومی اُن کی سی لیاقتین اور قابلیتین موجود ہین۔ کیا تم کبھی دنیا اور مافیہا کو سید کی طرح قوم پر فدا کرچکے ہو۔ کیا سوتے جاگتے۔ اُٹھتے بیٹھتے حضر و سفر مین خلوت و انجمن مین تمھین کبھی قوم ہی کا خیال رہتا ہے کیا تم بھی سید کی طرح دن رات قومی ترقی کی ادھیڑبن مین رہتے ہو اور کبھی نہین تھکتے۔ کیا تم بھی اپنا گھربار۔ دین و ایمان۔ مال و زر۔ دولت و ثروت سید کی طرح قوم پر قربان کرچکے ہو؟

دل و جان دین و ایمان سب جو اپنا ہے صنم لے لو
کرین ہم عذر دینے مین تو ہم سے تم قسم لے لو

تم نے دیکھا ہوگا کہ مخالفون نے کوئی الزام دُنیا مین ایسا نہ تھا جو سید سے
اُٹھا رکھا ہو۔ مگر بڑے سے بڑے مخالف نے بھی سید کو یہ الزام کبھی نہین لگایا
کہ وہ چندہ کے لاکھون روپیہ مین سے ایک کانی کوڑی کھا گیا ہے تم ایمان سے
سوچو تم مین بھی کوئی ایسا امین موجود ہے اور اگر ایسا امین ہے بھی تو وہ یہ
ساری مصیبتین جھیل سکے گا جو ایک قومی دارالعلوم کے بنانے مین پیش آئین گی
تم سٹرلمنٹ کے جھانسے مین آگئے اور ایک ایسا دارالعلوم لکھنؤ مین
بنانے لگے جو زمانہ حال کی ضرورتون کے پورا کرنے کے واسطے کافی نہین ہے
تم پھر غور کرو اور سوچو اور اگر تمھارا دل گواہی دے تو اب بھی وقت ہے ہماری
صلاح مانو تو جس قدر روپیہ جمع ہو چکا ہے وہ مدرستہ العلوم علی گڈھ کو دیدو
اور وہان اپنے بچون کی تعلیم کا بندوبست کرو۔

ہم راجہ حسن علی خان صاحب بہادر کو دارالعلوم لکھنؤ کے واسطے پچاس ہزار
کا چندہ دیتے ہوے سُن کر بہت خوش ہوے۔ خدا اُن کی ہمت مین برکت
دے مگر ہمین اُس چندے کے محل کے متعلق اطمینان نہین ہوا۔ ہم راجہ صاحب
سے بھی عرض کرتے ہین کہ وہ ہماری اِن بے غرضانہ تحریر کو دیکھین اور سوچین
کہ یہ کہان تک صحیح ہے۔ اگر خوف طوالت نہوتا تو جو کچھ ہم نے مختصر مدرسہ مجوزہ
لکھنؤ کے بارے مین یہان لکھا ہے اُسے اور زیادہ شرح اور بسط کے ساتھ لکھتے
اب اُس کی طرف سے عنان توجہ پھیر کر ہم مولوی صاحب اِتم سے

پوچھتے ہین کہ تم نے مدرسۃ العلوم علی گڈھ کی نسبت کیا کیا۔ جہان تک ہم کو علم ہے تم نے کچھ بھی نہین کیا۔ ہان کیا تو یہ کیا کہ اُس کو بنیاد سے گرا دینے کا فتوی مکہ معظمہ سے لکھوا لائے اور اُس کے بانی کو دجال بتایا اور یہ نیک نیتی سے نہین محض نفسانیت اور ضدیت سے تم نے کیا۔ اِس کا عوض وہ تم کو ملے گا جو منتقم حقیقی کسی دشمن کو بھی نہ دے۔

تم نے یہین قناعت نہین کی تم نے بجاے قوم سے محبت رکھنے کے اُس سے عداوت رکھی۔ تم آپس مین ایک دوسرے کو دیکھ کر ایسے ہی غُرّاتے ہو جیسے کُتّے ایک دوسرے کو دیکھ کر غُرّاتے ہین تم نے ساری قوم مین نفاق کا بیج بو دیا ہے۔ تمھاری قوم کا ایک آدمی دوسرے آدمی کے خون کا پیاسا ہے اگر تمھاری محبت قومی یہ ہے تو خدا جانے بُغض کیا ہو گا۔ جاے شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ تم ایک خدا کے اور ایک نبی کی امت ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ محبت نہ کرو۔ ہمین افسوس ہے کہ تمھاری حب العباد اور حب القوم کا کچھ وزن نہین۔ جہان تمھاری حب العباد اور حب القوم کا یہ حال ہو وہان سواے صفر کے ہم اور کیا لکھین۔

راوی۔ مولوی صاحب فرمانے لگے حب العباد اور حب القوم کے مسئلہ کو مین نے بہت غلط سمجھا ہوا تھا۔ آج جو مجھے اپنی غلطی پر آگاہی ہوئی تو مین سخت گھبرایا مگر اُس وقت کی گھبراہٹ افعال ماضیہ کو کیا فائدہ دیتی ہے۔

آگے گے دن پاچھے گئے ہر سوں کیو نہ ہیت
اب پچھتاے کا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اور تو مجھ سے کچھ نہ بنا مین نے کمال شرمساری سے کہا کہ مین اپنی خطا اور غلطی کا مقر ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر آئندہ کبھی ایسی غلطی نہ کروں گا۔ اس پر گواہ پھر کھڑے ہوے اور تقریر شروع

بیان محبت اللہ

سنیئے مولوی صاحب! محب کو سب سے زیادہ اپنے محبوب کے منشا دریافت کرنے کا خیال رہتا ہے۔ وہ ہر لحظہ ہر وقت اُس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ ابھی آنکھ سے پورا اشارہ نہین ہونے پاتا کہ حکم بجا لانے کو تیار ہو جاتا ہے محب اپنے محبوب سے حالاً وقالاً یہ کہتا رہتا ہے۔

دل و جان دین و ایمان ہے جو لینا ہے صنم لے لو
کرین ہم عذر دینے مین تو ہم سے تم قسم لے لو

اب تم مولوی صاحب! اپنے ایمان سے بتاؤ تم نے اس کا منشاء دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ تم نے کبھی غور کیا ہے یا تمھارے دل مین کبھی یہ خیال آیا ہے کہ اُس کے منشاء دریافت کرنے کے کون سے ذریعے ہین پھر ایک ذریعہ کو دوسرے پر منطبق کر کر تم نے کبھی دیکھا ہے کہ دونوں سے اس

کے منشاء کا اظہار کیونکر یکسان ہوتا ہے۔

سنو مولوی صاحب! بڑے بڑے ذریعے اس کے منشاء دریافت کرنے
کے یہ ہین۔

(۱) صحیفۂ فطرت۔

(۲) مصحف۔

تم نے کبھی ان دونون کو ملایا ہے۔ تم نے کبھی خدا کے کام اور خدا کے کلام
مین اس کے منشاء کی تحقیقات کی ہے کہ تم کو کبھی ایسا خیال بھی نہین آیا
ہمارا ارادہ تھا کہ ہم صحیفۂ فطرت کے ہر نقطہ۔ ہر لفظ۔ ہر سطر۔ اور ہر صفحہ سے تم پر
ثابت کرتے کہ اس کا منشاء کیا ہے اور پھر دکھلاتے کہ مصحف کے بھی ہر نقطہ ہر
لفظ۔ ہر سطر۔ اور ہر صفحہ سے اس منشا کی مطابقت ہوتی ہے مگر وہی مثل ہے کہ

شب کوتاہ و قصہ بسیار است

اس لیے اس کو ہم کسی اور موقع پر منحصر رکھتے ہین۔ مگر مختصر طور پر یہان اس قدر
کہہ دیتے ہین کہ ساری دنیا کو تم جانے دو مثال کے طور پر تم نوع انسان ہی پر غور
کرو اور سوچو کہ مرد اور عورت کیون بنائے گئے۔ سنو ان کے مرد و عورت بنانے
سے یہ غرض تھی کہ دونون باہم مل کر رہین ان کی بناوٹ ہی اس ملاپ کی
مقتضی ہے۔

لو تم کو ایک دن کا ذکر سنا دین۔ کچھ مدت ہوئی شفیع جھون گیا۔ وہان ایک

دیوی تھی۔ اُس کی پارسائی اور کشف و کرامات کا بڑا چرچا تھا شفیع بھی
اُس سے جا ملا۔ اِدھر اُدھر کا تذکرہ ہوتے ہوتے دیوی نے کہا کہ "زن
و مرد محض عبادت کے واسطے بنے ہیں دنیا میں پھنسنے کے واسطے نہیں بنے"
شفیع نے کہا "دنیا میں پھنسنے سے کیا مراد ہے" دیوی نے جواب دیا۔
"دنیا میں پھنسنے سے مراد شادی بیاہ ہے" شفیع نے پوچھا کہ "پھر انسان
مرد و عورت کیوں بنائے گئے" دیوی نے کہا کہ "اگر مرد و عورت بیاہ
شادی کے واسطے بنائے گئے ہوں تو وہ جانیں مگر میں تو اس کام کے
واسطے نہیں بنائی گئی" "میں تو مجرد رہنے کے واسطے بنائی گئی ہوں" شفیع
نے کہا "اگر گستاخی معاف ہو تو بتائیے کہ اگر آپ خدا کے اس عام مقصود سے
مستثنیٰ ہیں تو یہ گول گول انار آپ کو کیوں ملے ہیں۔ میرے خیال میں
تو یہ اس واسطے ملے ہیں کہ آپ کے کوئی بچہ ہو۔ اور وہ اُن کا رس چوس
چوس کر پرورش پائے۔ بچہ کے پیدا ہونے سے سالہا سال پیشتر پروردگار
عالم نے اُس کی پرورش کا سامان تمہیں مہیا کر دیا تھا۔ اب چاہو تم اُس
کے منشا کو مانو یا نہ مانو تمہیں اختیار ہے" یہ سن کر دیوی لاجواب ہو گئی
یہاں سے تم سمجھو کہ جوگی بننا اور تجرد خلاف [illegible]
[illegible] رہبانیت کی
[illegible]

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ

اسی طرح مولوی صاحب! تم سوچو کہ تمھارے اور اعضا کی بناوٹ سے
کیا مقصود خلاق علی الاطلاق کا ہے۔ مثال کے طور پر اپنے دانت ہی لو۔
یہ دانت کئی طرح کے ہیں۔ ایک قسم کے دانت واسطے کاٹنے کے۔ دوسری
قسم کے دانت واسطے پیسنے کے اور تیسری قسم کے واسطے ہڈی توڑنے کے
ہیں۔ ان میں سے ایک قسم کے دانت ایسے ہیں جیسے کتے کے ہوتے ہیں
انھیں "کنائین ٹیتھ" (سنہ کلبی) کہتے ہیں۔ اُن کی پیدائش سے خالق کا یہ
مقصود پایا جاتا ہے کہ انسان اناج بھی کھائے اور گوشت بھی کھائے۔ پس کیا
کہنا چاہیے اُس مذہب کو جو یہ سکھاتا ہے کہ گوشت کھانا پاپ میں داخل ہے اور
منعم حقیقی کی مرضی کے خلاف ہے۔ یہ اور بات ہے کہ کون سا گوشت کھانا
چاہیے اور کون سا نہیں کھانا چاہیے۔ علی العموم وہی گوشت ممنوع ہوئے ہیں
جو انسان کی صحت کے لیے مضر ثابت ہوئے ہیں۔

اگرچہ ان باتوں پر غور کرنے سے یہ مقصود خالق کا ظاہر ہو جاتا ہے پھر بھی
اُس مقصود کی تفصیل دریافت کرنے کے لیے ذرا غور کرنے کی ضرورت ہوتی
ہے۔ مثلاً زن و مرد کی بناوٹ سے اگرچہ یہ مقصد پایا جاتا ہے کہ باہم میل جول
رہیں۔ مگر یہ نہیں پایا جاتا کہ وہ جانوروں کی طرح بلا کسی تمیز کے میل جول رکھیں
یا کسی تمیز کی پابندی کے ساتھ۔ اس کے لیے انسان کو خود ایسی تمیز کرنے کی قوت

حاصل نہین ہے مگر اور ذریعے اور قوتین جو خدا نے بجاے خود انسان کو بخشی ہین اُن سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ میل جول کس طرح مُباح ہوتا ہے اس کی تشریح اور توضیح کے واسطے بہت وقت درکار ہے اگر شروح و بسط کے ساتھ بیان بحث کی جاے تو وہ بحث بجاے خود ایک کتاب ہو جاے لیکن بہ نحواے

مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ

ہم صرف موٹی چند باتین اس کے متعلق تم کو سمجھاتے ہین سُنو مولوی صاحب یہ تو بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہے اور سوسائٹی نہین قائم ہو سکتی۔ یا نہین قائم رہ سکتی۔ یا نہین اعلیٰ مدارج پر پہونچ سکتی جب تک اُن قواعد کا لحاظ نہ کیا جاے جو سوسائٹی سے مربوط ہین یا جن سے سوسائٹی مربوط ہے۔ یا جب تک اِن تعلقات باہمی کی رعایت نہ رکھی جاے جو افرادِ انسانی کے درمیان بالطبع موجود ہین۔

سُنو۔ اگر بہائم کی طرح زن و مرد بلا تمیز ایک دوسرے سے میل جول رکھین تو اس صورت مین اولاد مشتبہ النسب ہو جاوے اور اس صورت مین جو تعلق باپ کو بیٹے کے ساتھ ہوتا ہے وہ مٹ جاوے اور نتیجہ یہ ہو کہ بچون کی پرورش کا کوئی متکفل نہو۔ پھر جب بوڑھے ہون تو کوئی بچہ اُن کی مدد نہ کرے۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ جن جانوروں مین غیرت کا مادہ ہے وہ اپنے مادہ پر
کسی دوسرے کی دست درازی گوارا نہین کر سکتے - اور یہ غیرت کا مادہ انسان
مین حیوان سے زیادہ ہے وہ اس واسطے بدرجۂ اولیٰ ایسی باتون کو
ناگوار سمجھتا ہے اور یہ غیرت اس بات کی مقتضی ہے کہ جس طرح امن و
امان سوسائٹی کی خاطر کوئی کسی کی جان و مال پر دست اندازی نہ کرے
اسی طرح اُس کے حق زوجیت پر بھی دست تطاول دراز نہ کرے ورنہ وہ غیرت
خون کی ندیان بہاے گی اور بندگان خدا کی جانین اُن مین غوطے کھائین گی
اگر اس غیرت کو کوئی سماحت سے بدل دیوے اور دیوث ہو جاے
تو پھر وہی اختلاط یا فقدِ نسب کی قباحت پیش آے گی -
مولوی صاحب! تم نے یہان سے دیکھا کہ قانون سوسائٹی کس بات
کا مقتضی ہے پھر تم نے یہ بھی دیکھا کہ یہ قانون اُس کے قانون مندرجہ مصحف
سے مطابق ہے یا نہین اور اگر مطابق ہے تو مصحف کیسا سچا ہے -
یہ ایک نازک بحث اس مقام پر آ گئی تھی اس پر تم غور کرنا اور سوچنا کہ خلاق
مطلق کے منشا کے دریافت کرنے کے مختلف ذریعے آپس مین کیسے متفق ہین
یہ تطابق تحریری شریعت کا بڑا بھاری معیار ہے - جو شریعت اس سے
مطابقت نہ کھاے مجھ کو وہ اس کی نہین جس کی یہ نوامیس طبیعی ہین
کچھ تعجب بھی ہے کہ خدا نے قواے اندرونی اور بیرونی بھی پیدا

کیے ہین - پھر یہ بھی سوچو کہ بعض اُن مین کے سرکش اور بعض مطیع ہین بعض دونون مین تعدیل کرنے والے ہین -

پھر یہ بھی سمجھو کہ خلاقِ مطلق کی بنائی ہوئی کوئی شے بے کار نہین - نہ اُس کا یہ منشا ہے کہ اُن مین سے کوئی قوت ہلاک یا زائل ہو جائے اگر یہ منشا ہوتا تو وہ اُنھین پیدا ہی کیون کرتا - البتہ اُس کا یہ منشا اور مقصود ضرور ہے کہ قواے بہیمی گو منھ زور گھوڑے کی طرح پیدا ہوئی ہین - مگر مطلق العنان نہ چھوڑی جاوین -

پھر جو قواے ملکوتی ہین وہ بھی اپنا منصبی کام انجام دیتی رہین - اُس کا یہ منشا ہرگز نہین کہ ایک قسم کی قوتین تو پژمردہ ہو جاوین اور دوسری قسم کی شگفتہ رہین - اُس کا مقصود یہ ہے کہ ہر قسم کی قوتین اپنا اپنا کام دیتی رہین -

مثال کے طور پر سمجھو کہ انسان کے چار حصہ ہین

پہلا حصہ جسمانی -

دوسرا عقلی -

تیسرا اخلاقی -

چوتھا روحانی -

اول جسمانی -

ہمارے جسمانی حصہ کا یہ مقتضی ہے کہ ہم توانا ہون [illegible] ہون - ہم

چست ہون جسم اور ہم چالاک ہون ہمارا ہاضمہ درست ہو یہ دعا جو کسی نے مانگی تھی ۔

الٰہی زبن معدہ من مرنجان
دگر ہرچہ رنجید رنجیدہ باشد

وہ گویا تمھارے حق مین مستجاب ہوگئی ہو۔ تمھارا چہرہ بشاش نظر آتا ہو صحت کا زور ہر رگ و پے مین دوڑا ہوا ہو غرض انسان جو ظاہری آنکھ سے دکھائی دیتا ہے وہ بہر وجوہ مکمل اور مضبوط ہوتا کہ انگریزی مین جو کسی استاد نے کہا ہے کہ ۔

"Healthy soul reside in a healthy body"

ترجمہ ۔ تن درست روح تن درست جسم مین رہتی ہے تم اس کے مصداق ہو۔

انسان کے عقلی حصہ کا یہ مقتضیٰ ہے کہ ہمارے جملہ قوائے ذہنی درست ہون ہمارے حواس درست ہون ۔ ہمارا حافظہ متدین ہو ۔ ہمارا تصور ٹھیک ہو ہمارا تعقل ۔ ہمارا استنتاج ۔ ہمارا قیاس ۔ ہماری رائے مصئون عن الخطا ہو ہر قوت منجھی ہوئی ہو ہر وقت ہر ایک کام سرانجام کرنے کے لائق ہو۔

ہمارے اخلاقی حصہ کا مقتضیٰ ہے کہ ہماری خواہشین ہمارے جذبات

ہمارے فیلنگز (feelings) ہمارے افیکشنز (affections) سب ٹھیک ٹھاک ہوں۔

ہمارا روحانی حصہ یہ چاہتا ہے کہ ہمارا ایمان مضبوط ہو ہمارا اعتقاد راسخ ہو ہمارا ذوق وشوق تیز ہو ہمارا ذکر ہمارا فکر زوروں پر ہو۔ ہماری نماز ہمارا نیاز مخلصانہ ہو۔

کامل وہ ہے جس کی چاروں میٹھی ہوں۔ ناقص وہ ہے جو ایک میں کامل ہو اور باقیوں میں ناقص ہو۔

پھر مبارک وہ ہے جس کے چاروں میٹھے ہوں نامبارک وہ ہے جس کا کوئی بھی میٹھا نہ ہو۔

اب مولوی صاحب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو تم کامل ہو یا ناقص ہو تمہارے چاروں میٹھے ہیں یا چاروں کھٹے ہیں۔

تم نے ہر ایک حصہ کی تکمیل کے واسطے کبھی کوشش نہیں کی جسم کے اعتبار سے تم مردوں کی گون ہو بدن تمہارا پھولا ہوا ہے۔ توند نکلی ہوئی ہے نقرس درد بڑا ہوا ہے۔ موٹاپا بلائے جان ہوا ہوا ہے۔

فربہی چیزے دگر آماس چیزے دیگر است

موٹاپے کے سبب سے بڑا استنجا بھی تم اپنے ہاتھ سے نہیں کر سکتے۔ دو آدمی لنگوٹ چھاپے کر کھڑے ہوتے ہیں ایک ایک سیر ایک پٹا تہبند دوسرا دوسرا

اور تیسرا پانی تھیٹرتا ہے پھر وہ دونون انگوچھے سے گھسا لگاتے ہین جب جا کے
تم آب دست لیتے ہو۔

پیادہ پا تم نہین چل سکتے دو قدم چلو تو ہانپنے لگو۔ گھوڑے کی سواری سے
بھی عاری ہو۔ وزن اتنا بے ٹھکانے ہو گیا ہے کہ کوئی گھوڑا اُٹھا ہی نہین
سکتا۔ پالکی پر سوار ہو تو آٹھ گران ڈیل جوان کہارون کا کندھا چھین ہو جا
جاے۔ کھانے کا تمھارے ٹھکانا ہی نہین ناپ تشتاپ ہمشون کھاے چلے
جاتے ہو۔ امتلا ہر وقت موجود ہے کھٹی ڈکارین آ رہی ہین۔ بادی زورون
پر ہے حکیم محمود خان صاحب کے علاج کی تمھارے چٹورپن کے آگے ایک
نہین چلتی۔ وہ بھی حیران ہو گئے۔ تم کو ہر وقت داڑھ گرم رکھنے سے کام ہے۔

"مُنھ چلے اور ستر بلا ٹلے"

پر تمھارا عمل ہے۔ بکری کی طرح ہر وقت تمھارا مُنھ چلتا ہی رہتا ہے اور اُن
بے اعتدالیون سے جو تمھارے جسم کی گت ہو گئی ہے وہ فرمائیے خدا کے
منشا کے موافق ہے یا مخالف ہے تم نے جو سلوک اپنے جسمانی حصہ کے ساتھ
کیا ہے وہ اُس پروردگار عالم کی مرضی کے موافق کیا ہے یا مخالف۔ اُس کا یہ
مقصود تھا کہ تم ایسے اپاہج بن جاؤ جیسے کہ تم آج کل بن گئے ہو اب تمھارے لیے
بنٹنگ[1] پراسس کا مفید پڑنا بھی ایک مشتبہ امر ہے۔

[1] اس نام کی انگریزی مین ایک کتاب ہے اُس مین موٹے آدمیون کے دُبلا

پھر تمہارا عقلی حصہ اس سے بھی زیادہ خراب ہے۔ تمہارے حواس باختہ ہیں تمہارا حافظہ کنجڑے کا سا گلہ یا کباڑی کی سی دُکان ہے۔ کوئی شے اس میں ترتیب سے رکھی ہوئی نہیں ہے تمہارا تصور تمہاری تصدیق تمہارا تخیل۔ تمہارا تعقل۔ تمہارا قیاس سب کے سب نہ صحیح ہیں نہ درست ہیں تمہاری عقل میں یہ بات کبھی آئی ہی نہیں کہ ہم کو عقل کیوں ملی ہے۔

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا [لہ]

پر تم نے کبھی فکر دوڑائی ہی نہیں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا [کلہ]

پر بھی تم نے کبھی غور نہیں کیا تم یہ بھی نہ سوچے کہ انسان کیوں اور کس سبب سے اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے یہ بھی کبھی خیال نہ کیا کہ آدم خلیفۃ اللہ عقل کے سبب سے مقرر ہوا ہے یا کسی اور سبب سے چنا گیا ہے۔

؎ کرنے کی تدبیریں اور علاج ہیں اور اسی سبب سے جن کی تربیت سے موٹا آدمی دبلا ہو جاتے فزیالوجی کہتے ہیں اس کتاب کے مصنف کا نام ڈاکٹر بنٹنگ ہے اسی واسطے کتاب انہی کے نام سے منسوب ہو گئی۔

لہ جس کو حکمت و عقل ملی اس کو بڑی نعمت ملی۔

کلہ آدم کو سب نام سکھا دیئے۔ ہر شے کا نام معین کرنے میں [illegible] پڑا اس (تعقل) کام میں لانا پڑتا ہے دیکھو منطق احمدی وہاں مفصل اس کی بحث ہے۔

اَلْاِنْسَانُ خَلِیْفَۃُ الرَّحْمٰنِ[1]
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً[2]

مین جو اس طرف اشارہ ہے اُس پر تم نے کبھی دھیان ہی نہین کیا تم یہ بھی کبھی نہ سوچے کہ عقل ہی وہ امانت تھی جس کے اُٹھانے کی جرأت سوائے حضرت انسان کے کسی دوسرے کو نہ ہوئی۔ چنانچہ قرآن مجید مین آیا ہے

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

ترجمہ ہر آئینہ ما پیش آوردیم امانت را بر آسمان ہا و بر زمین و بر کوہ ہا۔ پس قبول نہ کردند کہ بردارند آن را و ترسیدند ازان۔ و بر داشت آن را آدمی۔ ہر آئینہ وے ہست ستمگار نادان

حافظ نے بھی اس شعر مین اسی امانت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

پھر جہان یہ لکھا ہے کہ

---

[1] انسان رحمٰن کا خلیفہ ہے۔
[2] ہم آدم کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرنے والے ہین۔

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ اس درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ ظالمین مین گنے ہوگے۔

وہان محقق معارف آگاہ نے اُس کی تفسیر مین بیان کیا ہے کہ شجر مخلوط سے مراد شجرۃ العلم والعقل ہے جب تک آدم کو عقل نہین ملی تھی وہ غیر مکلف حیوانون کی طرح بے فکر [illegible] ادھر ادھر پھرتے تھے۔

عالم بے خبری [illegible] است

حیف [illegible] خبر دار شدیم

جب تلک بے عقل تھے معصوم کہلاتے تھے ہم

عقل آئی [illegible] کو [illegible] ہوئی

[illegible] تھے جب تلک تھے سب کے تھے پیارے

ہوش کی باتین اگر کیا ہم [illegible] ہوئی

مگر شجرۃ العلم والعقل کا پھل کھاتے ہی غفلت کا پردہ اُٹھ گیا۔ اپنا عیب و صواب نظر آنے لگا۔ برہنگی سے شرم آئی ستر پوشی کا خیال ہوا۔ اور تو اُس وقت کچھ بن نہ آیا۔ انجیر کے پتون سے ستر عورت ڈھانک لیا۔ یہ پہلا فعل عقل کا تھا جو ظہور مین آیا اور اُس سے آدم مکلف بن گیا۔ اور یہ سب کچھ عطائے عقل کے سبب سے ہوا۔ مگر مولوی صاحب اثم نے کبھی یہ خیال نہ کیا کہ ہم اس عقل خداداد سے کام لیا کرین یا یون ہی اسے بیکار پڑا رہنے دین۔

تم نے یہ سوچے کہ بے کار پڑے رہنے سے عقل مین بھی اسی طرح زنگ لگ جاتا ہے جس طرح غیر مستعمل کنجی مین زنگ لگ جاتا ہے تم یہ بھی نہ سوچے کہ خدا نے جو انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اُس مین کیا بھید ہے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَلٰی صُوْرَتِہٖ

یہ مماثلت عطیہ عقل کے سبب سے ہے یا کسی اور سبب سے

تمھارے اخلاقی حصہ کا بھی عجیب حال ہے۔ تم کبھی نہ سوچے کہ حسن و غیر حسن کے کیا اصول ہین تم کو اپنے ابنائے جنس کے ساتھ کیونکر پیش آنا چاہیے سوسائٹی تم سے اس امر کی چشم داشت رکھتی ہے اور تم اُس کی امید پوری کرتے ہو یا نہیں تمھارے اخلاق نیک ہین یا بد ہین۔ تم نہین سوچتے کہ اُن سے سوسائٹی پر کیا اثر پڑے گا۔

اس کی زیادہ وضاحت کی بیان حاجت نہین شمہ اُس کا پیش تر بیان کر آئے ہین

تمھارے روحانی حصہ کی پژمردگی اور بھی قابل افسوس ہے ظاہر مین تم اُس کی طرف زیادہ راغب ہو۔ گویا خدا مین اور تم مین آدھے اُنگل کا فرق رہ گیا ہے اور اُس سے واصل ہوا ہی چاہتے ہو۔

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ

کا بھید گویا تم سمجھ ہی گئے ہو۔ مگر تمھین معلوم نہین کہ تمھارے اور اُس کے درمیان کتنا فرق اور بُعد ہے نہ تم یہ جانتے ہو کہ تمھارے اور اُس کے درمیان

کیا تعلقات ہین نہ تمھین یہ خبر ہے کہ یہ تعلقات کن باتون کے مقتضی ہین
جو کچھ تم لوگون سے سن کر سمجھے ہوے ہو وہ صرف یہ ہے کہ ان جملہ تعلقات کا مقتضی
نماز ہے حالانکہ ان تعلقات کے اور بھی مقتضیات ہین۔ ازانجملہ ایک نماز
بھی ہے مگر مولوی صاحب تمھاری نماز اُس لکڑی کی مورت کے مانند جو ہاتھ
باندھ کر کھڑی ہو جاے۔ پھر گھٹنون پر ہاتھ ٹیک کے جھک جاے۔ پھر زمین
پر گر کر سجدہ کرے مگر اس امر کے سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتی ہو کہ کیا کر رہی ہے تمھارے
تعلقات خدا کے ساتھ اس سے بہتر نماز چاہتے ہین۔ تم کو نماز کی ایسی عادت پڑ گئی
ہے جیسے بعضون کو پان اور حقہ کی عادت پڑ جاتی ہے جب تک وہ حاصل نہو
آرام نہین آتا گو یہ عادت ایک نیک فعل کی ہے مگر اس کو بالکل بے معنی نہین
ہونا چاہیے اصل یہ ہے کہ تم حقیقت نماز سے غافل ہو تم ظاہر مین اپنے تئین
خاشع خاضع بنا کر اُس دلون کے بھید جاننے والے کے روبرو کمال ادب
سے کھڑا ہوا دکھلانا چاہتے ہو۔ لیکن باطن مین نماز کے وقت تمھارا بعد اُس سے
اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ تمھاری نماز کے ظاہری اور باطنی ارکان برابر ادا ہونے
چاہئین مولانا نظام الدین فخر الاولیا زری زر بخش فرماتے ہین۔

ہرکس کہ در نماز نہ بیند جمال دوست
فتوی ہمی دہم کہ نمازش قضا کند

مولوی صاحب! اگر تمھین ان باتون کی تفصیل سو جھادین تو برسون لگ

جا دیں۔ قصہ مختصر یہ کہ جس باغ کے چار درجے ہوں اگر اُس کا ہر درجہ شاداب
و شگفتہ ہو تو لطف آوے گا۔ ورنہ جو درجہ اُجاڑ ہو اُس سے وحشت ہوگی۔
اسی طرح لطف اُس کو ہے جس کے چاروں حصے (جسمانی عقلی اخلاقی
اور روحانی) شالامار[1] باغ کے چاروں حصوں کی طرح شگفتہ و شاداب ہوں۔
یہاں ہمیں ایک اور بات کہنی باقی رہ گئی وہ بھی سُن لو وہ یہ ہے کہ اگرچہ
خدا کا منشاء اور مقصود خود اُس کی کائنات سے نمایاں ہوتا ہے تاہم بعض انسان
ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کی سمجھ میں یہ راز نہیں آسکتا اس واسطے یاد رہے کہ

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

رباعی

ہر برگ سے قدرتِ حق پیدا ہے
ہر پھول سے صنعتِ صمد پیدا ہے
سینہ ہے بشر کا وہ محیطِ ذخار
ہر ایک نفس سے جذر و مد پیدا ہے

تاہم خالقِ برحق نے مخبرِ صادق کے ذریعے اپنا منشا آیاتِ بینات میں بتا دیا ہے

[1] شالامار باغ لاہور میں ہے۔ اُس کے چار درجے ہیں۔ ہر درجہ بجائے خود نہایت خوب صورت ہے۔

پھر کتنے افسوس کی بات ہے۔ اگر انسان نہ تو خود صنائع پر غور کرکے صانع کا نشا دریافت کرے نہ اُس کے ایلچی کی لائی ہوئی آیات بینات پر غور کرکے اُس کا مقصود دریافت کرے۔

سُنو مولوی صاحب! محبوب کی گلی کا کتا بھی پیارا ہوتا ہے۔

پاے سگ بوسید مجنون خلق گفتہ این چہ بود
گاہے گاہے این سگے در کوے لیلیٰ رفتہ بود

ساری خلقت تمھارے محبوب کی مخلوق ہے۔ مگر ہم نے تو تمھین سب کو پیار کرتے نہین دیکھا۔ گو سب پکار کر کہہ رہے ہین کہ ہم تمھارے محبوب کی مصنوعات ہین پر تم اُن سے رُخ پھیرے ہوے ہو۔ تمھاری چتون اُن سے پھری ہوئی ہے تمھارا قہر اُن پر بھڑکا ہوا ہے۔ تم اِس فکر مین ہو کہ ممکن ہو تو جو ہمارا سا مذہب ہمارا سا اعتقاد نہین رکھتے اُنھین توپ کے مُنھ اُڑا دین۔ تم اُن سے بھی یہی سلوک کرنا چاہتے ہو۔ جو گو تمھارا سا مذہب اور تمھارا سا اعتقاد رکھتے ہین۔ مگر تمھاری سی راے نہین رکھتے۔ یا تم سے بعض خفیف امور مین مختلف الراے ہین۔ واہ تم نے اپنے محبوب کے مخلوق کی خوب قدر کی۔ تم بڑے سچے محب نکلے۔ تم نے حب اللہ کا حق خوب ادا کیا۔

اگر تمھاری سرد مہری۔ اُسی جگہ ختم ہو جاتی تو اچھا ہوتا وہ تو اس سے بھی آگے بڑھی ہوئی ہے تمھارے حبیب کے بہت سے دوست بھی ہین۔ اُن مین سے

ایک تمھارے حبیب کا حبیب بھی ہے پیارے کے پیارے کا جو لحاظ و توقیر اور عزت ہوتی ہے وہ سب جانتے ہیں لیکن مولوی صاحب! تم نے اپنے حبیب کے حبیب کا کیا لحاظ کیا۔ توقیر کی کیا عزت کی وہ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ کہتا ہوا رخصت ہوا تمھارے چھوٹے منھ سے بھولے سے ایک دفعہ بھی لفظ قومی نہ نکلا۔ جو بوڑھا قَوْمِیْ قَوْمِیْ کہتا ہوا تمھارے حبیب کے حبیب اور اپنے نانا کے پاس جائے گا تم اُس کے منھ سے یہ لفظ سن کر اُسے نفرین کرتے ہو تم ہنسی کے طور پر کہتے ہو سید احمد نیچریوں کا پیمبر ہے۔ علی گڈھ کا اُن کا کعبہ ہے۔ قومی ہمدردی اُن کا کلمہ ہے۔ مگر سید نہ نیچریوں کا پیمبر ہے۔ نہ علی گڈھ اُن کا کعبہ ہے نہ قومی ہمدردی اُن کا کلمہ ہے۔

اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا تَقُوْلُوْنَ

البتہ سید اُن کے پیمبر صلعم کا نواسا ہے اور

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ

کا مصداق ہے۔ اُس کے نانا نے بہ حیثیت منصب رسالت فرطِ غم خواری سے بوقت رحلت اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ کہا۔ سید بہ حیثیت غم خوارِ قوم کے با اتباع اپنے نانا کے قَوْمِیْ قَوْمِیْ کہے گا۔ اور مبارک ہے وہ جس کا خاتمہ بالخیر سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی تبعیت پر ہو۔

الٰہی بحقِ بنی فاطمہ | کہ بر قولِ ایمان کنم خاتمہ

راوی - یہان پہونچ کر گواہون نے کہا کہ -

"سنو مولوی صاحب! گو بڑی بڑی باتون اور اصول مین تمھاری جانب سے حب اللہ کا ظہور نہین ہوا ہے - مگر ہم کو اُس سے انکار نہین کہ بعض چھوٹی باتون مین یعنی فروع مین تم سے حب اللہ کا ظہور ہوا ہے - جب پادری گارڈن نے تم کو اِدھر اُدھر کے سبز باغ دکھائے اور کہا کہ اگر عیسائی ہو جاؤ تو مس روز سے تمھاری شادی کر دین گے تو حالان کہ مس روز سے تم کو دلی تعشق تھا پھر بھی تم نے حباً للہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کے دین کو نہ چھوڑا - اسی طرح جب ایک دفعہ عبد الدہر دہریہ نے تمھین گھیر لیا - اور کہا کہ واجب الوجود کے وجود کا اگر انکار کرو تو آپ ہمارے مرشد اور ہم آپ کے مرید اور یہ جو دولت دنیا ہے سب آپ کا مال ہے اور جو ہماری بات نہ مانو گے تو خنجر ہو گا اور تمھارا حلقوم ہو گا - مگر نہ تو تم لالچ مین آئے اور نہ تم اُس کی تخویف سے ڈرے - پس اس واسطے تمھاری حب اللہ کا وزن نیم پاؤ ہوا -"

؎ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

یہان پہونچ کر گواہون نے سکوت کیا - اور پھر [illegible] اور کیمیکل اگزامنر صاحب بولے -

"مولوی صاحب! اب تو تمھاری تشفی ہوئی یا ابھی کچھ باقی ہے؟"

؎ اللہ محسنین کا اجر ضایع نہین کرتا -

ھم - مین نے شرم کے مارے گردن نیچے جھکا لی۔ یہ چاہتا تھا کہ اگر اُس وقت زمین شق ہو جاتی تو مین اُس کے اندر گھس جاتا۔

حرام موت نہوتی تو زہر کھا جاتا

مگر ناچار کر دن تو کیا کر دن ۔

"کردنی خویش آمدنی پیش"

راوی - مولوی صاحب یہان پہونچ کر زار و قطار رونے لگے اور کہا کہ - "اب مین آپ سب صاحبون سے بہ کمال عجز و الحاح عرض کرتا ہون کہ آپ سب صاحب بھی اپنے اپنے گریبان مین مُنھ ڈال کر دیکھین آپ کی دینی سرگرمی کے اجزا صالح ہین یا غیر صالح - آپ کی دینی سرگرمی مین تعصب کتنا ہے - جہل مرکب کتنا ہے - ریاکاری کتنی ہے - لالچ کتنی ہے حسد کتنا ہے اپنے علم - زہد - تقویٰ - حسب و نسب کا غرور کتنا ہے - خیر خیرات کتنی ہے - حب العلماء حب القوم کتنا ہے - حب اللہ کتنا ہے - اور ہر ایک کی کیا کیفیت ہے"

روزگارم بشد بہ نادانی

من نہ کردم شما حذر بہ کنید

اب مین اپنے پچھلے گناہون سے توبہ کرتا ہون اور اپنے خدا سے وعدہ کرتا ہون کہ آئندہ صراط مستقیم پر چلون گا - تعصب کو سیر اسلام - جہل مرکب کی دم مین نمدا - ریاکاری کا مُنھ کالا - حسد پر خدا کی لعنت - اپنے علم - زہد - تقویٰ

اور حسب و نسب کے غرور پر شیطان کی پھٹکار۔ لالچ کے سر پر خاک۔ خیر خیرات وہی جو قوم کے کام آوے۔ حب العباد۔ حب القوم۔ اور حب اللہ کی راہ مین جان قربان۔ بوڑھے سید کے اوپر سے روح فدا۔ اس کی ہر کوشش قومی پر ہزار بار جان تصدق۔ اُس کے اسٹریچی ہال کے واسطے چندہ حاضر۔ اس کے مدرستہ العلوم کے لیئے جان و مال موجود۔

تم بھی اے دوستو جنھون نے یہ خواب سُنا ہے عبرت پکڑو اور اس دعا مین میرے ساتھ شریک ہو۔

دعائے اخیر

اے خلاقِ عالم!

بخش کہ ہماری دینی سرگرمی کا وزن بے انتہا ہو۔ اُس کے سارے اجزا صالح ہون۔ اُن مین جو کھونٹ ملی ہوئی ہے وہ دور ہو جاوے وہ ایسی صاف اور بے غل و غش ہو جاوین جیسا کندن ہوتا ہے۔

بخش کہ ہمارا تعصب۔ ہمارے قساوت قلبی اس طرح دور ہو جاوین جس طرح گدھے کے سر پر سے سینگ دور ہو گئے ہین۔

تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ

پر ہمارا عمل ہو۔ اور جیسی صاحب خلق کی شان مین آیا ہے۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

اُس کا اتباع نصیب کر

ہم تیرے جملہ بندون کو تیرا سمجھہ کر اُن سے محبت والفت کرین ہماری نفسانیت اور ضد اور ہٹ دھرمی دفع ہوجاے جو پردہ تعصب کا ہماری آنکھون پر اور جو مہر تعصب کی ہمارے دلون پر لگی ہوئی ہے وہ اُٹھادے اور چشم حق بین اور دلِ پُردرد عطا کر۔ ہمارے اور کل دنیا کے انسانون کے درمیان اخوت قائم کردے اور آپس مین ہماری قوم (مسلمانون) کے درمیان بھی ربط وضبطِ برادرانہ پیدا کردے۔ تو مقلب القلوب ہے جملہ انسانون کے دِل تیرے ہاتھہ مین ہین۔ تو ہمارے دلون کو محبت برادرانہ اور شفقت محبانہ کی طرف پھیر ہمارے حسد ہمارے بُغض ہمارے کینہ ہماری عداوت کو محبت اور الفت سے بدل دے۔ اور بخش کہ تیری ساری مخلوق امن چین سے ایک دوسرے کے ساتھہ بسر کرین اور پھر خلق اللہ یہ کہتی پھرے۔

بہشت آن جا کہ آزارے نباشد

کسے را با کسے کارے نہ باشد

اے احکم الحاکمین تو ہم کو اپنے قیصر ہند کی وفادار رعایا بنا۔ ہم اُس کے ظل حمایت مین امن وامان سے گزران کرتے ہین۔ اپنے فرائض دینی وشعائر اسلامی کمال آزادی سے بجا لاتے ہین۔ وہ خود اگرچہ دین مسیحی کی معتقد اور تثلیث کی

قائل ہے مگر جو صرف تجھی اکیلے۔

اَللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَ
لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

کی پرستش کرتے ہین۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

کہتے ہین وہ اُن سے معترض نہین ہوتی۔ وہ ہم کو اور یورپین کو مساوات کی نظر سے دیکھتی ہے وہ فرقہاے مختلف پر عدل وانصاف سے حکومت کرتی ہے ہمین ایسے بادشاہِ عادل اور منصف کے خلاف غداری اور فتنہ پردازی سے بچا۔ ہم اپنے شاہ وقت کے مصداق۔

اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

کا تصور کرکے اُس کی اعانت اور حمایت کے واسطے ہر وقت آمادہ رہین

ہمین معلوم ہے۔ اے علام الغیوب کہ جب سلطنت ٹرکی کا آفتاب لب بام تھا جب اُس کی حیات کا پیمانہ لبریز ہونے کو تھا جب اُس کی کشتی ہستی کے دریا مین عن قریب ڈوبنے والی تھی۔ جب خرس روس قریب تھا کہ اُسے دبوچ بیٹھے۔ تو ہماری قیصر ہندہی کی سلطنت ایسے آڑے وقت مین ٹرکی کے کام آئی تھی۔

ہم جانتے ہین اے ہمارے محسن حقیقی! کہ تو ہمیشہ اپنے بندون کی بہتری

چاہتا ہے تیرے ہر فعل سے۔ تیرے ہر قول سے بے انتہا عطوفت اور شفقت
ظاہر ہوتی ہے۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تیرے برگزیدہ چند بندے تیری مخلوقات کے ساتھ
بھلائی اور نیکی کرنی چاہتے ہیں اور اُس خواہش اور ارادہ سے صدہا طرح
کی تدبیریں اُن کی ترقی اور بہبود کی سوچتے ہیں تو اُن کے ساتھ ہوتا ہے
تو اُن کی مدد کرتا ہے اور جو کوئی تیرے اُن برگزیدہ بندوں کی مدد اُن کی
مساعی جمیلہ میں کرتا ہے تو اُن کا بھی ممد و مددگار ہوتا ہے مگر اے محسنِ حقیقی
ہم نے اپنے تعصب سے۔ اپنی جہالت سے۔ اپنی ہٹ دھرمی سے اپنی ضد
سے تیرے ایسے برگزیدہ بندوں کو مدد نہیں دی ہم نے دیدہ و دانستہ اُن کو
تکلیف پہنچائی ہے۔ اُن کی کوششوں کو کالعدم کرنے کی کوشش کی
ہے اُن کے دل دکھائے ہیں اور اپنی قوم سے کوئی نیکی نہیں کی ہم اپنے
اس گناہ کا صاف صاف [illegible] پشیمانی کے ساتھ اقرار کرتے ہیں مگر ساتھ ہی
اُس کے توبہ بھی کرتے ہیں اور تیرے ساتھ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ آئندہ ہم
سے ایسا جرم سرزد نہ ہوگا۔ [illegible] تو ہمارے گناہوں سے درگذر
اور خطا معاف کر۔

اے عالمِ جزو و کل! آہ ہم نے [illegible] تیرے حبیب کے پیارے نواسہ
[illegible]

مرکب نے تیرے حبیب کی دعوت اسلام سے ابوجہل کو محروم رکھا تھا۔

ہمین جہل مرکب نے اپنے نقصون سے کبھی آگاہ نہین ہونے دیا۔ ہم اُس کے بہکانے سے اپنے تئین کامل سمجھتے رہے۔ حال آن کہ ہمارے مانند کوئی ناقص اور ادھورا نہ تھا۔

اے اکمل الکملا! تو ہمین اس جہل مرکب کے پھندے سے نکال۔ اور ہمارے دلون مین کمال حاصل کرنے کی خواہش ڈال۔

ہمارے تعصب اور جہل نے ہمین اوہام باطلہ اور خیالات پست مین بھی پھنسایا ہوا ہے وہ کون سا وہم باطل ہے جس کے ہم قائل نہین۔ وہ کون سا خیال بیہودہ ہے جس کے ہم معتقد نہین مگر اے قادر مطلق ہم کمال خلوص دل سے دعا مانگتے ہین کہ تو ہم کو اوہام باطلہ اور خیالات پست کے جکڑ بند توڑ ڈالنے کی ہمت اور توفیق عطا کر اور بخش کہ سوائے خیالات صحیحہ اور امور حقہ کے اور کوئی شے ہمارے ذہنون مین جاگزین نہو۔

ہم نے اپنی بے وقوفی اور نادانی سے تیرے علم اور تیرے کلام مین اب تک مطابقت دریافت نہین کی ہم تیری موجودات اور تیری آیات کو ہم مختلف سمجھتے رہے گویا کہ کام کسی اور کا اور کلام کسی اور کا تھا۔ حال آن کہ دونون تیرے ہی تھے اور حال آن کہ دونون مین ایک شوشے کا بھی فرق نہین۔

ہم نے اگلون کی اندھی تقلید سے تیرے پاک کلام کی تفسیر مین بھاری

غلطی کی جس طرح اگلون نے غلط یونانی حکمت اور فلسفہ کے موافق قرآن
کی تفسیر کی اور یہودیون وغیرہ سے لے کر غلط قصہ کہانیان اس مین داخل
کین ۔ ہم اسی کو صحیح سمجھے اور جس نے غلط یونانی حکمت اور فلسفہ اور یہودیون کے
قصہ کہانیون کا انکار کیا ہم نے معاذ اللہ منہا اسے قرآن کا منکر سمجھا حالانکہ غلط
یونانی حکمت اور فلسفہ کا انکار یا یہودیون کے قصہ کہانیون سے انکار قرآن کا انکار نہین ہو سکتا
ہم نے احادیث کو تیرے پاک کلام پر منطبق کر کے کبھی نہین دیکھا کہ وہ اس کے
مخالف ہین یا موافق ہین ہم نے روایت مین درایت کو دخل نہین دیا ہم
نے روایت کی تنقید اور تنقیح واقعات اور مضامین متعددہ پر غور کرنے سے
کبھی نہین کی ۔

ہم نے تیرے پاک کلام کو جادوگرون کی طرح گنڈے اور تعویذ کے طور پر
استعمال کیا ۔ ہم نے دنیاوی اغراض کے واسطے اسے پڑھا ۔ مگر تیری آیات
پر غور کرنے اور ان سے ہدایت پانے کے واسطے اسے کبھی نہین پڑھا وہ
بے شک متقین کے واسطے ہدایت ہے ۔

الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

لیکن ہم نے اس کے ورد سے اور ہی اغراض وابستہ رکھین ۔

مگر اے ہادی برحق ہماری اندھی عقل کی باتون پر نہ جا تو ہمین آیندہ
کے لیے توفیق دے کہ ہم تیرے پاک کلام مین کسی غلط حکمت اور فلسفہ کو دخل

نہ دین۔ زید و بکر کی نہ مانین اور مانین تو صرف تیری یا تیرے حبیب کی مانین۔ اور جن اقوال کو لوگون نے ناحق تیرے حبیب سے منسوب کیا ہے اور اسی سبب سے وہ تیرے کلام سے مطابقت نہین کھاتے اُن مین تمیز کرنے کی قوت ہمین عطا فرما بحق آمین وطٰہٰ۔

اے دلون کے جانچنے والے! سب سے بھاری بلا ریاکاری کی ہم پر ہمیشہ مسلط رہی ہے۔ اس سے ہم نے تیری اطاعت۔ تیری بندگی۔ تیری یاد مین بھی کام لیا۔ ہمارا کوئی سجدہ۔ ہماری کوئی نماز۔ ہمارا کوئی وظیفہ۔ ہمارا کوئی مراقبہ۔ ہمارا کوئی چلہ۔ ہماری کوئی خیرات۔ ہمارا کوئی قول۔ ہمارا کوئی فعل۔ ہماری کوئی نصیحت۔ ہمارا کوئی وعظ۔ اس ریاکاری سے خالی نہ تھا۔ اے علام الغیوب ہم انسانون کو دھوکا دیتے ہی تھے۔ ہم نے اپنی نادانی سے ریاکاری کے ذریعہ تجھے بھی دھوکا دینا چاہا۔ یہ ہمارا ایسا قصور ہے کہ ہمین تجھ سے اس کے لیے معافی مانگتے ہوے بھی شرم آتی ہے۔ لیکن اے غفور الرحیم اگر ہم تجھ سے عفو کے خواستگار نہون تو کس سے ہون۔ اگرچہ یہ ہمارا گناہ بہت بڑا ہے

چو بر حشر گنہم روز حشر خواہد بود تمسکاتِ گناہانِ خلق پارہ کند

مگر تیرا رحم اس سے بھی زیادہ بڑا ہے۔

بر امید آیۂ لاتقنطو من رحمتی

ہر تحفۂ درخُبث و جوے سہو و عصیان می ارم

بخشش دینا تیری شان کے لائق ہے گو ہم بخشش کے لائق نہ ہوں۔
اے متکبر ہم سعدی کا شعر بھی بھول گئے۔

مراورا رسد کبریا و منی
کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی

اور اپنے علم۔ زہد۔ تقویٰ۔ حسب نسب پر اترانے لگے۔

"ہم چو من دیگرے نیست"

ہمارے ذہن میں سمایا رہا ہے ہم اپنی اصل اور نسل بھول گئے حقیقت میں ہم بے حقیقت ہیں۔ مگر غرور کا ستیاناس ہو اس نے باد نخوت ہمارے دماغ میں بھر دی اور ہم فرعونِ بے سامان بن بیٹھے بے شک یہ ہمارا غرور ہی تھا جس نے تیری آیات بینات کے صحیح معانی اور منشا سمجھنے سے ہمیں باز رکھا اور یہ فروتنی اور انکساری ہی تھا جس نے حقائق اور معارف قرآنی سعید پر منکشف کر دیے۔

اگرچہ پندار و عجب نے ہمیں اپنے غرور سے دیر میں واقف کیا ہے مگر اے ارحم الراحمین اب بھی موقع ہے کہ تو اس کثافت سے ہمارے دلوں کے آئینے صاف کر دے تاکہ ہم اپنی اصل حقیقت سے مطلع ہو کر بار دگر کبھی اس جرم کے مرتکب نہ ہوں۔

اے بے نیاز ہمیں طمع نے کسی کام کا نہیں رکھا اس سے کبھی ہم عیاشی کے

تابع ہوئے کبھی قلاشی کے۔
اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ۔

طمع راسہ حرف ست وہر سہ تہی

تاہم اُس کے (ط) ہیں طلا۔ (م) ہیں مزہ اور (ع) ہیں عشرت ہمیں ہمیشہ دکھاتی دیتی رہی۔ اور اسی واسطے ساری عمر یہ ہماری زندگی کا اصل اصول رہی ہے۔

ہمیں ضرور سعدی نے سمجھایا۔

گفت چشمِ تنگِ دنیادار را
یا قناعت پُر کند یا خاکِ گور

تاہم تا اب گو ہم قناعت سے دور رہے اور قبر میں جانے تک طمع کے ذریعہ سے اپنے جیب و دامان بھرنے کے پیچھے پڑے رہے۔
سعدی سے ہم یہ بھی سنتے رہے۔

اے قناعت تونگرم گردان
کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست

پھر بھی قناعت کو ہم نے ہمیشہ قنات باہر ہی رکھا۔
ہمارے دلوں پر دام و درم کے ایسے ہی نقش ہیں جس طرح مچھلی پر فلوس کے ہوتے ہیں۔

ہم رات دن مال و دولت کے جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور یہ کبھی نہیں دیکھتے کہ ان کے جمع کرنے کے ذریعے جائز ہیں یا ناجائز۔

ہماری نظر دوسروں کے مال پر ہمیشہ رہتی ہے جوں جوں ہم زیادہ جمع کرتے جاتے ہیں اُسی قدر ہماری طمع بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر قارون کا خزانہ بھی ہمارے ہاتھ لگ جائے تو بھی۔

هَلْ مِنْ مَّزِيْد

کی آواز ہمارے دل سے نکلے۔

اے بے نیاز! طمع- آز- اور حرص کے دیوؤں کو قابو میں لانے کے واسطے بھی ہم تجھی سے امداد کرتے ہیں تو ہماری مدد کرنا کہ ہم اُن پر غالب آئیں۔

اے رزاقِ عالم! ہم نے اپنے طور پر خیرات بھی بہت کی مگر وہ کسی قاعدہ کسی اصول پر مبنی نہ تھی۔ اُس سے غیر مآل مُردم خوروں کا گروہ بڑھ گیا اُس سے سائلین کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ اُس نے مستحقین کو محروم رکھا اور غیر مستحقین کو دلوایا۔ وہ کسی قومی کام میں کام نہ آئے اُس میں نمود و نام وری کا ہمیں زیادہ خیال رہا۔ اُس میں ثواب کی امید ہم نے زیادہ کی خیر کو محض خیر کی نیت سے کبھی نہیں کیا۔ ہم نے جس کو چار کوڑیاں بھی دیں گویا اُسے مول لے لیا۔ اُس پر احسان رکھا۔ اُس پر منت رکھی۔ اس پر اپنی فیاضی جتائی۔ برعکس اس کے ہم یہ نہ سمجھے کہ دراصل جس نے ہم سے خیرات

قبول کی۔ اُس نے ہم پر احسان کیا۔ کہ مورد ثواب بنایا۔ ہم یہ بھی نہ سمجھے
کہ جو ہم نے دیا وہ ہم کہان سے لائے تھے۔ اے مالک زمین و آسمان جو کچھ ہے
سو تیرا ہی ہے پھر تیرے مال کو دے کر ہم کون اترانے والے نظامی نے سچ کہا ہے

نیاوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

پھر ایسی خیرات پر فخر کاہے کا اور گھمنڈ کس بات کا۔

پس اے پروردگار عالم بخش جو کچھ تو نے بلا کسی استحقاق و بدل سابقہ
کے ہم کو عطا ہے۔ ہم اُسے ایسے ہی باقاعدہ قومی ترقی کے کامون مین صرف
کرین جس مین صرف کرنے سے تو راضی ہوگا اور پھر ہم ایسے کامون مین
صرف کرنے سے اترائین نہین۔ بخش کہ ہماری خیر خیرات دکھاوے کی نہ ہو
وہ مستحق کے سوا غیر مستحق کو نہ جاے۔

اے مطلوب! اگرچہ ہم جانتے تھے کہ سب مخلوقات تیری اپنی ہی ہے اور اگرچہ
ہم کو دعوی تھا کہ ہم اپنے مطلوب کے کُتّے تک کو عزیز رکھتے ہین تو بھی ہم نے
تیری مخلوقات اشرف کے ساتھ عداوت رکھی۔ ہم اُس کے خون کے پیاسے
رہے۔ ہم اُس کے قتل کے درپے رہے۔ پھر اُسی جگہ ہم نے بس نہین کی
ہم نے تیرے حبیب اشرف الانبیا کا بھی لحاظ نہین کیا وہ اُمتی اُمتی کہتا ہوا
سدھارا مگر ہمارے دل مین تادم مرگ قوم کی ہمدردی کا خیال پیدا نہ ہوا۔

وہ رحمۃ للعالمین تھا۔ ہم رحمت للعالمین ہوے۔

اس آخری زمانے مین جو تونے اپنے حبیب کی امت کا سچا غم خوار اور خیرخواہ (سید احمد) پیدا کیا۔ تو ہم نے اُس کی بھی مخالفت کی ہم تیری مخلوقات کے عموماً اور تیرے حبیب کی امت کے خصوصاً عدو مبین رہے۔ ہماری پیشانی ان بد کرداریون کی یاد سے عرق آلود ہے ہم سخت پشیمان ہین کہ جو نیکی اور سلوک ساری مخلوقات سے اور جو محبت اور سلوک اپنی قوم سے ہم کو کرنا چاہیے تھا وہ ہم نے نہین کیا تو اب ہمکو توفیق عطا فرما تا کہ ہم تیری ساری مخلوقات عموماً اور تیرے حبیب کی امت سے خصوصاً خلوص۔ سلوک۔ محبت اور الفت سے پیش آوین۔

اور تیری منشا کے موافق تیری ہر صفت مین تیرا منشا ڈھونڈھین اور جب وہ دریافت ہوجاے تو اُس کے برخلاف کبھی نہ چلین۔ جہان کہین ہماری عقل تیرے منشا کو تیری مصنوعات مین سے اخذ کرنے مین قاصر ہو وہان تو اپنے حبیب کی لائی ہوئی آیات بینات کی روشنی سے اُس کے لیے چراغ ہدایت قائم کر دے تیرا حبیب تیرے منشا سے خوب واقف تھا اُس نے وہی کہا ہے جو تونے کہا تھا

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

آن چہ اُستادِ ازل گفت ہمان می گویم

اسی واسطے تونے اُس کے حق مین فرمایا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ

اے خلاقِ ہژدہ ہزار عالم! تو نے جو انسان میں چار حصے (جسمانی۔ عقلی۔
اخلاقی۔ روحانی) رکھے ہیں بخش کہ ہمارے وہ چاروں حصے درست ہوں تاکہ ہم انسان
کامل ہو جائیں۔ اگر ان میں سے ہمارا کوئی حصہ بھی ناقص رہا تو ہم ادھورے
رہ جائیں گے۔ تیرا یہ منشا نہیں ہے کہ ان میں سے کوئی حصہ ادھورا رہے
پس تو ہم کو توفیق عطا فرما کہ ہم ان کی تکمیل کی کوشش کریں۔ اور جسم میں
عقل میں۔ اخلاق میں اور امور روحانی میں ایسا مرتبہ پیدا کریں جو تیری ہی
صورت رکھنے والے تیرے خلیفہ کے لئے زیبا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ
تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ
أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

دیباچہ

مین نے یہ مضمون مجلس احمدی نامی جنوری سنہ ۱۸۷۵ء مین اخبار علی گڈھ گزٹ
اور اخبار انجمن پنجاب مین چھپوایا تھا۔
اس مضمون کو خواب حیرت سے اس قدر مناسبت ہے کہ اُس کے اخیر مین اُسے
بطور ضمیمہ کے شایع کرنا مناسب معلوم ہوا۔ اُمید ہے کہ ناظرین اِن دونون مضمونون
کو پڑھ کر محظوظ ہون گے۔

احمد شفیع۔

تمہید

مَین ایک دن شہر کے شور و غل سے گھبرا کر دریاے چیناب کی سیر کو چلا گیا۔
موسم بہار کا تھا۔ وقت شام کا تھا۔ دریا لہرین مار رہا تھا۔ سورج چھپنے کو تھا۔ شفق
کی سُرخ سُرخ کرنون نے دریا کے نیلے نیلے شفاف پانی پر عکس ڈال کر عجب پیارا
پیارا رنگ پیدا کیا ہوا تھا۔ لب دریا سبزہ لہلہا رہا تھا۔ ادھر اُدھر خود رو پھول

کھلے ہوئے تھے۔ آگے بڑھ کر ایک باغ بھی لب دریا نظر آیا۔ پٹریان روشین صاف۔ کیاریان پھولون سے معمور۔ درخت میوہ دار سربسجود۔ کلیان چٹکی ہوئین گل کھلے ہوئے۔ چاندنی رات۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی نور کا عالم دکھائی دیتا تھا۔ دیر تک چاندنی کا لطف اور باغ کی بہار لوٹا کیا۔ اسی نظارگی کی حالت مین بادِ سرد کا جو جھونکا آیا۔ آنکھ لگ گئی۔ دیکھا تو اسی باغ مین سنگ مرمر کی ایک بارہ دری نظر آئی۔ اُس کی آب و تاب کشان کشان خود بخود اُدھر کھینچ لے گئی۔

اُس کے گھر لے چلا مجھے۔ دیکھو
دلِ خانہ خراب کی باتین

بارہ دری پر جو نظر پڑی تو ایک بقعۂ نور کا نظر آیا۔ بارہ دری اندر باہر سے دُلھن کی طرح آراستہ تھی اور چند ذی ہوش فصیح و بلیغ۔ عاقل و فرزانہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے چپکے چپکے آپس مین باتین کر رہے تھے۔ مین اُن کی گفتگو سننے کے واسطے ایک گوشہ مین ٹھٹک گیا۔ اُنھون نے بعد مشورہ کے ایک مجلس منعقد کی اور کارروائی شروع ہوئی۔ مین گوشہ مین چھپا ہوا اُن کی ساری کارروائی دیکھتا رہا۔ یہ کارروائی انوکھے ڈھنگ کی تھی۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو میری آنکھ کھل گئی۔ سارا سمان آنکھون مین بسا ہوا تھا۔ [illegible] کارروائی کو شایع کرنا چاہیے۔

کہ حلوا بہ تنہا نہ بایست خورد

لہذا میں نے اس مجلس کی کارروائی بہ طور خلاصہ کے قلم بند کی اور نام اُس کا اپنے نام کی رعایت سے مجلس احمدی رکھا۔

مجلس احمدی

قوائے ذہنی اور حواس خمسہ پہلے تو مدت تک اپنے آقا حضرت انسان کے ظلم و تعدی کی شکایت خفیہ کرتے رہے مگر جب اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو انھوں نے مصمم ارادہ کیا کہ اپنی شکائتیں برسر اجلاس بیان کر کے داد چاہیں۔

کرسی صدارت پر قوت ذہنی مسمی بہ ملکہ عقل اجلاس فرما تھیں انھوں نے ایک مختصر تقریر تمہیدی کے بعد پہلے مستغیث نورِ ایمان (کانشینس) کو ارشاد کیا کہ تمھاری جو شکایت ہے کھڑے ہو کر بیان کرو۔

اُس وقت نورِ ایمان نے یوں تقریر کرنی شروع کی:-

"جناب میر مجلس! آپ پر بہ خوبی روشن ہے کہ میرے معزز عہدہ کا یہ کام ہے کہ میں اپنے آقا حضرتِ انسان کو اخلاق حسنہ کی باتیں بتاتا ہوں۔ ہر معاملہ میں نصیحت کرتا ہوں۔ نیک رویہ کے دستور العمل جتاتا ہوں۔ جب وہ نیک کام کرتا ہے تو تحسین و آفرین کرتا ہوں جب

بدکام کرتا ہے تو تنبیہ و تادیب کرتا ہون اور یہ سخت اور نازک خدمت بلا
امید صلہ کے ہمیشہ جان سے بجا لانے کو تیار رہتا ہون - مگر باوصف این ہمہ
دل سوزی و جان کاہی میرے آقا کا میرے ساتھ یہ سلوک ہے کہ وہ میری
پند و اندرز بلا غرض کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے میری بات ہی سننا نہین
چاہتا - بلکہ جب دیکھتا ہے کہ مین نصیحت کئے ہی جاتا ہون اور میری نصائح
اُس کے کانون مین خواہ مخواہ پہونچے ہی جاتے ہین تو وہ بعض اوقات
اپنے کانون مین اُنگلیان ٹھونس لیتا ہے -

جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِيْ اٰذَانِهِمْ

اور میرے منہ مین ڈات لگانے کا قصد کرتا ہے - لیکن جب اس سے بھی چپ
نہین ہوتا تو وہ کیا کام کرتا ہے کہ عدم توجہی اور تجاہل عارفانہ کا سفوف منوّم
پھنکا کر بے ہوش کر دیتا ہے اور وہ میری پند سودمند سے اس قدر ڈرتا ہے
اور اُس کو میری نصیحت اس قدر کڑوی لگتی ہے کہ جہان تک ہو سکتا ہے وہ
میرے سایہ سے بھی بھاگتا ہے اور جب مین دوڑ کر اُس کے پاس پہونچ
جاتا ہون تو وہ چھینک کر ہکا بکا سا رہ جاتا ہے - الغرض وہ مجھ سے اس طرح پیش
آتا ہے جس طرح کہ کوئی اپنے جانی دشمن سے پیش آتا ہو - چنانچہ مین آپ کو
تھوڑی ہی مدت کا ایک تذکرہ سناتا ہون - اُس سے آپ کو میرے بیان کی
تصدیق ہو جاوے گی -

حضور کو خوب روشن ہے کہ ایک زمانہ مین مسلمانون کو بڑا عروج حاصل تھا
عرب و مصر شام و ایران - افریقہ - دنیوبیہ - اندلس - و ٹرکی - ہندوستان
چین سب کے سب اُن کی قوت بازو اور علوم و فنون کے قائل تھے بڑی
سلطنت تھی تو اُن کی تھی - صاحب علم تھے تو یہ تھے - جو قوم کسی بات مین
ترقی کرنا چاہتی تھی وہ انھین کی متبع ہوتی تھی - دور نہ جائیے اسی خطہ ہند مین
جو ثروت و جلال اور حکمت و کمال انھین حاصل تھا وہ کس کو تھا - مگر بموجب
آیہ کریمہ -

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

بعد کمال کے اب جو زوال اُن کو نصیب ہوا وہ بھی لاثانی ہے اسی ہند مین
جہان کسی زمانہ مین اُن کی حکومت تھی آج انھین نان شبینہ مشکل سے
میسر ہوتی ہے جو علوم و فنون اُن سے غیر قومین سیکھ کر فخر کرتی تھین آج
اُن سے یہ محض بے بہرہ ہین - اورون نے اُن کے علوم قدیمہ سے مستفید
ہو کر ہزار طرح شاخسانے لگائے اور آج اُن کی اصل پونجی مع منافعہ کے
انھین اُن کے گھر دینے آئے مگر یہ نہین لیتے جو امور دینی اُن کے سیدھے سادے
تھے اُن کو ہزار طرح کے توہمات باطلہ سے خلط ملط کر دیا جو نبی امی نے موعظت
اور حکمت کی باتین صاف صاف بتائی تھین انھین اپنی کم فہمی سے کچھ کا کچھ
سمجھنے لگے - غرض اُن کے عروج کے زمانے کا اگر موجودہ زمانہ سے مقابلہ

کیا جاے تو صاف معلوم ہوگا کہ بے چارے ہر امر مین تنزل پر ہین اُن کی اُس خراب و خستہ حالت کو دیکھ کر اکثر اہل دل مدتون کُڑھا کیے لیکن کچھ تدبیر نہ سوجھی جس سے اس خطہ ہند کی از پا افتادہ و پاے در گل ماندہ مسلمانون کی بہتری کی صورت نکلتی۔ مگر بقول شخصے۔

کہ جویندگان اند یابندگان

ایک خدا ترس قوم کے ہمدرد سید احمد نامی نے اُن کی بہبودی کی تدبیر سوچ نکالی اور وہ یہ تھی کہ ایک مدرسۃ العلوم چندہ دس لاکھ کے سرمایہ مستقل سے اُن کے واسطے قائم کیا جاے اور اُس میں حسب مقتضاے زمانہ تعلیم سعادت و معاش کی پا کر خوبی دارین حاصل کرین۔

مگر سید احمد خان صاحب کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس [illegible] کے زمانے مین ایسے عقائد اور رسوم دین اسلام مین مِل جُل گئے ہین جن کی کچھ بھی اصل نہین ہے اور اس لیے بہت سے مسلمان صراط مستقیم سے بھٹک جاتے ہین

کافر ہوا ئین دین کے آداب دیکھ کر

اور علوم جدیدہ کے مسائل عقلی کے روبرو انھین بے اصل عقائد اور رسوم کے سبب سے معاذ اللہ مسلمان اسلام کی باتون کو۔

اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ

جانتے ہین۔ اور خام خیال سے یہ سمجھتے ہین کہ دین اسلام کے مسائل حقہ

علوم جدیدہ کے مسائل صحیحہ سے بالکل موافق ہین۔ اسی واسطے سید صاحب نے ان غلط اوہام اور رسوم خارج از اسلام کے مٹانے اور وحی متلو اور حکمت جدیدہ کے درمیان اسی طرح سے تطبیق دکھانے اور حقیقت اسلام ظاہر کرنے کی نیت سے ایک پرچہ **تہذیب الاخلاق** نامی جاری کیا جس طرح کہ سلف صالح نے (مثل امام غزالی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم کے) حکمت قدیمہ اور امورات دینی کے درمیان تطبیق ثابت کی تھی۔ اور سید صاحب نے ہر جگہ تطبیق ہی ثابت نہین کی بلکہ جہان علوم جدیدہ اور نئی روشنی والون کی راے نے خطا کی تھی وہان اُس کو غلط ثابت کر دیا۔ فائدہ اس سے یہ ہوا کہ جن لوگون کو شبہہ تھا کہ خدا کے کلام اور نیچر (اُس کے کام) مین تطابق نہین ہوسکتا اور اُس سے نعوذ باللہ کلام جھوٹا ہے اُن کے سب شبہہ اور ظن رفع ہوگئے اور حقیقت اسلام پر انھین یقین ہوگیا۔ سید صاحب کی اس کوشش اور سعی کا (جس سے ہزارون مذبذب اور متزلزل کہا جانے والے مسلمان عین الیقین اور اثبات کے درجے پر پہونچے) ہماری ساری قوم کو شکر گزار ہونا چاہیئے تھا۔ مگر افسوس کہ ہمارے ایک آقا نے بجاے شکریہ ادا کرنے کے کسی ذاتی رنجش کے سبب جو انھین سید کی ذات سے تھی مکانپور مین بیٹھے بیٹھے یہ کیا کہ اُس سبط آل رسول اولاد بتول پر کفر کے فتوون کی گراب برسا دی۔ مین نے ہر چند منع کیا کہ کیا کرتے ہو۔ دوست کو مارتے ہو۔ وہ تم سے اور تمھاری قوم سے بھلائی کی نیت رکھتا ہے اور تم اُسے

یون سناتے ہو تمھارا عذر یہی ہے نہ کہ سید احمد علوم جدیدہ کے بعض مسائل صحیحہ سے دینیات کی تطبیق کرتا ہے اور تم سمجھتے ہو کہ وہ مسائل علوم جدیدہ کے غلط ہین اور دینیات کے پرانے معنی یونانی حکمت قدیمہ کے موافق صحیح ہین۔ اگر آپ کا یہ قول درست ہے تو سید احمد کی تکفیر سے کیا فائدہ جن مسائل علوم جدیدہ کو وہ صحیح جنتے ہین اور اس واسطے اُن سے بعض امورِ دینی کی تطبیق کرتے ہین اور آپ اُنھین مسائل علوم جدیدہ کو غلط بتاتے ہین اُن کی غلطی براہین و دلائل سے ثابت کر دیجیے سید احمد خان خوش ہو جائین گے

دل ما شاد و چشم ما روشن

اور **فیثاغورس** اور **نیوطن**۔ اور **ہرسل** وغیرہم کی جگہ آپ کے تسلیم کردہ **بطلیموس** کی حکمت وہیت کو مان لیوین گے۔ انھین تو صحیح حکمت سے تطبیق دینی ہے جسے آپ صحیح ثابت کر دین گے وہ اُس سے تطبیق دینے لگین گے اور اگر آپ کہین کہ تطبیق کی کچھ ضرورت نہین تو گستاخی معاف اسی تطبیق کے نہونے سے ہزارون مسلمان بے ایمان ہو گئے اور ہزارون مذبذب ہین لیکن آپ اگر مسلمانی سے مسلمانون کو خارج ہوا دیکھ کر خوش ہوتے ہین اور اُس کو ثواب کا کام جانتے ہین تو ہم سید احمد خان صاحب سے کہہ دین گے اور وہ مسلمانون کو یہ نصیحت کرنے لگے کہ مُراد آباد جا کر اسلام کو سلام کہ آؤ۔ غرض جناب میر مجلس! مین نے بہت سر پٹکا میری ایک نہ سُنی۔ اور میر اسٹنٹو ادبا کر سید احمد خان کے

رسالہ تہذیب الاخلاق کے رد مین ایک رسالہ نور الآفاق نامی جاری کیا ہی با

دوسرے میرے آقا جو اُٹھے تو رَدّ و قدح کے دو ایک رسالہ وہ بھی کہہ کر اٹھے

اور تیسرے حضرت نے تو کمال ہی کیا اُنھون نے یہ منصوبہ باندھا کہ یہان

ہند مین تو ہم نے بہتیرے رسالے لکھے کچھ اُن سے فائدہ نہ ہوا چلو مکہ معظمہ اور

مدینہ منورہ چل کر سید کے واسطے کفر کا فتویٰ لائیے جب تو سید ڈھیلا ہو

جائے گا۔ غرض یہ بات ٹھان کر وہ صبح کو روانہ ہوے مین نے بہت سمجھایا کہ

آپ کو حضرت علی کی قسم آپ کفر کے فتویٰ کے لانے کا ارادہ چھوڑ دیجیے خالصۃً

لنیت اللہ جائیے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات

جس حج مین ایسے خیال ہون اُس سے آپ کو کیا ثواب ہوگا۔ اگر کچھ ثواب

ہوا بھی تو سید کو ہوگا۔

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

کیون کہ آپ کے اس حج کا وہی باعث ہوا ہے۔ آپ کا ارادہ سفر حجاز کرنے

سے اُسے دنیا مین ضرر پہونچانے کا تھا وہ اُلٹا عاقبت مین آپ کے اس فعل

سے مستحق ثواب کا ٹھہرا۔

اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

پر نقار [illegible] طوطی کی آواز کون سنتا تھا پھر اُنکا کب پذیرا ہوتا تھا وہ یہان سے

چل دیے جب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین پہونچے تو جو درد اور دعا وہ پڑھتے تھے وہ یہ تھی۔

"یا الٰہی میری اس قدر مسافت رائگان نہ جاوے
علماء فتویٰ ضرور لکھ دین۔"

سب نے سنا ہے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی۔ جیسی مستفتی صاحب کی نیت اور بیان تھا ویسا ہی فتویٰ مفتیون نے لکھ دیا۔ مین نے اس بات سے بہت افسوس کیا۔

کعبہ بھی ہم گئے نہ گیا ان بتون کا عشق
اس روگ کی دوا بھی خدا کے یہان نہین

کہ بیت اللہ اور مسجد نبوی اور روضہ مصطفوی مین چاہیئے تھا کہ میرا آقا دعاے خاتمہ بالخیر اپنے اور سید اور سارے مسلمان کے حق مین مانگتا اور غیبت اور بہتان سے توبہ کرتا کہ مقام قبولیت تھا نہ کہ سید کے نانا کے سعید اور مزار پرانوار پر سید کو برا بھلا کہتا اور وہین دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لیے اُس کے کفر کے فتوے کا مسودہ بناتا۔

نورِ ایمان یہان تک پہونچا تھا کہ میر مجلس نے پوچھا "کیا تم اپنے آقا سے انتقام بھی لیا کرتے ہو" نور ایمان نے جواب دیا "بے شک لیا کرتا ہون" حضور کو یاد ہوگا مین نے ابھی عرض کیا ہے کہ میرا کام صرف نصیحت کرنا نہین ہے

بلکہ جب کبھی میرا آقا میری صلاح پر نہین چلتا تو مین اُس کی اور طرح سے بھی
خبر لیتا ہون چنانچہ جب وہ کج روی اختیار کرتا ہے تو اُسی کے دل کے
طعنون کا اُسے نشانہ بناتا ہون اور اُسی کے قلبی تحسر اور تاسف کے کوڑون
سے اُس کی مٹیھ لال کر دیتا ہون مگر خدام والا مقام پر روشن ہے کہ یہ میرا عمل در
آمد اس قدر انتقام کے خیال سے نہین ہوتا جس قدر کہ اپنے آقا کی خیر خواہی
اور بہبودی کے خیال سے ہوتا ہے اور آپ یاد رکھیے کہ میرے آقا کو اپنی کج
روی سے اتنی ندامت اور پشیمانی نہین ہوتی جتنی کہ خود مجھے ہوتی ہے۔

گنہ بندہ کرد است و او شرم سار

لیکن اگر میرا آقا راہِ راست پر اس طرح قدم زن ہے کہ اُسے خجل اور منفعل
کرنے کا موقع میرے ہاتھ نہ آوے تو واللہ باللہ ثم تاللہ وکفیٰ باللہ شہیدا۔
مجھے جتنی خوشی اس بات سے ہو۔ اتنی اور کسی چیز سے ہرگز نہ ہو۔ مگر مین کیا
کرون میرے بعض آقا۔ میری ہرگز نہین سُنتے۔ انھین تینون صاحبان مذکورہ
بالا کا ذکر ہے کہ مین نے خود اُنھین کے دل سے انھین طعنے اور تشنیع دلوائے
اور گو ایک آدھ دفعہ اپنے کیے پر اُن صاحبون کو افسوس بھی آیا چنانچہ
کعبۃ اللہ سے فتویٰ لانے والے صاحب کا حال آپنے اخبارون مین دیکھا
کہ وہ آخر میری ملامت کرنے اور سمجھانے بجھانے سے ایک دفعہ مدرسۃ العلوم
کی مخالفت سے توبہ کر بیٹھے تھے لیکن پھر بعض بہکانے والون نے بہکا دیا اور

وہ مذبذب ہو گئے۔ مین نے ہر چند کہا کہ مدرسۃ العلوم کی حمایت کرو۔ اُس مین تو تمھاری ہی قوم اور تمھارے ہی عقائد کے مولوی پڑھین اور پڑھاوین گے سید احمد پڑھانے نہین آنے کے۔ اگر یقین نہ ہو خود تعلیم دینے کی کمیٹی کے ارکان کا بندوبست کرو اور جو بعد اُس کے بھی اطمینان نہ ہو تو خالصتہً للہ نوکری چھوڑ کر خود دینیات کے معلم ہو جاؤ۔ آپ کو ثواب ہو گا۔ بندگانِ خدا کے عقائد دینی مین خلل نہ پڑے گا۔ اس کا جواب ہنوز کچھ نہین دیا۔ جواب باصواب اگر عطا فرمائین گے مین خوش ہون گا ورنہ حضور کے آگے جیسے اب فریادی کی [illegible] کرون کا پھر جیساکہ آپ کی رائے اقدس مین آوے فیصلہ کر دیجیے گا۔"

اتنی تقریر کر کے نورِ ایمان اپنی کرسی پر جا بیٹھا اور قوتِ حافظہ کھڑی ہو کر یون تقریر کرنے لگی:۔

جنابِ عالی! مین اقرار کرتی ہون کہ میرا عہدہ پہلے تقریر کرنے والے کے عہدہ کے برابر نہین ہے۔ لیکن اس امر سے تو خود نورِ ایمان کو انکار نہ ہو گا کہ میرا منصب بھی بھاری اور ضروری ہے۔ حضرت انسان کو [illegible] [illegible] کے [illegible] دیدہ و شنیدہ خواندہ و تصور دیدہ کے یاد دلانے کی خدمت [illegible] [illegible] مارہی کو حاصل ہے اگر مین نہ ہون تو کسی کو اپنی زبانِ مادری بھی [illegible] [illegible] [illegible] کو جائے اور نہ اپنے بچہ [illegible] اور خویش و بیگانون کی صورت پہچانے [illegible] [illegible] کے جس شغل مین وہ مشغول ہوتا ہے [illegible] بات [illegible] [illegible] حاصل ہوتا ہے

اُن سب کو مین اُس کی خاطر اس طرح محفوظ رکھتی ہون جس طرح کوئی دیانت
دار خزانچی سرکار کا خزانہ صندوق مین حفاظت سے رکھتا ہو۔ اور اُس کے
علم۔ تجربہ اور مشاہدہ کی بھی نگہبانی کرتی ہون اور اُس کی ایسی تابع ہون کہ
جس وقت وہ حکم کرتا ہے جو کچھ ودیعت میرے مخزن مین ہوتی ہے بلا حیل و
حجت اُس کے استفادہ کے لیے اُس کے حوالے کر دیتی ہون۔ اور کبھی گلہ
نہین کرتی کہ میرے مغز مین خزانہ کیون رکھتا ہے۔ اور نہ اس بات کی شکایت
زبان پر لاتی ہون کہ مجھ اکیلی کے سپرد لاکھون چیزین لاکھون قسم کی کرتا ہے
بلکہ حق یون ہے کہ جس طرح میرا مخزن زیادہ پر ہوتا ہے اُسی قدر مین زیادہ
خوش ہوتی ہون۔ بہ شرطیکہ ذخائر محولہ حقیقت مین عمدہ ہون۔ لیکن میرا عذر
میرا گلہ۔ میری شکایت۔ میری نالش۔ میری فریاد جو ہے وہ یہ ہے کہ میرے
مخزن کو وہ کنجڑے کا [illegible]۔ گلہری کا گھونسلا۔ اور کباڑی کی دُکان کیون بناتا
ہے اور ہر قسم کا کوڑا کرکٹ اور خس و خاشاک اُس مین کیون بھرتا ہے۔ میری
تمنا۔ میری آرزو اور میری خواہش ہمیشہ یہی رہتی ہے کہ میرا آقا صحیح علوم و فنون
اور نیک خیالات سے میرا [illegible] بھرا کرے مگر وہ کب مانتا ہے واہی خیالات
غیر مفید اور غیر صحیح علوم و فنون اور جھوٹے قصے اور افسانے ہین کہ بھرے چلا
جاتا ہے۔ [illegible] لوگ [illegible] اُس کے باپ داداؤن سے علوم قدیم بغداد
اور قرطبہ [illegible] آج اُسے ہند مین بیٹھے بٹھائے

دینے آئے ہین اور منتین کرتے ہین کہ لے لو مگر یہ نہین لیتا بلکہ سنا قعہ سے تو اس قدر خائف ہے کہ جو اُسے حاصل کرے اُسے تکفیر کے کولھو مین پیل ڈالتا ہے۔ آپ ہی فرمائیے کہ مسجد کو بازی خانہ او معبد کو شراب خانہ بنانا کیا ظلم او جہل نہین اور جس درج مین زر و گوہر رکھتے چاہئین اُس مین کعبتین کا رکھنا حمق اور بے وقوفی کا نشان نہین؟ اسی طرح خیال کر لیجئے کہ میرے مخزن مین مفید اور صحیح علوم و فنون کے بجائے غیر مفید اور غلط علمون کا بھرنا اور بُرے بُرے خیالون کا رکھنا میری تحقیر اور خفت کا موجب ہے یا نہین۔ پھر مین حضور سے داد نہ چاہون تو کس سے چاہون۔"

جب قوت حافظہ اس قدر تقریر کر چکی تو تصور سر و قد اُٹھ کھڑا ہوا اور تقریر کا ارادہ کیا لیکن میر مجلس نے فرمایا کہ آپ بیٹھیہ جائیے۔ جو کچھ ہم سُن چکے ہین اُس سے قوائے ذہنی کی شکایتون کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ پس آپ کی تقریر کی کچھ حاجت نہین۔ آپ اپنی تقریر کسی موقع آئندہ پر منحصر رکھئے۔ جب ہمین واہمہ وغیرہ کے بیان کے سُننے سے فرصت ہوگی اُس وقت آپ کی تقریر بھی سُن لین گے۔ سر دست یہ مناسب ہے کہ جو کچھ حواس خمسہ کہین وہ اصغا کیا جائے۔

یہ سُن کر آنکھہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور بہ منت عرض کی کہ۔ میرا اور میری ہم شیرگان عمون زاد اور ہم سائگانِ نیک نہاد کا حال زار اہل مجلس گوشِ ہوش سے

سنین"۔ اور یہ بھی کہا کہ "ہم مین سے کسی کو تقریر کرنے کی عادت نہین ہے
لیکن ایک صاحب ہمارے اور آپ کے دوست اور خواجہ تاش موجود ہین
اُن کو حاضر جوابی اور گویائی کا ملکہ حاصل ہے۔ اگر آپ اجازت دین تو وہ
ہم سب کی جانب سے اور نیز اپنی جانب سے بندگانِ والا کے حضور مین
استغاثہ پیش کرین"۔

جب آنکھ کی یہ درخواست بتلقی بدرجۂ اجابت ہوئی تو ذرہ سی جان چار
اُنگل کی زبان ادب سے آگے بڑھی۔ پائے تخت کو بوسہ دیا اور دعائین دے کر
یون کہنے لگی:۔

"جنابِ میر مجلس! آپ نے جو مجھے گفت وگو کرنے کی اجازت بخشنے سے
معزز کیا۔ اُس کا شکریہ ادا کرنے کی بھی اجازت بخشئے۔ مجھے ایسی عزت کی امید
رکھنے کا کوئی استحقاق نہ تھا۔ کیون کہ نہ تو مین حواس خمسہ مین سے ہون نہ
قوائے ذہنی مین سے۔ مگر آپ نے جب مجھے یہ عزت بخشی تو مین اُسے ازبس
غنیمت جانتی ہون اور نہایت تعظیم سے اپنے پانچون دوستون کی نسبت (جنھین
خود گذارش حال کرتے شرم آتی ہے) اور نیز اپنی نسبت چند کلمہ عرض کیا چاہتی ہون
مین ان پانچون صاحبون کے پڑوس مین رہتی ہون اور ان مین سے
ایک صاحب کی خدمات مقررہ کی بجا آوری مین شریک ہو کر خاصہ کے داروغہ
کا کام کرتی ہون۔ نہ صرف چکھنا اور ذائقہ بتانا میرا ہی منصب ہے اس قرب و

شرکت کی وجہ سے جو خدمات یہ پانچون صاحب بجا لاتے ہین۔ وہ سب مجھے
خوب معلوم ہین۔ اور جو بدسلوکیان ہمارے آقا اِن کے ساتھ کیا کرتے ہین
اُن کی بھی خبر ہے۔ پس مین اپنے تجربہ اور مشاہدہ عینی سے اس بات کا بیان
کرنا فرض سمجھتی ہون۔ کہ جس قدر بدسلوکی ہمارا آقا آپ سے اور دیگر قواے ذہنی
سے کرتا ہے اُس سے بدرجہا زیادہ اُن پانچون صاحبون سے اور خود مجھ سے
کرتا ہے قواے ذہنی کو تو یہ بات حاصل ہے کہ جب کبھی اُن پر ظلم و تعدی ہو
یہ اپنا انتظام لے لیتے ہین۔ چنانچہ نورِ ایمان کی گفت وگو حضور کو یاد ہوگی
نے ظلم کو نیش حسرت سے پانی پانی کر دیتا ہے۔ حافظہ پشیمانی کے نوک دار تیرون
سے جابر کا کلیجہ چھلنی کر دیتا ہے۔ تصورِ خیالات غمناکی اور اندیشہ ہاے اتفاقی
کی تصدیق کرکے ڈرا دیتا ہے اور خود بدولت باعتبار اپنے منصب اعلیٰ
دادرسانی کے جب چاہتے ہین انسان کو اپنی کچہری مین پکڑوا منگاتے ہین
اور اُسے ایسی آنکھین بخشش دیتے ہین کہ وہ اپنے عیبون کو آپ دیکھتا اور قبول
کرتا ہے اور اُس سے وہ اپنی ہی نظرون مین اتنا ذلیل وخوار ہو جاتا ہے
جتنا کہ وہ مجرم ہوتا ہوگا جسے عبور دریاے شور کی سزا ملتی ہے۔ چنانچہ ہم
نے دیکھا ہے کہ بہت سے صاحب کہ جو مدرسۃ العلوم کے مخالف تھے۔ جب
آپ کی عدالت مین طلب ہوے تو اپنی مخالفتِ ناجائز کا اقرار کرکے اپنے
کردار ماضی سے بہت نادم ہوے گو فرقہ وی اور رفقدی کے احباب حواسون کو

مدافعت کے یہ وسائل کہاں حاصل ہین ہم سب بالکل بے بس اور ناچار ہین۔
اپنے آقا کی اطاعت اور فرمان برداری سے کسی جگہہ کسی صورت سے سرتابی نہین
کر سکتے۔ اور باوصف این ہمہ مقام غور ہے کہ وہ ہمین کس درجے ذلیل وخوار
رکھتا ہے۔ آپ کو اس بات کی اجازت نہین دیتا کہ خدا کی قدرت اور شان پر
نظر کرے نامحرمون سے آنکھ چرائے جو دیدنی ہے اُسے دیکھے جو نہ دیدنی
ہے اُسے نہ دیکھے بلکہ اُس پر یہ جبر و قہر کرتا ہے کہ شیطانی صورتون اور مکروہ عورتون
اور نامحرمون کی شکلون کی جانب بدخواہش اور بدارادہ سے ٹکٹکی بندھوا تا ہے
کیا حضور کو معلوم نہین کہ بجاے اسرارِ شانِ خدا اور رموز تہذیب الاخلاق ملاحظہ
کرنے کے کانپور وغیرہ کے فتوون پر نظر رہتی ہے جو چہرہ نورانی وصورتہین
مسلمانی ہین آنکھیں کو حکم ہوتا ہے کہ تو انھین نصرانی بتلا۔ فرمائیے یہ ظلم نہین
تو اور کیا ہے۔

یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

کانون کے پردے مین نغمہ حمد و ترانہ نعت اور سخن ہاے تہذیب الاخلاق
کا پہونچانا مناسب تھا مِیرا آقا ان کے بجاے عیاشی کے سرود جنگ وجدل کے
شور کے مسلمانون پر کفر کے فتوون کے آوازے نیک بختون پر لعن وطعن
کے غوغے سنتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔
ذائقہ کا حال کیا پوچھتے ہو سچے مسلمانون اور دینی بھائیون کے گوشت و پوست

کھانے کا کام ہمارے آقا نے اسی کے سپرد کیا ہے اور پھر اسی پر بس نہیں شکم
پرستی اور شراب خواری کا کام بھی اس بے چارے کے تابع کر رکھا ہے۔
قوت شامہ اور لامسہ پر جو ظلم ہوتا ہے اُس کا بیان مشکل ہے کس کو معلوم نہیں
کہ انھیں سے بدبو گندی چیزوں اور ناجائز بویاس کے سونگھنے اور چھونے کا
کام لیا جاتا ہے۔ چاہیے تھا کہ گل رویان گل بدن۔

مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ

کے سوا کسی اور کی زلف معنبر نے رائحہ مشک بار سے بدمست نہ ہوتے اور
نازنینان ہلقا عن امام۔

لَا یَجُوْزُ الشَّرْعُ اِلَّا بِالنِّکَاح

کے بغیر کسی اور کے بار کیسو کو چھیڑتے مگر شرم کی جگہ ہے نامحرمان گندہ بغل
کی بدبو سے ہمارے آقا کے دماغ کو زیادہ موافقت ہے شراب متعفن کا ساغر
ہاتھ میں رہتا ہے جس کا منھ ہزار طرح کے ماکولات ناجائز و مشروبات ممنوعہ
سے اور لاکھ قسم کے کفر اور خرافات سے آلودہ ہوتا ہے اور اُسے بڑی خوشی
سے پلاتا ہے اور اُس کی آتش سراپا زرد کو شیر مادر کی طرح غٹ غٹ کر کے پی جاتا
اور میرا حال تو خود حضور کو روشن ہے۔ میں کیا عرض کروں۔ وہ کون ہے
جس نے میری ایک دفعہ آواز سنی ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ میرا آقا روز مجھ سے جھوٹ
بکواتا ہے۔ خوشامد کرواتا ہے چغلیاں کھلواتا ہے۔ بددعائیں دلواتا ہے۔ لعنت

ملامت کا وظیفہ پڑھواتا ہے کفر کے فتوے دلواتا ہے اور یہ سب باتین مجھ سے
صرف اُن لوگون کی نسبت نہین کرواتا جو حقیقت مین اُن کے مستحق ہین
بلکہ جو اپنی دینی و دنیوی خوبیون کی وجہ سے کونین مین تعظیم و تکریم کے لائق
ہین۔ انھین بیچارون کے حق مین یہ سب مغلظات بکواتا ہے۔ فرمائیے نوح
علیہ السلام نے کیا جھوٹی وعیدسے ڈرایا تھا جو اُن کی قوم نے اُن کی تکذیب
کی لوط علیہ السلام نے کیا ظلم کیا تھا جو اہل سدوم اور غمورا نے اُن سے جو کیا وہ کیا
موسی علیہ السلام نے کیا قہر کیا تھا جو بنی اسرائیل اُن سے ہمیشہ بگڑے
رہے اور من سلویٰ کے بجائے مسور کی دال اور پیاز مانگتے رہے۔
عیسیٰ علیہ السلام نے کون سی ٹیڑھی راہ کی ہدایت کی تھی جو یہودیون نے
سرمجلس اُنھین گالیان دین اور اپنے زعم مین اُنھین صلیب پر کھینچ کر مار ڈالا
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے وحدہ لاشریک لہ کے اور
کس دیوتا کی پرستش بتائی تھی جو اہل مکہ نے اُنھین وطن سے بے وطن
کیا اور ساحر کا لقب دیا۔
منصور کی زبان پر کلمۂ حق کے سوا اور کیا جاری تھا جو اُسے کٹ ملاؤن نے
دار پر کھینچا۔
شیخ محی الدین ابن عربی نے
اَنَا صِفَاتٌ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰہِ وَصِفَاتُہٗ عَیْنُہٗ فَاَنَا عَیْنُہٗ

کے سوا اور کون سا بھید کھول دیا تھا کہ نہ صرف انھیں کی تکفیر کی بلکہ جو اُن کی تکفیر میں شامل نہ ہوا اُسے بھی کافر ٹھہرا دیا۔

امام حجۃ الاسلام غزالی نے علم کلام کی بنیاد ڈالی تھی یا کوئی جرم کیا تھا جو ہماری مولویوں نے ہندوستان کے مولویوں سے بھی زیادہ کفر کے فتوے دیئے۔

اور اب مدرسۃ العلوم کا بانی سید احمد اور اُس کے رُفقا کیا بھس ملا رہے ہیں کہ ہمارے آقا گالی گلوچ اور لعن طعن اور تکفیر پر اُتر پڑے ہیں۔

میں حضرت انسان کو اس واسطے عطا ہوئی تھی کہ وحدہ لاشریک لہٗ کا کلمہ پڑھتی اس کے رسول کی تصدیق کرتی اُس کی بتائی ہوئی راہ راست پر چلنے والوں کی تعریف کرتی ہمیشہ سچ بولتی۔ مگر وائے برمے چارگی من کہ میرے آقا نے مجھ سے وہ کام کروائے کہ میری ساری نیک نامی خاک میں مل گئی اور ہزار طرح کی بدنامیاں نصیب ہوئیں۔ کہاوتیں میری نسبت مثلیں میری جوڑیں چنانچہ کوئی کہتا ہے۔

"اتنی سی جان گز بھر کی زبان"

کوئی کہتا ہے۔

جَرْحُ اللِّسَانِ اَشَدُّ مِنْ جَرْحِ السِّنَانِ

کوئی کہتا ہے۔

"یہ زبان کیا ہے زہر بلاہل کی بجھی ہوئی کٹاری ہے"

کوئی کہتا ہے۔

"گھوڑا تھکے۔ ہاتھی تھکے۔ ریل تھکے۔ پر نہ تھکے تو یہ ذرہ

سی جیبا۔ یہ قینچی کی طرح کتر کتر کرتی چلی ہی جاتی ہے"

مین ہون کہ یہ سب باتین سنتی ہون اور دم بخود ہون اُف تک نہین کرتی۔

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا

پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا

لیکن مجھے خوف ہے کہ اگر مین اپنی ساری شکایتون کے دفتر کھولون تو میرے

موکلون کی شکایتین رہ جاوین اس واسطے مین اپنی ذاتی رنجشون سے قطع

نظر کرکے اپنے موکلون کے حال زار پر حضور کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہون

زبان کی تقریر یہان تک پہونچی تھی کہ میر مجلس نے کھڑے ہوکر اشارہ

کیا کہ اب آپ بیٹھ جائیے۔

میر مجلس کو معلوم ہوگیا تھا کہ اگر زبان کو حکماً منع نہ کیا جاے تو برسون مین

بھی اُس کی تقریر کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا یون ہی باتون کا جھاڑ بندھا رہے گا

اس واسطے اُنھون نے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرکے یہ تقریر فرمائی۔

"جو کچھ جو اس جسم پہ ظلم و تعدی ہوئی ہین سب پر روشن ہوگئین اب

موقع ہے کہ مین اپنی راے اس بارے مین بیان کرون کہ ہم سب کو آیندہ

اپنے مقاصد کی بجاآوری کی کیا سبیل کرنی چاہیے"۔

یہ بات سن کر زبان کو بڑا رنج ہوا کہ ہائے۔

دل کی دل ہی مین رہی بات نہ ہونے پائی

ابھی تو ہزار مین سے ایک بات بھی مین کہنے نہ پائی تھی کہ مجلس کا خاتمہ قریب پہونچا۔ مگر قہر درویش برجانِ درویش بے چاری کیا کرتی۔ خاموش کرسی پر جا بیٹھی اور میر مجلس کی تقریر سُننے لگی۔ اور میر مجلس نے پھر یہ کہا۔

"مین بہ خلوص دل اقرار کرتا ہون کہ گو مین نے اپنے بھائی بندون اور خواجہ تاشون کا ساتھ بہ رضا و رغبت دیا ہے اور اس بات مین سعی کی ہے کہ عوام ہمارے جانب دار ہو جاوین۔ مگر تاہم مجھے بہت کم امید ہے کہ ہمارے آقا پر ان باتون سے کچھ اثر ہو گا اور وہ ہماری داد دے گا۔ اس مین شک نہین کہ ہمارے آقا کو عوام کی راے اور تحسین و آفرین کا کس قدر خیال رہتا ہے اور اُن کی ملامت سے وہ ڈرتا بھی ہے اور اُس سے گمان ہوتا ہے کہ جب اُسے یہ معلوم ہو جاے گا کہ میرے حق مین خلائق عامہ کی راے ازبس بُری ہے تو وہ حواس خمسہ اور اُن کے وکیل فصیح و بلیغ کی آیندہ کم بے قدری کرے لیکن بھائیو اس بات کی ہرگز امید نہین کہ تحسین و تفرین سے اُسے نور ایمان اور قوت حافظہ کی شکایتین رفع کرنے کی بھی ترغیب ہو گی۔ اُس کے تخت خلافت کے نیچے ہم سب سے زور آور ایک اور صاحب قوت خواہش نامی چھپا کھڑا ہے اُس تک عوام کی رسائی نہین۔ ہمارے آقا پر یہ خود سر کارندہ

بڑا اسلط ہے۔ اُس کی غلامی اور اطاعت سے ہمارے آقا کو ایک دم کی بھی فرصت نہیں۔ اس نے حضرت انسان کو دھوکا دیا ہے کہ ہم سب کو اُسی کے زیرِ فرمان کر دیا ہے۔ رات دن اُسی سے صحبت اور اُسی سے تخلیہ رہتا ہے اُس کی محبت مین ہمارے ساتھ بدسلوکیان ہوتی ہین۔ یہی ہمارے آقا کے گھر کا مالک ہے۔ اسی کا ساختہ پرداختہ منظور ہے۔ تا وقتیکہ یہ سرکش کارندہ سطیع آقا نہو ہمارے آقا کے مزاج اور میلانِ طبع مین تبدل اور تغیر واقع نہین ہونے کا۔ اور نہ ہماری بہبودی کی کوئی صورت نکلے گی۔ لیکن دنیا مین تو کم کوئی ایسا تنومند اور زورآور ہوگا۔ جو اس بدصلاح کار اور خودسر کارندہ کو زیر کرے خواہش اور ہوائے نفسانی کا مطیع کرنا بہت مشکل ہے اس واسطے میری صلاح یہ ہے کہ عوام کا ڈر اور دھمکا دانہ دکھا دین مقلب القلوب کی بارگاہ مین بہ منت خشوع و خضوع عرض کرین کہ۔

بدل دے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہے

اس تقریر کے بعد سب نے میر مجلس کا شکریہ ادا کیا۔ اور مجلس برخواست ہوئی۔



غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۸	پیار	پہ بار
″	۱۱	قدرتِ حق	قدرتِ احد
۷	۴	دین القیم	الدین القیم
″	۹	عذیر	عزیر
۸	۱۵	فرقہ	فرقہ
۱۰	۳	فطرت اشدان	فطرت اشدین ان
۱۱	۲	موعظۃ الاخرین	موعظ الاخرین
۱۲	۱	اسے	اُسے
″	۱	تھی ایک	تھی کہ ایک
۱۳	۸	خوف خدا خرا	خوف خرا
″	۹	تھوڑی سی عمر	اس تھوڑی سی ست
۱۴	۸	بعض	بعضوں
۱۷	۲	مصیبت	مصیبتیں
۲۶	۴	دو گواہ	دو گواہ
۳۰	۱۶	محمد حسین ابوہی	محمد حسین صاحب ابوہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱۱	اسکا	اُس کا
۳۶	۳	بوڑھیوں	بوڑھوں
۳۷	۱۳	اُس	اِس
۳۸	۱۱	جسکا	جن کا
۳۹	۲	ہندیہ	ہندسیہ
۴۵	۶	وردو وظائف	وردو وظائف
۴۸	۴	جنجتین	مخجتین
۴۹	۱۶	اَعَدْتَ	اَعَدْتُ
۵۳	۲	تنازع	تنازع
″	۹	بہتر	بہن تر
″	۱۴	مبارک تیرے پاس	مبارک اور میرے
		سے کم د	پاس سے کم
۵۴	۱۸	گبریل اور	گبرئیل کا اور
۵۷	۲	ذوالقرنین کو بھی وحی آتی تھی	ذوالقرنین پر بھی وحی اترتی تھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۱۵	کھوسٹے	کھونٹے
۶۱	۶	بھائی تلتے ہیں	بھائی بھائی ہیں
۶۵	۶	لکے	کے
//	۹	دکھتا ہے	دکھاتا ہے
۶۷	۹	اُس حاسد کو	اُس سے حاسد کو
۷۳	۹	نقار	ثقات
//	۱۲	سید الامم	سید الانام
۷۶	۷	سوک گیا ہوں	سوکھ گیا ہوں
۷۸	۴	مجتہد	مجتہد
۸۰	۱۲	ظریقہ	طریقہ
۸۱	۷	نبی فاطمہ	بنی فاطمہ
۸۲	۲	علی مرا	علی فرا
//	۵	جزہا ہے	خبرہا ہے
۸۳	۱	نبی امیہ	بنی امیہ
//	۷	عباس سے	عباس میں سے
۸۵	۲	مردان	مروان
//	۱۱	قناده	قتاده
//	۱۴	سخص	شخص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۱۶	ھاکریا	ھاربا
۸۶	۶	الابدال	ابدال
//	۸	ثم رجل	ثم ینشاء جل
//	۹	احوالہ	اخوالہ
۸۷	۱	علیہم	علیہ
//	۱۰	انھیں	اس
۸۸	۷	ہوسے کتا	ہوئے یعنی کتا
//	۱۶	لمدبق	لمریق
۸۹	۱۶	الاخبیۃ	الاصبتۃ
۹۰	۱۶	الفطان	القطان
۹۱	۳	الجبنیۃ	الجبھۃ
//	۱۲	لکھا ہے کہ	لکھا ہے کہ فرقۂ زیدیہ
//	۱۳	قال الذید	قال لزیدیۃ
//	۱۷	البسط	السبط
۹۲	۱۰		(یہ) قال علیؑ کے پہلے پڑھو: "ہارون عمر بن ابی قیس ابو اسحق شیعی" —
۹۳	۲		"علاوہ اس کے" کے پہلے پڑھو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
،، محمد بن عبداللہ حضرت امام حسن کے پڑپوتے تھے اور محمد ہی ان کا نام تھا بس ان کی خلافت پر لوگون کو رغبت کرنے کے لیے یہ حدیث بنائی گئی تھی،،			
۹۵	۱	یطول	بطول
//	۸	من اہل بیت	منّا اہل بیت
//	۱۰	نقیل	نفیل
//	۱۳	فتن کرنا	فتنہ کرنا
۹۹	۸	مقدمۃ	مقدمتہ
۱۰۰	۳	گروہ	گبرو
//	۱۱	قطریکً	تطریکً
//	۱۵	فنیفرون	فینصرون
//	۱۷	اُن کو	اُس کو
۱۰۱	۵	گھست گھست	گھسٹ گھسٹ
۱۰۵	۸	راوی	راے
۱۰۸	۱	نہین۔	نہین حاکم کے
//	۲	کہاہے ذہبی	کہا ہے کہ ذہبی
//	۱۰	مہتم	متہم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۳	سندداری	سند دارمی۔
		سند ابو بعلی	سند ابو یعلی
//	//	آبی بکیر شیبہ	ابی بکر شیبہ
//	۱۳	کے لیے	کی تائید اور تقویت کے لیے۔
//	۱۷	حنبل وارجو	حنبل ارجو
		انما یکون	ان یکون
۱۱۰	۱۱	اُس حدیث	اُس کی حدیث
//	۱۴	الاوھام	اوھامٌ
//	۱۷	زروابی	زراورابی
۱۱۱	۱۴	اُن	اس
۱۱۲	۵	مکرۃ	نکرۃ
//	۶	شیعہ	شعبہ
//	۱۱	شیعہ	شعبہ
۱۱۳	۴	یہی	بھی
۱۱۴	۵	ھذا اللفظ	ھذہ اللفظۃ
//	۶	اصطلاحۃ قویۃ فلا تقبل	اصطلاحۃ قویۃ بالتضعیف

نمبر صفحہ	سطر	غلط	صحیح
جلد اور دیکھئے ابن عدی فی کامل و ذہبی فی المیزان هذا الحدیث علی وجہ الاستنکار و قال هو معروف به (صفحہ ۲۳۴) (۱۲) و عکرمة بن عمار علی بن زیاد (عکرمہ بن عمار) قد ضعفہ بعض و ثقہ آخرون و قال ابو الرازی هو مدلس فلا یقبل۔			
۱۱۳	۷	عسکرمہ	عکرمہ
"	۸	بعض نے اچھا کہا ہے	بعض نے ضعیف کہا ہے اور بعض نے اچھا کہا ہے
۱۱۴	۲	حدیث حجیت	حدیث سے حجت
"	۸	لان	ان
۱۱۵	۶	(۱۷) کے اوپر پڑھو "عبد الرزاق دابی قلابہ"	
۱۱۶	۵	تدلیس	جو تدلیس
"	۶	(و عبد اللہ بن لهیعة) کے پہلے پڑھو	
(۱۸) (ابن لهیعة) قال الطبرانی تفرد به ابن لهیعة تقدم لنا فی حدیث علی الذی خرجه الطبرانی فی معجمه الاوسط ان ابن لهیعة ضعیف (صفحہ ۲۶۸)			

نمبر صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۶	۸	جابر الحضرے	جابر الحضرمی
۱۱۷	۷	کسی معتبر	کسی کو معتبر
۱۱۸	۲	نہین	نہین ہین
"	۱۵	طریقة	طریقہ
۱۱۹	۱۳	فیکشی	فیحشی
۱۲۵	۳	ٹٹیا پھوس	ٹٹیا پھونس
۲۲۶	۱۶	کرنے واسطے	کرنے کے واسطے
۱۲۹	۱	کرڈالین	کرواڈالین
۱۳۲	۲	کہ عبادت زہد اور ریاضت ہین مین مشغول ہون	کہ مین عبادت زہد اور ریاضت مین مشغول ہون
۱۳۳	۱۵	جو سجدہ	چو سجدہ
۱۳۴	۱۳	تمہار ادعا	تمہارا ادعا
۱۳۵	۱۲	کرلیتا ہے اور کبھی	کرلیتی ہے اور کبھی
۱۳۶	۱۴	خواہی خورند	خواہد خوردن
۱۴۰	۵	اٹھانا	اٹھائی
۱۴۲	۱۰	مین شش خدا سے	نین خدا سے
۱۴۰	۱۱	چوڑے	چوڑھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۹	۱۳	اسی بےزار	اسی طرح بےزار
؍؍	۱۵	کردیتاہے	کردیاہے
۱۵۰	۳	نفرت سے	نفرت ہے
؍؍	۶	مغرورہوے	مغرور ہوئے
۱۵۱	۳	ہرکلب بھیجے	ہرسے بھیجے
۱۵۶	۱۲	کمانے والے	کمانے والے کے
۱۵۷	۹	یقین	یقین
۱۵۸	۲	بیرایید	بیاید
۱۵۹	۵	جرم کا	جرم ہون کا
۱۶۱	۷	بڑا نتیجہ	بُرا نتیجہ
؍؍	؍؍	خیرات خورہ	خیرات خور
۱۶۲	۵	نہ دی	بھی نہ دی
۱۶۳	۱	چوڑے	چوڑھے
۱۶۶	۹	زندہ حاکم	زندہ حاتم
؍؍	۱۴	تحفض	شخص
۱۶۷	۱۷	نیار یہ	نیار یہ
۱۶۸	۱۰	آشنایون	آشناؤن
؍؍	۱۳	تمھاری اصلی	تمھاری خیرات اصلی
۱۶۹	۶ و ۷	سلوک کے	سلوک سے
		ساتھ برتین	پیش آئین
؍؍	۱۰	کرنی ہے	کرتی ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۱۵	پھراتیون کو	پھیر پھیراپیو کو
۱۷۳	۳	اگر	مگر
؍؍	۷	مصنف	منصف
۱۷۴	۱۴	ان	اس
۱۷۵	۱۷	اُس	اِس
۱۷۶	۲	چن گئین	جُھک گئین
۱۷۹	۷	(سنہ کلبی)	(سن کلبی)
۱۸۴	۱۶	بڑا اسلنجا	بڑا استنجا
۱۸۵	۱۴	مخالف۔	مخالف کیا۔
۱۸۸	۳	شجر مخلوط	شجر ممنوعہ
؍؍	۱۰	تکتے تھے	ہلتے تھے
۱۹۰	۴	مانند جو	مانند ہے جو
۱۹۱	۱۱	قدرت حق	قدرت احد
۱۹۲	۱۶	اُسی جگہ	اسی جگہ
۱۹۳	۳	۔توقبرکی	۔کیا توقیر کی
۱۹۵	۱۲	حب العاد	حق العباد
۱۹۷	۵ و ۶	حق ہین	حق ہین
؍؍	۱۰	بُعض	بُغض
؍؍	۱۲	بسر کرین	بسر کرے
۱۹۸	۹	وقت کے	وقت کو
۲۰۰	۱۶	تک بھی	تک کا بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٠١	٨ و ٩	غور کرنے سے کھینچی	غور کھینچی
٢٠٢	٣	تممیز	تمیز
//	١٤	کند	کنند
٢٠٥	٩	اسمداد	استمداد
//	١٤	ہم نے زیادہ	ہم نے زیادہ رکھی
٢٠٦	٨	عطا ہے	عطا کیا ہے
//	١٥	اُسی جگہ	اِسی جگہ
٢٠٧	٧	مخلوقات عموماً	مخلوقات سے عموماً
٢١٢	٢	ہمیشہ جان	ہمیشہ جان و دل
//	٩	جب اس	جب مین اس
٢١٣	٢	دنیو بیہ	نو بیہ
//	١٣	طرح شناختے	طرح کے شناختے
//	//	منافعہ	منافع
٢١٤	٨	اور یہ	تا کہ یہ
//	١٢	ان اودھن	اودھن
//	١٧	خام خیال	خام خیالی
٢١٥	١	موافق ہے	موافق نہین ہے
//	٩	اُس سے	اِس لیئے
٢١٦	٩	برسل	برتل
//	١٤	خارج ہوا	خارج ہونا
٢١٧	٢	صبح کو	حج کو
٢١٨	١١	مسلمان	مسلمانون
//	١٢	نہ کہ	نہ یہ کہ
٢١٩	١٥	دیکھا	دیکھا ہوگا
٢٢١	٧	کی کرتا ہے	کی کیون کرتا ہے
٢٢٢	١١	اصفا	اضغا
٢٢٤	٧	انتظام	انتقام
//	٨	ظلم	ظالم
٢٢٥	٤	آپ کو	آنکھ کو
//	٥	نہ دیدنی	نا دیدنی
//	١٤	سرور	سرود
٢٢٦	٢	تابع	سپرد
//	١٠	آتش سیاہ ورد	آتش سیاہ و درد
٢٢٧	١٦	فا دما	فا نا
٢٢٨	٩	پرسیہ جیاری	برسیے جیاری
٢٢٩	١٥	[illegible]	ہوگئے
٢٣٠	١٠	کس قدر	کسی قدر
//	١١	اُس	اِس
٢٣١	٢	دھوکا	ایسا دھوکا
//	١١	خشوع	و بہ خشوع

that believe that *the Quran is the word of God because it is not inconsistent with the facts of nature, which is the work of God*, I have made this *principle* my guide throughout the work in dealing with these questions and whether or how far I have succeeded in my attempt, I would leave it to my readers to decide.

It must, however, be borne in mind that my plan preveted me from exhausting the questions I have discussed. My plan would rather have been thwarted than furthered, had I attempted to write lengthy articles on every topic, but brief though these articles may be, yet they are, I hope, clear enough to convince my co-religionists and the unbiassed Europeans of the truth they contain. I have, however paid greater attentions to the necessity of appealing to the judgement of my own co-religionists than persuading men of other creeds and denominations, and if I succeed in winning over men of my own religion to my side, I shall congratulate myself on the success of my endeavour.

I am sorry the dream could not be published earlier. The reason was that soon after the plan of this dream was conceived, my attention was directed to some other political questions of the day and the result was that I left the dream unfinished and commenced writing a series of Political Articles that appeared for some months in the *Kohi-Noor Akhbar* of Lahore in 1885, and were subsequently in July last reproduced in book form by my friend Munshi Sirajuddin Superintendent Stationery and Printing Office, Sirmoor State, and Editor of Sirmoor Gazette Nahan, under the title of "Mazamin-i-Political" or Political Essays.

In conclusion I would first thank the Grand Old man of India (SIR SYAD AHMAD KHAN) for his having taken the lead in the path of Musalman Reformation, and then my friend Dr. Fazaluddin of Bhera, who encouraged me in my speculation by running with me the equal risk of this publication.

20th December 1888.

AHMED SHAFI.

PREFACE.

I conceived the plan of this dream early in 1885 I thought that instructions imparted in this shape would suit my country-men much better than any other mode of admonition, and if the perusal of this dream produce the desired result, I shall think that I have not labored in vain.

The appearance of *Mahdi Saudani* in Egypt, the circulation of his forged letter in India and his partial but transitory success in one or two engagements made the "Dogma" of Mahdi's advent, a subject of much discussion, both among the English and the Indian Mosalmans.

Complications with Russia at the same time raised many other questions, all bearing on the fidelity and loyalty of the followers of the Prophet in this country.

While haughty discussion of these questions, was carried on in Anglo-Indian Journals, I imposed upon myself the task of Examining whether the Dogma of, and the popular belief in, the advent of a Mahdi were supported by the Quran. I thought most naturally that such a momentuous Prophecy could not have been admitted from that sacred book, if this were really to happen. I made, therefore, a diligent search in that Holy Book from one end to the other, but found not the least direct or indirect allusion to it.

I then referred to the able article written by Sir Syad Ahmad Khan on the subject. His deep researches and profound enquiries most satisfactorily proved that all the traditions bearing on the subject were apocryphal, and that the Dogma was nothing more than a mere fabrication, invented by early political Mosalman factions to serve their own ends.

While disburdening the mind of my co-religionists of this unwarranted dogma, I took the opportunity of touching briefly on the subject of *Jahad* (Religious wars) and and of discussing other important questions of Political Social and Moral Reforms also at the same time, and as I am one of those men